جلد 1 | شمارہ 2 | اکتوبر تا دسمبر 2024ء | ربیع الآخر تا جمادی الآخرۃ 1446ھ

ختم نبوت نمبر

مدیر اعلیٰ:- مولانا بلال احمد شاہ ہاشمی

جلد:01
شمارہ:02

ربیع الآخر تا جمادی الآخرۃ 1446ھ
اکتوبر تا دسمبر 2024ء

فضیلۃ الشیخ، یادگار اسلاف، پیر سید
صابر حسین شاہ بخاری دام اقبالہ

مدیر اعلیٰ: بلال احمد شاہ ہاشمی صاحب

مدیر: مولانا دانیال سہیل عطّاری

ادارہ: قندیلِ حق، اٹک پنجاب، پاکستان

تزیین کار: جواد اسلامک انسٹیٹیوٹ
+92336-6141064

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت
امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

فہرست مضامین "سوئے طیبہ"

مقاصد و اہداف

☆ہم نے اس سہ ماہی مجلہ کا آغاز خالصتاًرب العالمین کی رضا پانے اور محبوب کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کی نظر رحمت حاصل کرنے کیلیئے کیا ہے۔

☆محبوب کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کی سیرت، حسن و جمال الغرض جمیع اوصاف کو وقتاً فوقتاً زینت قرطاس بنا کر لوگوں تک پہنچانا، ہمارا نصب العین ہے۔

☆قرآن و سنت کا پیغام بنام درس قرآن و درس حدیث کے توسط سے عام کرنا۔

☆عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنا، اور اسکی صحیح ترجمانی کرنا۔

☆اہل سنت کے عقائد و نظریات کا تحفظ ہمارے ترجیحی مقاصد میں سے ہے۔

☆دین اسلام پر وارد اعتراضات کے جوابات دینا، اور تعلیمات اسلام کی صحیح ترویج و اشاعت کرنا۔

☆صحابہ و اہل بیت کے فضائل و مناقب بیان کرنا، اور ان مقدس ذوات کا دفاع کرنا۔

☆اس کے توسط سے لوگوں کو قرآن و سنت سے وابستہ کرنا، اور نبی پاک صاحب لولاک صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کی چوکھٹ پہ لا کھڑا کرنا۔

☆ماہرین فن علما کے علمی شہ پاروں کے ساتھ ساتھ نوجوان فضلا کی معیاری تحریروں کو منظر عام پر لا کر انکی دلجوئی کرنا، اور انکا دست و بازو بننا۔

☆مختلف اور جدید مسائل پر تحقیقات پیش کرنا۔

☆معاشرے میں پھیلی بد امنی، انارکی اور بد عملی کے خاتمے کے لیے اصلاحی پیغام لوگوں تک پہنچانا۔

نوٹ! ان شاء اللہ سالانہ بنیادوں پر اس سہ ماہی کی اشاعت بھی کی جائے گی۔

اپیل! ہمارے نیک ارادوں کی تکمیل کے لیے اور ہمارا پیغام عام کرنے کے لیے ہمارا ساتھ دیجیے۔

+92310:0053916......+92315:5870158

"زیبائی"

ہے اتمام نبوت آپ ہی پر یا رسول اللہ

یادگار اسلاف، ماہر رضویات
پیر سید صابر حسین شاہ بخاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ النبی الامین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین

خالق کائنات مالک ارض و سماء نے جب زمین و آسمان کو بنایا اور اس پر بنی نوع انسان کو بسایا تو اس کی ابتدا ابو البشر حضرت سیدنا آدم علیہ السّلام سے فرمائی۔ پھر حضرت اماں حوا سلام اللہ علیہا کو بنا کر ان کا شریک سفر بنایا، ان سے نسل انسانی کا آغاز ہوا، ان کی اولاد زمین پر پھیلتی پھولتی گئی اور آباد کاری ہوتی گئی۔ ہر زمانے میں جب اور جہاں بھی بنی نوعِ اِنسان راہِ رشد وہدایت سے ادھر اُدھر ہوئی تو اللہ تعالیٰ ان کی رہبر ورہنمائی کے لئے اپنے انبیاء ورسل کو اپنے صحائف اور کتب دے کر بھیجتا رہا، موت و حیات کا سلسلہ جاری و ساری رہا۔ انسان دنیا میں آتے رہے، بستے رہے اور پھر عالم آخرت کو سدھارتے رہے۔ حق و باطل کی جنگ کا آغاز اس وقت ہوا جب اللہ تعالیٰ نے ابو البشر حضرت سیدنا آدم علیہ السّلام کو بنا کر فرشتوں سے فرمایا کہ اب تم انہیں سجدہ کرو، سب نے اپنا سر تسلیم خم کیا لیکن ابلیس لعین نے تکبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا حکم نہ مانا اور انہیں سجدہ نہ کیا۔ بس پھر کیا تھا یہ بنی نو انسان کا ازلی دشمن بن گیا۔ ہر زمانے میں بنی نوعِ انساں کی رہبر ورہنمائی کے جب بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے الوالعزم انبیاء ورسل کو بھیجا تو ابلیس نے بنی نوعِ انساں کو ورغلانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، یہ عجب طرفہ تماشا ہے کہ ہر دور میں کئی انسان ابلیس کے مکروفریب میں آتے رہے، اس کے گُن

گاتے رہے اور اس کے مکروہ عزائم کو پروان چڑھاتے رہے، حتیٰ کہ کئی انسان تو ابلیس کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ گئے۔ پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی علی الاعلان نافرمانیاں کیں، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بھیجے گئے انبیاء و رسل کا مذاق اڑایا، انہیں جھٹلایا، کئی انبیاء ورسل کو قتل کروایا، یہی نہیں بلکہ کئی بدبختوں نے تو خود اپنے "الہ" ہونے کا اعلان کروایا، ان میں نمرود، فرعون اور شداد کا تو ذکر قرآن مجید میں بھی آیا۔ یہ سلسلہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السّلام تک چلتا رہا۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے ابو البشر حضرت سیدنا آدم علیہ السّلام سے لے کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السّلام تک اہل باطل کی جانب سے تمام تر فتنہ سامانیوں کے باوجود ہمیں کوئی ایک بھی ایسی مثال ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی کہ کسی بدبخت نے ازخود "نبی" ہونے کا دعویٰ کیا ہو!!!

اللہ تعالیٰ نے جب ہمارے پیارے نبی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا آخری نبی بنا کر بھیجا، آپ پر قرآن کریم نازل فرما کر سلسلہ وحی و کتاب کا اختتام فرمایا تو ابلیس اپنے تمام تر لاؤ لشکر سمیت ایک بار پھر حرکت میں آگیا، آپ کے کسی بڑے سے بڑے دشمن کو بھی آپ کے کردار و افعال پر انگلی اٹھانے کی جسارت نہ ہو سکی۔ البتہ تمام ابلیسی قوتیں آپ کی نبوت پر معترض ہو کر آپ کے خلاف صف آراء ہوئیں، انہوں نے آپ کے خلاف جنگیں کیں لیکن ان کی تمام تر کوششوں کے باوجود آخری آفتاب نبوت اپنی پوری آب و تاب سے چمکتا دمکتا رہا اور اس کی نورانی شعاعیں دنیا بھر کو منور کرتی رہیں۔ آپ کے صحابہ کرام آسمان رشد و ہدایت کے ستارے بن کر چمکتے رہے۔

ابلیس لعین نے جب دیکھا کہ آپ کے دم قدم سے اسلام کا آفاقی پیغام پھیلتا ہی چلا جا رہا ہے تو اس نے ایک نئی چال چلی اور ایسے کذابوں کا انتخاب کیا جنہیں جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہ ہو، چنانچہ سب سے پہلے صنعا یمن سے اسود عنسی سامنے آیا اور اس نے دعویٰ نبوت کیا تو حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آگے بڑھ کر اس کا کام تمام کر دیا۔ حضور خاتم النبیین

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال باکمال سے ایک رات پہلے ہی امت کو آگاہ فرما دیا تھا: " آج رات اسود عنسی مارا گیا ہے اور ایک مرد مبارک نے اسے مارا ہے، اس کا نام فیروز ہے۔"

یمامہ سے مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اس نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شریک نبوّت کے لئے خط لکھا تو آپ نے اسے "کذاب" فرما کر ایسا جواب دیا کہ قیامت تک "کذاب" اس کے نام کا جزو لاینفک بن کر رہ گیا ہے۔

خلیفۂ اوّل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب مسیلمہ کذاب کی فتنہ سامانیاں عروج پر پہنچیں تو آپ نے عقیدۂ ختمِ نبوّت کی حفاظت کے لئے اس کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا۔

حضرت سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں عقیدۂ ختمِ نبوّت کی حفاظت کے لئے فیصلہ کن معرکہ ہوا اور اس کے خلاف گھمسان کی جنگ لڑی گئی۔ اس میں بارہ سو سے زائد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم عقیدۂ ختمِ نبوّت کی حفاظت پر قربان ہو گئے اور فتنۂ مسیلمہ کذاب کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ فرما گئے۔

اسی طرح ہر دور میں کذاب سامنے آتے گئے اور محافظین ختم نبوت کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچتے رہے۔ آج تاریخ میں ان کذابوں کا عبرت کے لئے صرف نام ملتا ہے لیکن ان کی ذریت کا ڈھونڈنے سے بھی نام و نشان تک نہیں ملتا۔

یہ عبرت کی جاہ ہے تماشا نہیں ہے

برصغیر میں مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی قادیان (گورداس پور) سے سامنے آیا، اس نے آغاز میں عیسائیت کارد کر کے مسلمانوں کو اپنا ہم نوا بنانے کی کوشش کی اور ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے میں کسی حد تک کامیاب بھی ہوا۔ 1880ء میں اس کی کتاب براھین احمدیہ شائع ہوئی تو اس کے خیالات فاسدہ سامنے آئے، 1889ء میں اس نے جماعت احمدیہ بنائی، اسے انگریزوں کی آشیر باد بھی حاصل تھی۔ یہ آگے بڑھا اور مجدد کا دعویٰ کیا، پھر مہدی بنا، پھر دعویٰ مسیحیت کیا، بالآخر ظلی و بروزی نبی بن بیٹھا۔ اس بدبخت نے اسی پر بس نہ کیا بلکہ اس نے جہاد کا کھلم کھلا انکار کیا اور انبیاء ورسل، اہل بیت اطہار، صحابہ کبار اور اولیائے عظام کی شان و شوکت پر حملہ آور ہوا، یہ مجموعۂ تضادات، منبع فسادات اور فضلۂ بکواسات ثابت ہوا۔

علما و مشائخ نے اس کا ہر محاذ پر تعاقب کیا۔ اس اور اس کی ذریت کے خلاف فتاویٰ جاری کیے، کتابیں لکھیں

،جرائدورسائل جاری کئے۔ دعوے دائر کئے، مقدمات میں اسے ذلت ورسوائی اٹھانی پڑی لیکن افسوس یہ کذاب مسیلمۂ پنجاب کسی غازی کے ہاتھوں اپنے منطقی انجام کو نہ پہنچ سکا اور یوں امت مسلمہ میں ایک فتنۂ عظیمہ ملت اسلامیہ کے جسد میں ایک انتہائی خطرناک کینسر کی طرح باقی رہ گیا۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

فتنۂ قادیانیت کو جہاں عالمی طاقتوں کی سرپرستی حاصل ہے وہاں اسے نام نہاد لبرل اور سیکولر قوتوں کی پشت پناہی بھی حاصل ہے۔

مملکت خداداد پاکستان میں 1953ء میں عقیدۂ ختمِ نبوّت کی حفاظت کے لئے ان کے خلاف ایک بھرپور تحریک چلی جس میں ہمارے علماو مشائخ کا کردار نمایاں رہا۔ ان میں علامہ سید ابوالحسنات سید احمد قادری، مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی اور مولانا سید خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہم کے اسمائے گرامی نہایت ہی نمایاں اور روشن ہیں۔ اسی طرح 1974ء میں دوسری تحریک چلی جس ہمارے علماو مشائخ کی کاوشیں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ ان میں شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا محمد ذاکر اور علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہم کا کردار کلیدی رہاہے۔

بالآخر علماو مشائخ کی کاوشیں رنگ لائیں اور 7/ستمبر 1974ء کو مملکت خداداد پاکستان کی پارلیمنٹ نے انکار ختم نبوت کی بنیاد پر قادیانیوں کو سرکاری طور پر بھی ہمیشہ کے لئے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا تھا۔

7/ستمبر 2024ء کو اس فتح کو پورے پچاس سال مکمل ہوگئے ہیں۔ تحفظ ختم نبوت کی اس گولڈن جوبلی کے موقع پر محافظین ختم نبوت نے مختلف سیمینار اور کانفرنسیں منعقد کیں، کتب ورسائل شائع کرنے کا اہتمام کیا۔

ناچیز ہیچ مدان کی سرپرستی میں سہ ماہی مجلہ "سوئے طیبہ" (آن لائن) کی مجلسِ ادارت ومشاورت نے بھی اس تاریخی موقع پر "تحفظ ختم نبوت نمبر" کا اجراء عمل میں لایاہے۔

الحمدللہ علی احسانہ وفضلہ، مجلہ کا یہ خصوصی نمبر باذوق قارئین کی ضیافت طبع کے لئے حاضر ہے۔

یہ خصوصی نمبر حصہ منظومات کے علاوہ گیارہ ابواب میں منقسم ہے۔

پہلا باب " قرآنیات واحادیث " ہے۔اس میں چار مقالات ومضامین شامل ہیں۔

لکھنے والوں میں مولانا محمد شاہد علی اشرفی فیضانی، مولانا ابوسفیان محمد راشد مدنی، مولانا محمد مجیب الرحمن رہبر اور ڈاکٹر علی حسنین بھٹہ کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

دوسرا باب "تعاقبات" ہے اس میں مولانا محمد اکرام رضا، عدیلہ بنت علی اور مفتی عارفین القادری نے فتنۂ ذکریت کا انکار ختم نبوت، جھوٹے مدعیان نبوت کا انجام اور قادیانی اعتراضات واشکالات کے جوابات دیئے ہیں۔

تیسرا باب " صدیقیات " ہے ۔ اس میں صدیقی خانوادے کی خدمات اور علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے کردار کو احاطۂ تحریر میں لایا گیا ہے۔یہ باب مولانا زوہیب علی، صادق علی زاہد اور مولانا بلال احمد شاہ ہاشمی کے رشحات قلم کا نتیجہ ہے۔

چوتھا باب " تفکرات " ہے اس میں عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تحفظ میں ہماری، علما و مشائخ اور واعظین کی ذمہ داریوں کا احاطہ کیا گیا ہے اور اطفال کے حوالے سے عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تحفظ میں والدین کے کردار سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔

یہ باب مولانا دانیال سہیل عطاری، مولانا احمد رضا نبھانی، مولانا احمد رضا مغل اور مولانا نعمان حسین قادری کے مضامین ومقالات سے مزین ہے۔

پانچواں باب "تحقیقات ومعرکات" ہے۔ اس میں ختم نبوت کے تحفظ میں لڑی گئی پہلی جنگ میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے اسمائے گرامی اور عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تحفظ میں اصول اربعہ کا جائزہ لیا گیا ہے۔مولانا احمد نواز قادری اور محمد آزاد ایم اے اس باب کے شرکاء میں سے ہیں۔

چھٹا باب " احکامات وادبیات " ہے۔اس میں علامہ مفتی یونس قادری، مولانا زین العابدین کمہاری، مولانا محمد امن اور مولانا سید جنید البخاری الحسینی کے قلم سے عقیدہ ختم نبوت دلائل واقوال مفسرین کی روشنی میں

،منکرین ختم نبوت کا شرعی حکم اور اردو نعتیہ ادب میں عقیدۂ ختمِ نبوّت کا جائزہ لیا گیا ہے.

ساتواں باب "شخصیات" ہے۔ اس میں مولانا غلام نبی سندھی، مولانا سید اویس شاہ، مولانا افتخار احمد قادری ،مفتی نازش مدنی مراد آبادی اور مولانا فرمان علی رضوی نے ختم نبوت کے تحفظ میں قادری علما و مشائخ، اہل بیت اطہار کی اولاد ،بدرالعلما اور سید صابر حسین شاہ کا کردار پیش کیا ہے ۔ نیز اس باب میں تحفظ ناموس رسالت کے تحفظ میں سلاطین اسلام کا کردار بھی دیا گیا ہے۔

آٹھواں باب "رضویات" ہے۔ اس میں مولانا عدنان حسن زار مدنی نے کلام اعلیٰ حضرت کے آئینے میں عقیدۂ ختمِ نبوّت کا جلوہ دکھایا ہے۔

جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے طلبا نے ختم نبوت کے تحفظ میں خانوادہ امام احمد رضا کے کردار کا جائزہ لیا ہے۔

نوواں باب "مجلات" ہے۔ اس میں مولانا عمیر رضا چشتی نے ختم نبوت کے تحفظ میں سہ ماہی مجلہ المنتہیٰ لاہور اور مفتی احمد نواز مصباحی نے ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور کا جائزہ لیا ہے۔

دسواں باب "متفرقات" ہے۔ اس میں مولانا مبشر رضا تنویر فاروقی نے عالم ارواح، عالم دنیا، عالم برزخ اور عالم آخرت میں ختم نبوت کے جلوے دکھائے ہیں۔ سنان علی نے ختم نبوت کے حوالے سے مشاہیر کے تاثرات دیئے ہیں۔

خواجہ غلام دستگیر فاروقی نے سات ستمبر کے فیصلے کو روحانی تناظر میں دکھایا ہے۔

مولانا فرمان علی رضوی نے کتب سیرت میں عقیدۂ ختمِ نبوّت کا جائزہ لیا ہے۔ اور علامہ پروفیسر محمد اعجاز جنجوعہ صاحب نے سرور عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عالمگیر رسالت کو صحائف آسمانی کے تذکار سے ثابت کیا ہے۔

گیارہواں باب "تاثرات" ہے۔ اس میں مجلہ "سوئے طیبہ" (آن لائن) کے بارے میں مولانا فرمان علی رضوی، مولانا شاہد علی اشرفی فیضانی اور سید اسرار عالم میاں کے تاثرات و جذبات شامل ہیں۔

مجلہ کا خصوصی نمبر اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ قارئین کی خدمت میں حاضر ہے۔اسے خود پڑھیں اور آگے بھی پھیلائیں اور اپنی آراء سے ضرور نوازیں۔

ہے اتمام نبوت آپ ہی پر یارسول اللہ
رہے گا تا قیامت بند یہ در یارسول اللہ

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہمارے جن مخلصین اور محبین نے اس کی تیاری میں کسی طرح کا بھی حصہ لیا ہے۔انہیں قیامت میں اپنے نبی آخر الزماں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کبری عطا فرمائے اور ہم سب کو دم آخریں تک عقیدۂ ختمِ نبوّت کی حفاظت وصیانت کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و ازواجہ و ذریتہ و اولیا امتہ و علما ملتہ اجمعین۔

دعا گو و دعاجو:

گدائے کوئے مدینہ شریف

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

سرپرست اعلیٰ سہ ماہی مجلہ "سوئے طیبہ" (آن لائن)

مدیر اعلیٰ سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل)

ادارہ فروغ افکار رضا و ختم نبوت اکیڈمی برھان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان

(25/ربیع الاول 1446ھ/30/ستمبر 2024ء بروز پیر بوقت 11:48، دن)

حمد و نعت

از: امام اہلسنت امام احمد رضا خان
رحمۃ اللہ علیہ

وہی ربّ ہے جس نے تجھ کو ہَمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تِرا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا

تمہیں حاکمِ برایا تمہیں قاسمِ عطایا
تمہیں دافعِ بلایا تمہیں شافعِ خطایا
کوئی تم سا کون آیا

وہ کنواری پاک مریم وہ نَفَخْتُ فِيهِ کا دم
ہے عجب نشانِ اعظم مگر آمنہ کا جایا
وہی سب سے افضل آیا

یہی بولے سِدرہ والے چمنِ جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تِرے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ یہ ملا ہے تم کو مَنصَب
جو گدا بنا چکے اب اُٹھو وقتِ بخشش آیا
کرو قسمتِ عطایا

وَ اِلَى الْاِلٰهِ فَارْغَبْ کرو عرض سب کے مَطلب
کہ تمہیں کو تکتے ہیں سب کرو اُن پر اپنا سایا
بنو شافعِ خطایا

ارے اے خدا کے بندو! کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
مرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا
نہ کوئی گیا نہ آیا

ہمیں اے رضاؔ ترے دل کا پتا چلا بہ مشکل
درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا

کبھی خَندہ زیر لب ہے کبھی گریہ ساری شب ہے
کبھی غم کبھی طَرب ہے نہ سبب سمجھ میں آیا
نہ اسی نے کچھ بتایا

کبھی خاک پر پڑا ہے سرِ چَرخ زیرِ پا ہے
کبھی پیشِ در کھڑا ہے سرِ بندگی جھکایا
تو قدم میں عرش پایا

کبھی وہ تپک کہ آتِش کبھی وہ ٹپک کہ بارش
کبھی وہ ہجومِ نالِش کوئی جانے اَبر چھایا
بڑی جوشِشوں سے آیا

کبھی وہ چہک کہ بلبل کبھی وہ مہک کہ خود گل
کبھی وہ لہک کہ بالکل چمنِ جِناں کھلایا
گلِ قدس لہلہایا

کبھی زندگی کے اَرماں کبھی مَرگِ نو کا خواہاں
وہ جیا کہ مرگ قرباں وہ موا کہ زیست لایا
کہے روح ہاں جلایا

کبھی گم کبھی عِیاں ہے کبھی سرد گَہ تَپاں ہے
کبھی زیرِ لب فَغاں ہے کبھی چپ کہ دم نہ تھا یا
رخِ کام جاں دکھایا

یہ تَصَوُّراتِ باطل ترے آگے کیا ہیں مشکل
تری قُدرتیں ہیں کامل انھیں راسُت کر خدایا
میں انھیں شفیع لایا

ختم نبوت زندہ باد

از: عدنان حسن زارؔ

مرحبا صد مرحبا ختم نبوت زندہ باد
مرحبا صد مرحبا ختم نبوت زندہ باد

سیرت و کردار اور گفتار و عادت زندہ باد
عاقب و حاشر بھی وہ احمد بھی وہ خاتم بھی وہ

عظمت سرکار اور ختم نبوت زندہ باد
تام ان پر ہو گیا قصرِ نبوت زندہ باد

مرحبا صد مرحبا ختم نبوت زندہ باد
مرحبا صد مرحبا ختم نبوت زندہ باد

وہ نبی ہیں آخری واللہ نبی ہیں آخری
وہ نبی ہیں آخری اور ہم ہیں امت آخری

مرحبا صد مرحبا ختم نبوت زندہ باد
تاقیامت ان کا ہے دورِ نبوت زندہ باد

مرحبا صد مرحبا ختم نبوت زندہ باد
مرحبا صد مرحبا ختم نبوت زندہ باد

جان دیں گے اس عقیدے کی حفاظت کے لیے
زارؔ ہم نعرہ لگاتے ہی رہیں گے رات دن

جان و دل پر بس نبی کی ہے حکومت زندہ باد
عظمت سرکار اور ختم نبوت زندہ باد

مرحبا ختم نبوت زندہ باد

عقیدہ ختمِ نبوّت قرآن و حدیث کی روشنی میں

از: مولانا محمد شاہد علی اشرفی فیضانی باسنی
(ناگور، راجستھان، انڈیا)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک اس امت میں تمام اہلِ سنّت وجماعت کا یہ عقیدہ حقہ ہے کہ حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد اس جہاں میں کوئی بھی نبی ورسول نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر سلسلہ نبوت کو ختم فرما دیا ہے۔ اب جو آپ کے بعد جھوٹا نبوت کا دعویٰ کرے یا آپ کے بعد دوسرا نبی آنے کو جاءز جانے وہ کھلا ہوا کافر ومرتد ہے۔ قرآن وحدیث میں کئی ایک مقامات پر آپ کی ختم نبوت کا ذکر موجود ہے۔

آیئے سب سے پہلے قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں عقیدہ ختمِ نبوّت پر روشنی ڈالنے کی کوشش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَؕ-وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۠(40)

ترجمہ کنز الایمان: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

(وخاتم النبیین) اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ مفتی محمّد قاسم صاحب قبلہ قادری مدظلہ العالی فرماتے ہیں: اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں ۔یعنی محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نبوت آپ پر ختم ہو گئی ہے اور آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نازل ہوں گے تو اگر چہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔

(تفسیر صراط الجنان، ج:۸ پ ۲۲ ص، ۴۷)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا قطعی ہے:

یاد رکھیں کہ حضور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا قطعی ہے اور یہ قرآن وحدیث واجماع امت سے ثابت ہے ۔ قرآن کی مجید کی صریح آیت بھی موجود ہے اور احادیث تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں اور امت کا اجماع قطعی بھی ہے 'ان سب سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں ۔جو حضور پرنور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختم نبوت کا منکر کافر اور اسلام سے خارج ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اللہ عزوجل سچا اور اس کا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح لا الہ الا اللہ ماننا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو احد، صمد، لاشریک لہ جانا فرض اول ومنات ایمان ہے، یوں ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً محال وباطل جاننا فرض اجل وجزء ایقان ہے "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین "نص قطعی قرآن ہے ،اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنیوالا ، نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعا کافر ملعون مخلد فی النیران (یعنی ہمیشہ کے لئے جہنمی) ہے ،نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر۔بین الکافر جلی الکفران (یعنی واضح کافر اور اس کا کفر روشن) ہے ۔ (رسالہ: جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم نبوت ، ص:۵/۶ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وخاتم النبیین عاصم نے بفتح التاء پڑھا ہے بمعنی ختم کا آلہ یعنی وہ شے جس کے ساتھ مہر لگائی جاتی ہے جیسے طابع بمعنی مایطبع بہ " وہ شے جس سے مہر لگائی جائے"

اب معنی یہ ہوا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ ذات ہیں جس سے انبیاء علیہم السلام کی نبوت پر مہر لگا دی گئی کہ ان کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا آپ پر نبوت ختم ہو گئی۔ اور دوسرے قراء نے اسے بالکسر پڑھا ہے بمعنیٰ نبیوں کے خاتم ۔پہلے اور اس دوسرے کا ایک ہی مطلب ہے۔ المفردات میں ہے کہ آپ اس لیئے خاتم النبیین ہیں کہ آپ کے تشریف لانے سے ہر قسم کی نبوت ختم ہو گئی ۔ مرزا قادیانی کی ظلی بروزی نبوت کا دعویٰ

خرافات ہیں۔اگر آپ کا کوئی صاحبزادہ سن بلوغ کو پہنچتا تو آپ خاتم النبیین نہ ہوتے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر ابراہیم حضور کا صاحبزادہ زندہ رہتا تو نبی ہوتا یہ اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام کی اولاد نبوت کی وراثت سنبھالتی رہی یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر احسان عظیم تھا۔لیکن ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارث آپ کی امت کے علمائے با عمل ہیں۔لیکن ازروئے ولایت آپ کے خاتم ہونے کی وجہ سے وراثت ختم ہو گئی۔

سوال: عیسیٰ علیہ السّلام قرب قیامت تشریف لائیں گے اس اعتبار سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین نہ ہوئے؟

جواب:۔چونکہ وہ ایک امتی ہونے کی حیثیت سے نازل ہوں گے اس لیئے آپ کی ختم نبوت میں فرق نہیں آتا اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نائب ہو کر احکام اسلام کی ترویج فرمائیں گے۔یہ ایسے ہی جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

انت منی بمنزلة ھارون من موسی الاا نه لا نبی بعدی اے علی!تم میرے ایسے نائب ہو جیسے ہارون علیہ السّلام موسیٰ علیہ السّلام کے نائب تھے صرف یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں

اسی معنی پر عیسیٰ علیہ السّلام نبی بن کر نہیں آئیں گے۔جیسے وہ پہلے زمانہ میں نبی تھے۔ہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت پر نازل ہوں گے۔یہی وجہ ہے کہ وہ کعبہ معظمہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے۔گویا آپ کے ایک امتی ہوں گے اس دوران نہ ان پر وحی نازل ہو گی نہ جدید احکام جاری فرمائیں گے۔بلکہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلیفہ اور نائب ہوں گے۔(تفسیر روح البیان، ج:11،ص65/66 مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ختم نبوت کی مثال کس طرح بیان فرمائی: جب یہ آیت "خاتم النبیین" نازل ہوئی تو کافروں نے کہا کہ نبوت کا دروازہ کیسے بند ہو گیا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں مثال دے کر سمجھایا تاکہ وہ اسے اچھی طرح سمجھ سکیں۔چنانچہ فرمایا کہ: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی مثال اس شخص کی ہے جس نے ایک بلڈنگ بنائی اسے اچھی طرح سنوارا لیکن اس نے ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس بلڈنگ کے ارد گرد پھرے اس کا زیب وزینت دیکھ کر تحسین وآفرین پڑھی لیکن کہا کہ اگر ایک اینٹ والی جگہ خالی نہ ہوتی تو مکان بے نظیر تھا۔سمجھو تو اسی اینٹ کی مثال میری ہے۔اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔(ایضاً،ص:67/68)

اس سے ثابت ہوا کہ ہر طرح کی نبوت

ورسالت کا سلسلہ تاقیامت منقطع ہے خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد باب نبوت بند ہو چکا۔ اب جو آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب اور کھلم کھلا کافر ہے اس پر خدا اور رسول اور تمام جہان کی لعنت ہے۔

اس مختصر سی تفسیر کے بعد اب آءیے ذرا ہم احادیث مبارکہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث (۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک رسالت و نبوت ختم ہو گئی اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ کوئی نبی ۔(ترمذی شریف، باب ذھبت النبوۃ، ج۴ص:۱۲۱حدیث ۲۲۷۹)

حدیث (۲) حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں، لہذا تم اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ نمازیں پڑھو رمضان کے مہینے کے روزے رکھو ،اپنے مالوں کی خوش دلی کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرو اپنے حکام کی اطاعت کرو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (المعجم الکبیر، ج۸ص/۱۱۶حدیث:۷۵۳۵)

حدیث (۳) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔ اور فرمایا عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے ۔

(ابو داؤد، کتاب الفتن والملاحم۔ ج:۴ص ۱۳۲حدیث ۴۲۵۲)

امام اہلسنّت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں: نیز بطریق ابی الزبیر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی " قال بین کتفی آدم مکتوب محمد رسول الله خاتم النبیین" آدم علیہ السّلام کے دونوں شانوں کے وسط میں قلم قدرت سے لکھا ہوا ہے "محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"

حضرت آدم اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم:

ابن عساکر حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روای رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما خلق الله آدم اخیرہ ببنیه فجعل یری فضائل بعضهم علی بعض فرآنی اسفلهم فقال یارب من هذا قال هذا ابنك احمد هوالاول وهوالآخر وهو اول شافع واول شافع واول مشفع

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام کو پیدا کیا انہیں ان کے بیٹوں پر مطلع فرمایا وہ ان میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دیکھا کیے مجھے ان سب کے آخر میں بلند وروشن نور دیکھا عرض کیا کہ الہٰی یہ کون ہے ؟ فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ہے یہی اول ہے اور یہی آخر ہے اور یہی سب سے پہلا شفیع اور یہی سب سے پہلا شفاعت مانا گیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت موسٰی اور ختم نبوت:۔

ابو نعیم ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان موسیٰ لما انزلت علیه التوراة وقراءھا وجدفیھا ذکرھذہ الامته فقال یارب انی اجدفی الاواح امته ھم الآخرون السابقون فاجعلھا امتی قال تلك امته احمد۔

جب موسیٰ علیہ السّلام پر توریت اتری اسے پڑھا تو اس میں اس امت کا ذکر پایا عرض کی اے رب میرے میں ان لوحوں میں ایک امت پاتا ہوں کہ وہ زمانے میں سب سے پچھلی اور مرتبے میں سب سے اگلی تو یہ میری امت کر فرمایا یہ امت احمد کی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صحائف ابراہیمی میں خاتم الانبیا کی بشارت:

ابن مسعود وعامر شعبی سے راوی سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحیفوں میں ارشاد ہو۔

انه کان من ولدك شعوب وشعوب حتیٰ یاتی النبی الامی خاتم الانبیاء

بے شک تیری اولاد میں قبائل در قبائل ہوں گے یہاں تک کہ نبی امی خاتم الانبیاء جلوہ فرما ہو۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جزاءاللہ عدوہ باباٸہ ختم نبوت ۔از ۔اعلی حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

ان تمام تر روایات واحادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کی امت سب امتوں میں سب سے آخری امت ہے ۔اب جو ان تمام تر دلائل وبراہین کے باوجود آپ کو خاتم النبیین نہ مانے وہ عقل کا اندھا دل کا گندا ہے اسے اپنی عقل اور دل ودماغ کا علاج کرانے کی ضرورت ہے۔اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے چمگادڑ کہ چمگادڑ کو سورج نظر نہیں آتا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوا کہ سورج کا وجود ہی نہیں۔

اللہ پاک اپنے پیارے حبیب نبی رحمت شفیع امت رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل ایسے لوگوں کو عقل سلیم عطا فرمائے جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت کے منکر ہیں۔

آیتِ ختمِ نبوت پر ائمہ تفسیر کا مؤقف

از: ابو سفیان محمد راشد مدنی
(صادق آبادی)

جب بھی خیر الوری حضرت محمد مصطفی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو دل میں ایک سکون کی کیفیت کا احساس ہونے لگتا ہے، حضور کی ذات مبارکہ پوری مخلوق سے افضل ہے، اور آپ کی تخلیق نورانی ہر مخلوق سے پہلے ہو چکی جبکہ آپ کی تخلیق جسمانی کا ظہور سب انبیا سے آخر میں ہوا:

سب سے اوّل سب سے آخر
ابتداء ہو انتہا ہو
سب تمہاری ہی خبر تھے
تم مؤخر مبتدا ہو

اور یہ ظہور ایسا ہوا کہ آپ کی زبان مبارک جو کہ "وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (3)اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى(4)" کا مظہر ہے اس سے یہ فرمان مبارک جاری ہوا: "اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، لَانَبِیَّ بَعْدِی" یعنی میں نبیوں میں سب سے آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

حدیث میں موجود کلمہ "لا" سے معنی ختم نبوت کا استدلال

اگر عربی گرامر کی رو سے دیکھیں تو یہاں پر کلمہ "لا" لائے نفی جنس کے لیے لایا گیا ہے یعنی یہ کلمہ جس اسم پر داخل ہوتا ہے اس سے اس کی جنس میں شامل ہر چیز کی نفی کر دیتا ہے، اس سے یہ بات ڈیفی نیٹلی سمجھ آ جاتی ہے کہ اب اس کیٹیگری میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا یعنی "اب کسی نبی کی کوئی آمد نہیں ہو سکتی"، اور اسی معنی کی تائید مذکورہ فرمان کا پہلا حصہ ہے جس میں حضور علیہ السلام نے اپنے بعد کسی کے بھی نبوت کا دعوی کرنے پر اس کے جھوٹے ہونے کی خبر سنا دی اور فرمایا: "سَیَكُوْنُ فِی أُمَّتِی ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ، كُلُّهُمْ یَزْعَمُ أَنه نَبِیٌّ" یعنی میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک کا دعوی ہو گا کہ وہ نبی ہے۔

لفظ "خاتم" کا لغوی معنی:

لفظ "خاتم" کی لغوی تحقیق کی طرف جائیں تو علم

لغت کے ماہرین نے بھی یہی معنی بیان کیے ہیں کہ "خاتم" کسی شے کو ڈھانپ دینے اور اسے مضبوطی سے اس طرح باندھ دینے کا نام ہے کہ اس میں کوئی شے داخل نہ ہوسکے۔

دیکھیں چوتھی صدی ہجری کے ماہر علم لغت امام ابو منصور محمد بن احمد الازھری رحمۃ اللہ علیہ (م: 370ھ) اپنی کتاب تھذیب اللغۃ جلد ل2 کے صفحہ نمبر 110 پر فرماتے ہیں:

" هوَ التغطية على الشَّيْء والاستيثاق من أَن يدْخلهُ شَيْء "

یعنی ختم کسی چیز کو ڈھانپ کر بالکل چھپا دینے کا نام ہے اور اس طرح بند باندھنے کا نام ہے کہ اب اس میں کوئی شے داخل نہیں ہوسکتی۔

عقیدہ ختم نبوت سے متعلق حکم:

عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے تیرہویں صدی ہجری کے بزرگ عالم دین مفسر قرآن امام سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ (م: 1270ھ) لکھتے ہیں:

كونه صلَّى الله عليه وآلهٖ وسلَّم خاتم النبيين مما نطق به الكتاب وصدعت به السنّة وأجمعت عليه الأمّة فيكفر مدعى خلافه ويقتل إن أصر۔

ترجمہ: حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا آخری نبی ہونا ایسی حقیقت ہے جس کی تصریح خود کتاب اللہ نے کر دی ہے اور سنت نے اس کی توضیح و تشریح کر دی ہے اور اس مسئلہ پر اجماعِ امت ہے، لہٰذا اس کے خلاف جو دعوی کرے گا، کافر قرار پائے گا اور اگر اس پر اصرار کرے تو قتل کیا جائے گا۔

(روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني:22/41)

محافظ ختم نبوت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ عقیدہ ختم نبوت سے متعلق حکم کے حوالے سے فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ سچا اور اس کا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ماننا، اللہ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰی کو اَحد، صَمد، لَا شَرِيْكَ لَه (یعنی ایک، بے نیاز اور اس کا کوئی شریک نہ ہونا) جاننا فرضِ اوّل و مَناطِ ایمان ہے، یونہی مُحَمَّدٌ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو خَاتَمُ النَّبِيّٖن ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبیٔ جدید کی بِعثَت کو یقینا محال و باطل جاننا فرضِ اَجل و جزءِ اِیقان ہے۔(فتاویٰ رضویہ، رسالہ: جزاء اللہ عدوہ بِاباۂ ختم النبوۃ،15/630)

آیت ختم نبوت پر ائمہ تفسیر کا مؤقف

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۠(40)

ترجمہ قرآن بنام کنزالایمان: محمّد تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا

ہے۔

کلمہ "خاتم" کے جو خوبصورت لغوی و حدیثی معانی بیان کیے گئے ان کی مزید وضاحت کے لیے ہم نے قرآن کی سورت احزاب پارہ (22)، کی آیت نمبر (40) کا انتخاب کیا ہے جسے "آیت ختم نبوت" بھی کہا جاتا ہے۔

ختمِ نُبُوّت کے منکر اس آیتِ مبارکہ کے الفاظ "خَاتَمَ النَّبِيّن" کے معنی میں طرح طرح کی بے بنیاد، جھوٹی اور دھوکے پر مبنی غلط سلط تاویلات کرتے ہیں جو کہ قرآن، احادیث، فرامین و اجماعِ صحابہ، محدثین، محققین، متکلمین اور ساری اُمّت محمدیہ کے موقف و مراد کے خلاف ہیں، اور جملہ متقدمین و متاخرین ائمہ تفسیر نے آیت ختم نبوت کی تفسیر کرتے ہوئے خاتم النبیین کا معنی آخری نبی اور سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والا ہی کیا ہے، ہم چند عربی تفاسیر سے اب تک کے جملہ ائمہ تفسیر متقدمین و متاخرین کے اقوال کو تین حصوں میں ذکر کریں گے اور ہر حصے میں 3 علما کی رائے پیش کریں گے:

1۔500 سن ہجری تک کے مفسرین کرام کا موقف۔2۔ 1000 سن ہجری تک کے مفسرین کا موقف۔3 1000 سن ہجری کے بعد سے اب تک کے مفسرین کا موقف۔

(1) 500 سن ہجری تک کے مفسرین کرام کا موقف

تیسری اور چوتھی صدی ہجری کے امام المفسرین علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (م 310ھ) "خاتم النبیین" کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لیکن آپ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، یعنی وہ ہستی جس نے سلسلہ نبوت ختم فرما دیا ہے اور اس پر مہر لگا دی ہے اور قیامت تک آپ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے بعد یہ کسی کے لیے نہیں کھلے گی۔

(جامع البیان فی تفسیر القرآن:20/278)

مزید کچھ آگے آپ علیہ الرحمہ اختلاف قراءت کی صورت میں لفظ خاتم کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اگر یہ لفظ (خَاتِم) بکسر التاء پڑھا جائے تو اس کا معنی ہو گا: وہ ذات صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم جس نے (سلسلہ) انبیاء علیہم السلام ختم فرما دیا۔ اور اگر یہ لفظ (خَاتَم) بفتح التاء پڑھا جائے تو اس کا معنی ہو گا: بیشک آپ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم آخری نبی ہیں۔ (طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن:20/279)

چوتھی صدی ہجری کے ایک اور بزرگ امامِ اہلِ سنّت، امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ (م 333ھ) نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر یوں کی

ہے :

اللہ پاک کے اس فرمان کا معنی ہے کہ ان پر رسالت ختم فرما دی گئی، ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔(تفسیر الماتریدی(تأویلات أہ ل السنۃ): 395/8)

اور کچھ آگے جا کر فرماتے ہیں: جو کوئی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد نبی کے آنے کا دعوی کرے تو اس سے کوئی حجت و دلیل طلب نہیں کی جائے گی بلکہ اسے جھٹلایا جائے گا کیونکہ رسول پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرما چکے ہیں: میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔(تفسیر الماتریدي (تأویلات أہ ل السنۃ):8/396)

پانچویں صدی ہجری کے بزرگ علامہ ابوالحسن علی بن محمد ماوردی رحمۃ اللہ علیہ (م:450ھ) اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یعنی وہ انبیامیں سب سے آخری ہیں۔

چند سطور لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا کہ اللہ پاک نے "خاتم النبیین" فرمادیا ہے۔

(2)1000سن ہجری تک کے مفسرین کا موقف

اب ہم 1000 سن ہجری تک کے مفسرین میں سے چند کے اقوال ذکر کریں گے: 1000 سن ہجری تک بے شمار مفسرین کرام نے اپنی اپنی تفاسیر میں یہی معنی بیان فرمائے ہیں جو ہم پیچھے ذکر کر چکے، تقریبا دس علما کے نام پیش خدمت ہیں:

1. امام بغوی(م:510ھ)
2. امام ابن جوزی(م597ھ)
3. امام فخر الدین رازی(م606ھ)
4. امام عزالدین دمشقی(م:660ھ)
5. امام قرطبی(م671ھ)
6. امام بیضاوی(م:685ھ)
7. امام نسفی(م:710ھ)
8. امام علاؤ الدین بغدادی خازن (م 725ھ)
9. امام ابن کثیر(م774ھ)
10. امام جلال الدین سیوطی(م 911ھ)

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

ان سب ائمہ کے مقام و مرتبہ سے سب اہل علم واقف ہیں، سبھی کی تفاسیر اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ ان کا موقف مع عبارت ذکر کیا جائے لیکن ہم صرف تین ہی علما کا موقف ذکر کریں گے:

1۔ساتویں صدی ہجری کے مشہور عالم، امام قرطبی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م 671ھ) "خاتم النبیین" کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"خاتم" تاء کی زبر کے ساتھ پڑھنے معنی ہوگا: انبیاء کا سلسلہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ختم ہوگیا ہے، لہذا آپ ان کے لیے مہر کی طرح ہیں۔

اور" خاتِم "تاء کی زیر کے ساتھ پڑھنے معنی ہو گا: آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سلسلہ انبیاء ختم فرما دیا ہے، یعنی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سب سے آخر میں تشریف لائے۔(الجامع لاحکام القرآن:14/196، مختصرا)

2۔ساتویں صدی کے ہی ایک اور ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ (م:685ھ) خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم (بعثت کے اعتبار سے)انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں۔ مزید کچھ سطور کے بعد لکھتے ہیں کہ: آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے(تشریف لاکر)ان کے سلسلہ کو ختم کر دیا اور سلسلہ نبوت پر مہر لگا دی ہے۔(انوار التنزیل وأسرار التأویل المعروف تفسیر بیضاوی:4/233)

3۔آٹھویں صدی ہجری کے امام علاؤ الدین بغدادی خازن رحمۃ اللہ علیہ (م725ھ) نے اس نکتے پر بہت وضاحت کے ساتھ اور خوبصورت انداز سے اپنا موقف بیان فرمایا ہے:

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات اقدس پر نبوت ختم فرما دی ہے اب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد نہ کوئی نبوت ہے اور نہ اس میں کسی قسم کی شراکت یا حصہ داری۔

اور امام خازن رحمۃ اللہ علیہ آیت کے اس حصے "وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا"کی تفسیر میں فن تفسیر کے امام،ترجمانِ قرآن صحابیِ رسول حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما کے فرمان کو لکھتے ہیں کہ آیت کریمہ کے حصے اللہ ہر شے کے بارے میں خوب جانتا ہے سے مراد ہے کہ اللہ پاک کے علم مبارک میں یہ بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہ ہو گا۔(لباب التأویل فی معانی التنزیل المعروف تفسیر خازن:3/429)

(3)1000سن ہجری کے بعد سے اب تک کے مفسرین کا موقف

اب ہم 1000 سن ہجری کے بعد سے اب تک کے مفسرین میں سے چند کے اقوال ذکر کریں گے:

1۔بارہویں صدی ہجری کے عظیم عالم،امام اسماعیل حِقّی رحمۃ اللہ علیہ (م: 1137ھ)اس موضوع پر اپنا نقطہ نظر یوں بیان کرتے ہیں:

جماعتِ اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ ہمارے نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بعثت کے بعد اب کوئی نبی نہیں آ سکتا کیونکہ اللہ پاک نے فرما دیا کہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

مزید فرماتے ہیں کہ اب جو شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد کوئی نبی ہے تو اسے کافر قرار دیا جائے گا اس لیے کہ اس

نے نص قرآنی کا انکار کیا ہے، اس طرح جو اس میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔۔۔۔اور جس نے محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کا یہ دعوی کرنا مردود و باطل ہے۔(تفسیر روح البیان:22/188)

2۔بارہویں صدی کے ایک اور بزرگ، برصغیر کے معروف مفسر ملّا جیُون رحمۃ اللہ علیہ (1130ھ)لفظ ختم کا معنی بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ہر دو صورت میں خاتم کا معنی آخر ہی ہے۔اسی لیے صاحبِ "تفسیر مدارک" نے امام عاصم کی قراءت پر اس کا معنی آخر کیا ہے اور صاحبِ "تفسیر بیضاوی" نے دونوں قراء توں پر آخر ہی کیاہے۔(التفسیرات الاحمدیۃ:622)

3۔تیرہویں صدی کے عظیم سنی صوفی عالم دین مفسر قرآن احمد بن عجیبہ رحمۃ اللہ علیہ (م:1224ھ) اس آیت کریم کی بہت ہی خوبصورت تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: كان خاتَمَ النَّبِيِّين: وہ سب سے آخری نبی ہیں جنھوں نے ان سب پر مہر لگا دی یا ان سب کے معاملہ نبوت کا اختتام انہیں پر ہو گیا قراءت عاصم کے مطابق۔لہذا اب ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

اور آیت کریمہ کے اس حصے "وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيماً" کی تفسیر میں آپ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک کے علم میں یہ بات تھی کہ سلسلہ نبوی کے اختتام کے لیے کس کی ذات سب سے زیادہ لائق شان ہے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان تو کیسی ہی بلند و بالا ہے۔(البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید:4/438،ملخصا)

مذکورہ بالا عبارات سے متعلق ائمہ تفسیر کا نقطہ نظر

یہ صرف عربی متقدمین و متاخرین، مفسرین کرام میں سے چند ایک حوالہ جات پیش کیے ہیں اگر ہم دیگر زبانوں میں لکھی گئی تفاسیر کے حوالہ جات بھی پیش کریں تو پوری ایک کتاب معرض وجود میں آ جائے گی، بہر حال مذکورہ بالا عبارات سے ائمہ تفسیر کا نقطہ نظر واضح ہو جاتا ہے کہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خاتم النبیین ہونے کا معنی ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تشریف آوری سے سلسلہ نبوت ختم ہو چکا، اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، جو بھی دعوی نبوت کرے گا جھوٹا، ملعون لائق لعنت و مستحق نار ہو گا۔

حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول

اسی آیت کے تحت مفسرین کرام نے اس بات کی وضاحت بھی فرمائی ہے کہ قرب قیامت حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول حضور علیہ السلام کے آخری نبی ہونے میں کوئی حرج نہیں ڈالتا کیونکہ وہ حضور علیہ السلام کی امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے،اب وہ تشریف لائیں گے بھی تو آخری نبی، محمد

مصطفی صَلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شریعت کے پیروکار ہوں گے، اور رہی بات ان کے نبی ہونے کی تو جسے ایک بار منصب نبوت سے سرفراز فرما دیا گیا اس سے نبوت سلب نہیں ہوتی۔

عربی گرامر کی رو سے پیدا ہونے والا ایک شبہ

اگر کوئی ماہر علوم شخص عقیدہ یہی رکھتا ہے کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور اس آیت میں کوئی تاویل، تخصیص، تقیید نہیں ہے، لیکن وہ یہ بھی کہتا ہے کہ آیت میں موجود لفظ "النبیین" کا الف لام "عہد" والا ہے،" استغراقی" نہیں، تو کیا اسے کافر کہا جائے گا؟

شبہ کا ازالہ

اگر کوئی شخص نصوص قطعیہ و اجماع یقینی وضروریات دین کو علما کی صحیح تشریحات کے مطابق ماننے اور صراحتاً ایمان لائے کہ حضور اقدس صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زمانہ میں خواہ حضور کے بعد، کبھی کسی جگہ کسی طرح کی کوئی نبوت کسی کو نہیں مل سکتی۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خاتم النبیین وآخر الانبیاء والمرسلین ہونے میں اصلاً کوئی تخصیص، تاویل، تقیید اور تحویل نہیں، تمام طوائف ملعونہ کے اکابر کو صاف صاف کافر مرتد مانے۔

البتہ ! بزعم خود اگر کوئی اپنی نحوی و منطقی جہالتوں، بطالتوں، کج فہمیوں کے باعث آیۃ کریمہ میں الف لام "عہد" مراد لے اور " استغراق" کو غلط سمجھے تو اگر چہ تفسیر متواتر ، اجماعی، قطعی اور اسلوبِ فقہی کے انکار کی وجہ سے اس پر اب بھی کفر لزومی کا حکم رہے گا مگر چونکہ اس نے صحیح عقیدے کی تصریح اور منکرین ختم نبوت کی تکفیر صریح کر دی ہے تو اس کی تکفیر سے زبان روکنا ہی مسلک تحقیق واحتیاط ہو گا۔

لیکن ایسا شخص مرتد و کافر گروہ کا معین و مددگار، کلام الٰہی کو کھیل بنانے والا ، حضور خاتم النبیین کی بیان کردہ تفسیر کو جھٹلانے والا، امت مسلمہ کے اجماع کی مخالفت کرنے والا اور سخت بد عقل وگمراہ وبد دین ہے۔

(فہم قرآن کے ضابطے (مکتبۃ المدینہ): 93)
بحوالہ فتاوی رضویہ: جلد14 صفحہ 341)

بس ان چند خوبصورت اشعار پر کالم کا اختتام کرنا چاہتا ہوں:

نبوتْ ختم ہے تجھ پر، رسالت ختم ہے تجھ پر
ترا دیں ارفع و اعلی، شریعت ختم ہے تجھ پر
شریعت کے محل کا آخری پتھر ہے تو پیارے
ادھورے کو کیا پورا یہ سنت ختم ہے تجھ پر
نہیں ہے باپ گرچہ تو کسی بھی مرد کا لیکن
تو مُہرِ انبیاء شانِ رسالت ختم ہے تجھ پر
نہیں حاجت کسی دستور کی اب بعد قرآں کے
یہی دستورِ کامل، کاملیت ختم ہے تجھ پر

Finality of Prophethood in the light of Quran and Sunnah

Aranged by
Doctor Ali Hasnain Bhutta

Infinite blessings and peace be upon Allah's beloved ,the last Prphet Hadhrat Muhammad upon his progeny ,his companions and those who rightely follow him until the last day.

Belief in the finality of Prophethood is fundamental belief of Islam. This is such a sensitive issue that the denial of this issue is the denial of Quran,Consensus of Companons,consensus of scholars,jurists and pious predessors of entire Ummah.

Allah Almighty says in Sura Al Ahdhab,part 22 and verse 40:

(The Holy Prophet) Muhammad is not the father of any man amongst you.Yes he is the messenger of Allah and the last of all the Prophets and Allah knows everything.(Kanz Ul Iman)

Imam Ibn Munzur (rah) writes in Lisan ul Arab:

محمد، صلى الله عليه وسلم، خاتِمُ الأَنبياء، عليه وعليهم الصلاة والسلام. التهذيب: والخاتِم والخاتَم من أَسماء النبى، صلى الله عليه وسلم. وفى التنزيل العزيز: ما كان محمد أَبا أَحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتِمَ النبيّين؛ أَى آخرهم

Translation: Muhammad (Peace be upon him) is the Last of Prophets (Salat and Salam on all), both the words Khatim and Khatam are

names of Prophet, as is revealed in Al Aziz (i.e. Quran):" Muhammad is not the father of any man among you, but he is the messenger of Allah and the Seal/Last of the Prophets; and Allah is ever Aware of all things" (33:40)

Definition In Light of great successor (Tabi'i) Qatada (rah)

وأخرج عبد الرزاق وعبد بن حميد وابن المنذر وابن أبي حاتم عن قتادة رضی الله عنه فی قوله { ولكن رسول الله وخاتم النبيين } قال: آخر نبی.

Translation: Imam Abdur Razzaq, Abd bin Humaid, Ibn Mundhir and Ibn Abi Hatim narrate from Qatada who said about (He is the Messenger of Allah and Khatam an Nabiyeen) that It means: He is the "LAST NABI" [Imam Jalal ud din Suyuti in Tafsir Dur ul Munthur, Under 33:40]

In Light of leading Tabi'i Imam Hassan al-Basri (rah)

وأخرج عبد بن حميد عن الحسن فی قوله { وخاتم النبيين } قال: ختم الله النبيين بمحمد صلی الله عليه وسلم، وكان آخر من بعث.

Translation:Imam Abd bin Humaid narrates from Hassan Basri (rah) who said regarding "Khatam an Nabiyeen" : Allah has brought end to Prophets through Muhammad (Peace be upon him) and "HE IS THE LAST TO BE SENT"[Tafsir Dur ul Munthur Under 33:40]

Proofs from Ahadith

.1Sahih Bukhari Volume 4, Book 56, Number 735: - Book of Merits - Chapter on Khatam an Nabiyeen(المناقب۔ خاتم النبيين صلی الله عليه وسلم)

Narrated Abu Huraira:

Allah's Apostle said, "My similitude in comparison with the other prophets before me, is that of a man who has built a house nicely and beautifully, except for a place of "ONE" brick in a corner. The people go

about it and wonder at its beauty, but say: 'Would that this brick be put in its place!' So I am that brick, and I am the last of the Prophets".

This Hadith is also narrated in Sahih Muslim Hadith # 5675 under the chapter of "THE FINALITY OF ALLAH'S APOSTLE (MAY PEACE BE UPON HIM)" It is also narrated in Musnad Ahmed bin Hanbal Hadith # 7479, Also narrated in Sunnan al-Bayhaqi al-Kubra, Hadith # 11422[

2.حدثنا أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی

Translation: Anas bin Malik narrates from the Prophet (Peace be upon him) who said: The Messengership and Prophethood have ended and there will be no Messenger and Prophet after me [Sunnan Tirimdhi, Hadith # 2274, where Imam Tirimdhi declared it "HASSAN SAHIH", Also narrated by Musnad Ahmed bin Hanbal, Volume No.3, Page No. 467, Mustadrak ala Sahihayn al Hakim, Volume No. 4, Page No. 391]

Imam at-Tirimdhi (rah) said after this hadith:

هذا حَدِيثٌ حسنٌ صحيحٌ

This hadith is "FAIR AND AUTHENTIC"

.3Abu Huraira reported that the Messenger of Allah (may peace be upon hlmg) said: I have been given superiority over the other prophets in six respects: I have been given words which are concise but comprehensive in meaning; I have been helped by terror (in the hearts of enemies): spoils have been made lawful to me: the earth has been made for me clean and a place of worship; "I HAVE BEEN SENT TO ALL MANKIND AND THE LINE OF PROPHETS IS CLOSED WITH ME" [Book 004, Number 1062: (Sahih Muslim)]

.4Abu Huraira reported Allah's Messenger (may peace be upon

him) as saying: The Last Hour would not come "UNTIL THERE WOULD ARISE ABOUT THIRTY IMPOSTERS, LIARS, AND EACH ONE OF THEM WOULD CLAIM THAT HE IS A MESSENGER OF ALLAH" [Book 041, Number 6988: (Sahih Muslim), Sahih Bukhari, Volume 9, Book 88, Number 237]

.5

وإن الله لم يبعث نبيا إلا حذر أمته الدجال وأنا آخر الأنبياء وأنتم آخر الأمم وهو خارج فيكم لا محالة

Translation:The Prophet (Peace be upon him) said: Allah has not sent any Prophet who did not warn his nation about Dajjal, but Now "I AM THE LAST OF PROPHETS"(آخر الأنبیاء)and you are the last Ummah(آخر الأمم),he will for sure arise from amongst you [Sunnan Ibn Majah, Hadith # 4067]

.6Narrated S'ad: Allah's Apostle set out for Tabuk. appointing 'Ali as his deputy (in Medina). 'Ali said, "Do you want to leave me with the children and women?" The Prophet said, "Will you not be pleased that you will be to me like Aaron to Moses? "BUT THERE WILL BE NO PROPHET AFTER ME" [Volume 5, Book 59, Number 700: (Sahih Bukhari)]

.7The Prophet of(Peace be upon him) said: I am the Slave of Allah and I was a Last Prophet (saw) in (sight) of Allah when Adam's Khameer was being created [Imam al Baihaqi in Shu'ab ul Imaan Volume 2 Page No. 134, Imam Hakim in his Mustadrak declared Its chain to be Sahih]

Hence Prophethood was finished at Prophet Muhammad (Peace be upon him) even when Adam (a.s) was not yet created!

.8On the day of ressuruction people will run to all Prophets asking

for help and intercession, the hadith states[It's long one, so part of it is stated below]:

They will come to me and say, 'O Muhammad ! You are Allah's Apostle and "THE LAST OF THE PROPHETS" and Allah forgave your early and late sins. (Please) intercede for us with your Lord. Don't you see in what state we are?[Sahih Bukhari, Volume 6, Book 60, Number 236]

The whole hadith proves that People shall run to different Prophets but "FINALLY" come to Prophet Muhammad (Peace be upon him) who shall intercede for them, this hadith clearly proves the Prophet Muhammad (Peace be upon him) shall be the Last towards whom they will run.

.9Hadrat Jabir bin Abdullah (ra) narrates that the Prophet (Peace be upon him) said: I am the leader of all Prophets and there is no boast, I am the Last of all Prophets and there is no boast [Sunnan al Darimi, Hadith # 50]

.10Hadrat Abu Dhar (ra) narrates that the Prophet (Peace be upon him) told him: The first Prophet is Adam and the last one is Muhammad (salallaho alaihi wasalam) [Kanz ul amaal, Hadith # 32269]

.11Hadrat Uqba bin Aamir (ra) narrates that the Prophet (Peace be upon him) said: Had there been a Prophet after me then It would have been Umar [Sunnan Tirimdhi, Hadith # 3272`]

مسئلہ ختم نبوت قرآن وحدیث واقوال فقہاء کی روشنی میں

از: مولانا محمد مجیب الرحمٰن رہبر

اللہ رب العزت نے انسان کی ہدایت کے لیے اور اسے اپنے قرب سے نوازنے کے لیے دنیا میں نبیوں اور رسولوں کو مبعوث فرمایا اس سلسلے کی سب سے پہلی کڑی حضرت آدم علیہ السلام ہیں، اور سب سے آخری کڑی حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، نبی اکرم محمد ابن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ آخری نبی ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے سورہ احزاب آیت (40) میں بالکل صاف اور واضح ارشاد فرمایا:

(1) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (40)

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے۔

اس آیت کریمہ کے علاوہ دیگر بہت سی آیات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کو ثابت کرتی ہیں آیئے ان میں سے چند ملاحظہ فرمائیں۔

(2) اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر دین کامل اور تمام ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ آپ آخری نبی ہیں کیونکہ آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا اسی وقت ممکن ہوتا جب آپ کے دین اور آپ کی شریعت میں کوئی کمی ہوتی ہے جس کمی کو بعد میں آنے والا نبی پورا کرتا اور جب آپ کا دین کامل اور تمام ہے اور اس کا نامکمل ہونا ممکن نہیں تو آپ کے بعد کسی نبی کا آنا بھی ممکن نہیں۔ (تفسیر تبیان القران، جلد 9 صفحہ 461)

(3) وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّ نَذِيۡرًا

ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ دنیا کے تمام لوگوں کے لیے آپ رسول ہیں اگر آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت کو جائز قرار دیا جائے تو لازم آئے گا کہ آپ تمام لوگوں کے لیے رسول نہیں ہیں بلکہ بعض لوگوں کے لیے کوئی اور رسول آئے گا اور اس سے یہ آیت کاذب ہو جائے گی اور قرآن مجید کا کاذب ہونا محال ہے اس سے لازم آیا کہ آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا محال ہے (بحوالہ ایضا)

(4) قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعًا

ترجمہ: تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔ (الاعراف ۱۵۸)

اس آیت سے بھی وہی بات ثابت ہوتی ہے جو اس سے پہلے مذکور ہے۔

(5) وَ مَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ

(الانبیاء ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لیے۔

اس آیت کی تقریر بھی اسی طرح ہے کہ اگر آپ کے بعد کسی رسول کا آنا ممکن ہو تو پھر بعض لوگوں کے لیے وہ رسول رحمت ہو گا اور آپ تمام جہانوں کے لیے رحمت نہیں رہیں گے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔ (تبیان القرآن جلد 9 صفحہ 462)

(6) تَبٰرَكَ الَّذِىۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰى عَبۡدِهٖ لِيَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِيۡنَ نَذِيۡرَا ۙ﴿1﴾

ترجمہ: وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس نے اپنے عبد کامل پر وہ کتاب نازل کی جو حق اور باطل میں فرق کرنے والی ہے تاکہ وہ عبد کامل تمام جہانوں کے لیے عذاب سے ڈرانے والا ہو جائے۔

(الفرقان، ۱)

اس آیت سے بھی اسی طرح استدلال ہے کہ اگر آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت کو جائز اور ممکن کہا جائے تو آپ تمام جہانوں کے لیے ڈرانے والے نہیں رہیں گے کیونکہ بعض لوگوں کو عذاب سے ڈرانے والا وہ رسول ہو گا اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

(7) وَ اِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيۡتُكُمۡ مِّنۡ كِتٰبٍ وَّ حِكۡمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنۡصُرُنَّهٗ ‌ؕ قَالَ ءَاَقۡرَرۡتُمۡ وَ اَخَذۡتُمۡ عَلٰى ذٰلِكُمۡ اِصۡرِىۡ‌ ؕ قَالُوۡۤا اَقۡرَرۡنَا‌ ؕ قَالَ فَاشۡهَدُوۡا وَ اَنَا مَعَكُمۡ مِّنَ الشّٰهِدِيۡنَ﴿81﴾ (آل عمرٰن)

ترجمہ: اور یاد کیجئے جب اللہ نے تمام نبیوں سے

یہ پختہ عہد لیا کہ میں تمہیں جو کتاب اور حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس وہ عظیم رسول آجائے جو ان چیزوں کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہیں تو تم سب اس پر ضرور ایمان لانا اور تم سب ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کہ تم نے اقرار کر لیا اور میرے اس بھاری عہد کو قبول کر لیا؟ انہوں نے کہا ہم نے اقرار کر لیا فرمایا بس تم سب ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ جس نبی کے آنے پر تمام رسولوں سے اس پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کا پختہ عہد لیا گیا ہے وہ تمام رسولوں کے بعد آئے گا پس اگر آپ کے بعد کسی اور رسول کے آنے کو ممکن مانا جائے تو لازم آئے گا کہ وہی آخری رسول ہو اور اسی کے متعلق تمام نبیوں سے پختہ عہد لیا گیا ہو بلکہ آپ سے بھی اس پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا ہو اور یہ بداہۃً باطل ہے۔

(8) هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (2) وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (3)

ترجمہ: وہی ہے جس نے امی لوگوں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور ان کے باطن کو صاف کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بے شک وہ اس کے آنے سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے اور اس رسول کو دوسروں کے لیے بھی بھیجا ہے جو (ابھی تک) پہلوں سے نہیں ملے اور وہ بے حد غالب بہت حکمت والا ہے۔ (الجمعۃ،2،3)

اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے کے لوگوں کے بھی رسول ہیں اور اپنے بعد آنے والے لوگوں کے لیے بھی رسول ہیں اب اگر یہ کہا جائے کہ آپ کے بعد کسی اور رسول کا آنا بھی ممکن ہے تو پھر اس رسول پر ایمان لانے والوں کے لیے آپ رسول نہیں ہوں گے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

(9) وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ یَتَّبِـعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا (115)

ترجمہ: اور جو شخص اس پر ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور تمام مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلے ہم اس کو اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرا ہے اور اس کو دوزخ میں داخل کر دیں گے اور وہ کیسا برا ٹھکانہ ہے۔ (النسآء:115)

عہد رسالت سے تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں

اور آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا محال ہے سو جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے گا وہ اس آیت کی وعید کا مصداق ہے۔

(10) لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ

ترجمہ: تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا وہ دوسروں کے برابر نہیں ہے ان کا ان لوگوں سے بہت بڑا درجہ ہے جنہوں نے اس کے بعد اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور قتال کیا اور اللہ نے ہر ایک سے نیک عاقبت کا وعدہ فرمایا ہے۔(الحدید:10)

اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے صحابہ بعد کے صحابہ سے افضل ہیں اگر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن ہوتا تو وہ ان صحابہ سے افضل ہوتا کیونکہ نبی غیر نبی سے افضل ہوتا ہے اور ان صحابہ سے اس کا افضل ہونا اس آیت کے خلاف ہے بس آپ کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن نہیں

فائدہ: مذکورہ دس آیات سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہو گئی کہ سیدنا محمد ابن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن نہیں کلام اللہ کی ان آیات کے بعد کچھ احادیث طیبہ ذکر کی جاتی ہیں جن سے یہ بات مزید واضح ہو جائے گی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا۔

سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق احادیث صحیحہ، مقبولہ

(1) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے بہت حسین و جمیل گھر بنایا مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس گھر کے گرد گھومنے لگے اور تعجب سے یہ کہنے لگے اس نے یہ اینٹ کیوں نہ رکھی آپ نے فرمایا میں (قصر نبوت) کی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔(صحیح البخاری رقم الحدیث 3535، صحیح مسلم رقم الحدیث 2286، السنن الکبری رقم الحدیث 1422، مسند احمد رقم الحدیث 7479)

(2) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا (الی قولہ) عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا زعم ہو گا کہ وہ نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(سنن ابو داوود رقم الحدیث 4252، صحیح مسلم رقم الحدیث 2889، سنن الترمذی رقم الحدیث

2202 ، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 3952، صحیح البخاری 7121) میں ہے عنقریب تیس کذاب نکلیں گے ان میں سے ہر ایک کا زعم ہو گا کہ وہ رسول اللہ ہے۔

(3) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے گھر بنا کر مکمل کیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی پس میں آیا اور میں نے اس اینٹ کو رکھ کر اس گھر کو مکمل کر دیا۔

(مسند احمد ج 3 ص 9 حافظ زین نے کہا ہے اس حدیث کی سند صحیح ہے، حاشیہ مسند احمد رقم الحدیث 11009، دار الحدیث قاہرہ 1416ھج)

(4) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چھ وجوہ سے انبیاء پر فضیلت دی گئی ایک مجھے جامع الکلیم عطا کیے گئے ہیں، دو اور رعب سے میری مدد کی گئی ہے، تین اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا ہے، چار اور تمام روئے زمین کو میرے لیے آلہ طہارت اور نماز کی جگہ بنا دیا گیا ہے، پانچ اور مجھے تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے، چھ اور مجھ پر نبیوں کو ختم کیا گیا ہے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث 523 ، سنن الترمذی رقم الحدیث 1553 ، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 567، مسند احمد ج2 ص412)

(5) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے لیے ہارون تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث 4416، صحیح مسلم رقم الحدیث 2404، سنن ترمذی رقم الحدیث 3731، سنن کبری للنسائی رقم الحدیث 8435، المعجم الکبیر رقم الحدیث 334، 335، 326، المستدرک جو 3 ص 109 قدیم رقم الحدیث 4575، جدید ، سنن بیہقی جو 9 ص 40 ، صحیح ابن حبان رقم الحدیث 6927، مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث 9745 مصنف ابن شیبہ ج12 ص60)

(6) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کا ملک انتظام ان کے انبیاء کرتے تھے جب بھی کوئی نبی فوت ہو جاتا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی ہو جاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا اور میرے بعد بکثرت خلفاء ہوں گے

(صحیح بخاری رقم الحدیث 3455 صحیح مسلم رقم الحدیث 1842 ، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 2871 مسند احمد رقم الحدیث 7947 عالم الکتب بیروت)

(7) حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے پس میرے بعد کوئی نبی ہو گا نہ رسول ہو گا۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث 2272، مسند احمد ج

3 ص 267 ،مسند ابو یعلی رقم الحدیث، 3947 ،المستدرک جو4ص391)

(8)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم آخر ہیں اور قیامت کے دن سابق ہوں گے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث 876، صحیح مسلم رقم الحدیث855، سنن النسائی رقم الحدیث1367)

(9) قتادہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پیدائش میں سب سے پہلا ہوں اور بعثت میں سب سے اخر ہوں۔

(کنزالعمال رقم الحدیث31916-32126)

(10)حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا اور بے شک (اس وقت) آدم اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔

(مسند احمد ج4، ص127، المعجم الکبیر ج18 رقم الحدیث252، مسند البزار رقم الحدیث2365)

(11)حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے کئی اسماء ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں اللہ میرے سبب سے کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر (جمع کرنے والا ہوں) کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (آخر میں مبعوث ہونے والا ہوں) جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث 3532، صحیح مسلم رقم الحدیث 2354، سنن الترمذی رقم الحدیث 2840، السنن الکبری رقم الحدیث1159،)

(12) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہو کر فرماتے تھے کیا تم میں سے کسی ایک نے آج رات کو خواب دیکھا ہے پھر فرماتے میرے بعد نبوت میں سے صرف اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں۔(سنن ابو داؤد، رقم الحدیث5017)

(13)وہب بن منبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسی علیہ السلام دراز قد تھے اور ان کے بال گھنگریالے تھے گویا کہ وہ قبیلہ شنؤۃ سے تھے اور ان کے داہنے ہاتھ میں مہر نبوت تھی مگر ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا میرے شانوں کے درمیان وہ مہر نبوت ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں پر ہوتی تھی کیونکہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ رسول۔(المستدرک ج2، 577قدیم)

(14) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبوت میں سے صرف مبشرات باقی بچے ہیں مسلمانوں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا ہیں آپ نے فرمایا اچھے خواب۔(صحیح بخاری رقم الحدیث6990)

(15) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں 27 دجال اور کذاب ہوں گے ان میں سے چار عورتیں ہوں گی اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کی تصدیق کرنے والوں کو فقہاء اسلام کافر اور مرتد قرار دیتے ہیں۔

اس بات پر امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور یہ قرآن مجید کی صریح آیات اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔

امام محمد بن محمد غزالی (متوفی 505ھ) اس مسئلے پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہمیں اجماع اور مختلف قرائن سے یہ معلوم ہوا ہے کہ لا نبی بعدی سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا ہے اور خاتم النبیین سے مراد بھی مطلق انبیاء ہیں، غرض ہمیں یقینی طور پر معلوم ہوا ہے کہ ان لفظوں میں کسی قسم کی تعبیر اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے اور جو شخص اس حدیث میں تاویل یا تخصیص کرے وہ اجماع کا منکر ہے۔

(الاقتصاد فی الاعتقاد (مترجم) ص 163 مطبوعہ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور)

قاضی عیاض بن موسی مالک (متوفی 544 ہجری لکھتے ہیں اسی طرح ہم اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا آپ کے بعد کسی کی نبوت کا دعوی کرے (الی قولہ) اسی طرح ہم اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو یہ دعوی کرے کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے خواہ وہ نبوت کا دعوی نہ کرے پس یہ سب لوگ کافر ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے ہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا اور آپ نے اللہ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنایا گیا ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اس کا ظاہر مفہوم مراد ہے اور اس کلام میں کوئی تاویل یا تخصیص نہیں ہے اور ان لوگوں کا کفر قطعی اجماعی اور سماعی ہے۔

(الشفاء ج2، 238-237 مطبوعہ دار الفکر بیروت 1415ھ)

نیز قاضی عیاض بن موسی مالکی (متوفی 544 ھج) لکھتے ہیں عبد الملک بن مروان الحارث نے نبوت کے دعویدار ایک شخص کو قتل کر دیا اور اس کو سولی پر لٹکا دیا اور متعدد خلفاء اور بادشاہوں نے اسی طرح مدعیان نبوت کو قتل کیا اور اس زمانے کے علماء نے ان کے اس اقدام کو صحیح قرار دیا۔

(الشفاء ج2 ص245 دار الفکر بیروت)

علامہ ابو الحیان محمد بن یوسف غرناطی اندلسی (متوفی 754ھ) لکھتے ہیں جس کا یہ مذہب ہے کہ

نبوت کسبی ہے اور ہمیشہ جاری رہے گی یا جس کا یہ مذہب ہے کہ ولی نبی سے افضل ہے وہ زندیق ہے اور اس کا قتل کرنا واجب ہے اور کئی لوگوں نے نبوت کا دعوی کیا اور ان کو لوگوں نے قتل کر دیا اور ہمارے زمانے میں مالقہ (اندلس کا شہر) کے فقراء میں سے ایک شخص نے نبوت کا دعوی کیا تو اس کو سلطان ابن الاحمر بادشاہ نے قتل کر دیا اور اس کو صولی پر لٹکا دیا۔

(البحر المحیط، ج8 ص458، دار الفکر بیروت، 1412ھ)

علامہ محمد الشربینی الشافعی من القرن السابع لکھتے ہیں: جو شخص ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت کی تصدیق کرے وہ کافر ہے۔

(مغنی المحتاج، ج 4 ص 135 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1352ھ)

علامہ موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی (متوفی 620ھ) لکھتے ہیں جس شخص نے نبوت کا دعوی کیا یا جس شخص نے کسی مدعی نبوت کی تصدیق کی وہ مرتد ہو گیا کیونکہ جب مسیلمہ نے دعوی نبوت کیا اور اس کی قوم نے اس کی تصدیق کی تو وہ سب اس کی تصدیق کرنے کی وجہ سے مرتد ہو گئے اسی طرح طلیحہ الاسدی اور اس کے مصدقین بھی مرتد ہو گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہو گی حتی کہ تیس کذاب نکلیں گے اور ان میں سے ہر ایک یہ دعوی کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

(المغنی ج 9 ص 33 مطبوعہ دار الفکر بیروت 1405ھ)

(مذکورہ مکمل بحث تبیان القرآن ج 9 علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ سے لی گئی ہے مزید تفصیل کے خواہاں حضرات اس کی طرف رجوع کر سکتے ہیں)

مذکورہ بحث کو مزید مضبوط بناتے ہوئے فقیر ایک بات امام اہل سنت اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ کے حوالے سے رقم کرتا ہے جو موضوع کی مناسبت سے بہترین ہے۔

امام اہل سنت اعلی حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ فتاوی تیمیہ الدہر و اشباہ نظائر وفتاوی عالمگیریہ وغیرہا کے حوالے سے اپنے لاجواب مجموعہ فتاوی، فتاوی رضویہ شریف صفحہ 334 جلد 14 میں رقم طراز ہیں:

اذا لم یعرف الرجل ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات

جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء میں سب سے پچھلے نبی ہیں وہ مسلمان نہیں ہے اس لیے کہ حضور کا آخر الانبیاء ہونا ضروریات دین سے ہے۔

مذکورہ تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی اکرم نور مجسم محمد ابن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی بھی طرح سے کوئی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا۔

فتنہ ذکریت اور انکار ختم نبوت

از: اکرام رضا

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت

دین اسلام قیامت تک باقی رہنے والا ایک نظام ہے۔ اس کی بنیاد جن نظریات پر ہے ان میں سر فہرست توحید باری تعالی اور رسالت مصطفی صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا اقرار کرنا ہے۔

جس طرح یہ نظریات دین اسلام کی بنیاد ہیں اسی طرح عقیدہ ختم نبوت کو بھی دین اسلام میں اساسیت کی حیثیت حاصل ہے۔ اس عقیدے پر قرآن و حدیث کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔ امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے بعد کسی بھی طرح کا کوئی بھی نبی نہیں آسکتا۔ جو اس کے برعکس نظریہ رکھے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

مسلمانوں کے نزدیک اس نظریے کی اہمیت تعامل امت مسلمہ سے ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لیکر دور حاضر تک ہر دور کے مسلمانوں کا اس عقیدے پر "تصلب" اتنا مضبوط رہا کہ جس جس نے بھی اس عقیدے کو چھیڑنے اور تراش خراش کرنے کی ناکام جسارت کی، امت مسلمہ نے تن من دھن کی قربانیاں پیش کر کے اسے ادھیڑ کر رکھ دیا۔

سب سے پہلے مجاہدِ ختم نبوت، "سیدنا صدیق اکبر" رضی اللہ عنہ ہیں۔

مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعوی، زمانہ رسالت میں ہی کر دیا تھا پھر سرکار علیہ السلام سے خط وکتابت کے ذریعے پیغام رسانی کا بھی سلسلہ ہوا مگر خلیفہ اول "سیدنا صدیق اکبر" رضی اللہ عنہ کے دور میں وہ بطور فتنہ، بن کر سامنے آیا۔

پھر صحابہ کرام نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں اس "فتنہ انکار ختم نبوت" کا مقابلہ کر کے اسے کیفر کردار تک پہنچایا۔

اس وقت سے لیکر آج تک علمائے حق و مجاہدین

اسلام نے اس عقیدے کی حفاظت کی خاطر باقاعدہ تحریکیں چلا کر اس عقیدے کی اہمیت کو عوام پر واشگاف انداز میں پیش کیا۔ اس سلسلے میں علمائے حق نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔

جس عقیدے کے تحفظ کیلئے اولین لشکر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھیجا، اس عقیدے کے تحفظ کے لیے غلام محی الدین قصوری صاحب رحمہ اللہ نے مرزا قادیانی کے خلاف پہلا فتوی جاری فرمایا۔ اس عقیدے کے تحفظ کے لیے پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ نے میدان میں نکل کر مرزا قادیانی کو للکارا۔ اسی عقیدے کے تحفظ کے لیے امام اہلسنت رحمہ اللہ نے پہلے دن سے ہی اپنی کتب و رسائل میں قادیانی دجال کا رد فرمایا۔

اس عقیدے کے تحفظ کی خاطر علمائے حق کی ان گنت کاوشیں اور قربانیاں تاریخ عالم میں موجود ہیں۔

"بارگاہ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے امت کو آگاہی"

خود نبی پاک علیہ السلام کا نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے متعلق کھلے الفاظ میں امت کو باخبر فرمانا بھی اس عقیدے کی اہمیت کو واضح کرتا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَلاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، قَرِيبًا مِنْ ثَلاَثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ

ترجمہ: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک تقریباً تیس جھوٹے دجال پیدا نہ ہو لیں۔ ان میں ہر ایک کا یہی گمان ہو گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔

(بخاری شریف، حدیث:3609)

سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلاَثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي

ترجمہ: میری امت میں تیس (30) کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک کذاب کو گمان ہو گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (ترمذي شریف، حدیث: 2219)

ان میں سے چند کذابوں کے نام یہ ہیں جنہوں نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا اور رجوع و توبہ کیے بغیر ہلاک ہوئے۔

1۔ مسیلمہ کذاب 2۔ اسود العنسی

3۔ حارث کذاب دمشقی 4۔ مغیرہ بن سعید عجلی

5۔ بیان بن سمعان تمیمی 6۔ اسحاق اخرس

8۔ استاد سیس خراسانی 9۔ مرزا غلام احمد قادیانی

10۔ ریاض احمد گوہر شاہی

اختصار کی غرض سے چند کذابوں کے نام ذکر کیے۔

انہیں کذابوں کی ایک کڑی "ذکری مذہب" کے بانی "ملا محمد اٹکی" سے بھی جاملتی ہے۔

ذکری مذہب کا تعارف:

ذِکری فرقے کو ذِگری بھی کہا جاتا ہے۔ یہ فرقہ صرف بلوچ قوم تک محدود تھا مگر اب دیگر اقوام بھی اس فرقے میں شامل ہو رہی ہیں۔ ذکری تحریرات کے مطابق اس فرقے کے بانی ملا محمد اٹکی کا ظہور 977ھ بمطابق 1569ء میں ہوا۔
(شے محمد قصر قندی ص153)

"ملا محمد اٹکی" کا ظہور ابتداءً (موجودہ) اٹک (سابقہ نام "کیمبل پور") میں ہوا۔ (حقیقت نور پاک وسفر نامہ مہدی ص7)

ذکریوں کی مشہور قلمی کتاب "سیر جہانی کے مطابق "محمد اٹکی" نے دنیا کے اطراف واکناف میں کافی چکر لگایا مگر کہیں اس کی پذیرائی نہ ہوئی۔ کہیں ایک آدھ ہمنوا مل گیا، ورنہ کچھ نہیں۔ بالاخر کیچ مکران (بلوچستان) میں دین سے ناواقفیت کی بناء پر اس کی خوب پذیرائی ہوئی۔ علاقہ مذکورہ میں اہل علم نہیں تھے۔ جلد ہی اس کو ایک قوم ملی۔ ملا محمد اٹکی، مہدی، نبوت اور رسالت کا دعویٰ کرنے کے کچھ عرصہ بعد روپوش ہو گیا اور اس طرح ذکری مذہب وجود میں آگیا۔ اس کے روپوش ہونے کی تاریخ 1029ھ ہے۔(قلمی نسخہ شے محمد قصر قندی، ص 154)

ملا محمد اٹکی نے سب سے پہلے مہدی موعود ہونے کا دعوی کیا، پھر نبی اور رسول پھر خاتم النبیین اور خاتم المرسلین ہونے کا بھی دعوی کر دیا۔ اس کا دعوی تھا کہ شریعت محمدی (علی صاحبھا الصلوۃ والتسلیم) اب منسوخ ہو چکی ہے۔ چنانچہ نماز، روزہ، رمضان اور حج بیت اللہ کی فرضیت کے خاتمے کا اعلان کر دیا۔ زکوٰۃ کو ایک ترمیم کے ساتھ بحال رکھا اور اس کا مَصرف، صِرف مذہبی پیشواؤں کو قرار دیا خواہ وہ کیسے ہی مالدار کیوں نہ ہوں۔

کوہ مراد کو "مقام محمود" قرار دیا اور ذکری مذہب باطلہ کے پیروکار اب ہر سال اس پہاڑی کا حج و زیارت کرتے ہیں جس کی ویڈیوز سوشل میڈیا پر بھی موجود ہیں۔

اسی طرح "ملا محمد اٹکی" نے وہاں آب زمزم کے نام سے پاک پانی کو متعارف کرایا۔ صفا و مروہ، عرفات، مسجد طوبیٰ اور اس قسم کی بہت سی چیزیں اپنے جاہل ماننے والوں میں رائج کر دیں جو تا حال قائم ہیں۔

ذکری مذہب کے کفریہ عقائد

ذکری فرقہ کے عقائد و نظریات کا خلاصہ یہ ہے: ذکریوں کا کلمہ مسلمانوں کے کلمہ سے الگ ہے۔ وہ محمد اٹکی کو مہدی، رسول، نبی، خاتم المرسلین، خاتم النبیین اور اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا شدہ مانتے ہیں اور کلمہ بھی اس کے نام کا پڑھتے ہیں۔ مہدی اٹکی کے منکرین کو کافر سمجھتے ہیں۔ قرآن مجید کی تاویل و تشریح کے لئے مہدی اٹکی کے قول کو معتبر مانتے ہیں ۔ قرآن کریم کی جن آیات میں لفظ محمد آیا ہے، یا نبی اکرم صلّی اللہ علیہ

واٰلہٖ وسلَّم کو خطاب کیا گیا ہے، اس سے مراد "ملا اٹکی" لیتے ہیں۔ دیگر انبیاء کی توہین کر کے محمد اٹکی کو سب سے افضل سمجھتے ہیں۔ کوہ مراد (تربت) کو مقام محمود سمجھتے ہیں۔ اور ہر سال اسی کا حج کرتے ہیں۔ تمام ارکان اسلام کے منکر ہیں، بالخصوص نماز کو موجب کفر و گناہ سمجھتے ہیں وغیرہ۔

ذکری مذہب کا کلمہ

ذکریوں کا کلمہ بھی مسلمانوں سے جدا ہے۔ وہ اپنا کلمہ تین طریقوں سے پڑھتے ہیں۔ وہ تین کلمے یوں ہیں۔

1. لا الہ الا اللہ نورپاک نور محمد مہدی رسول اللہ

2. لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین نورپاک نور محمد مہدی رسول اللہ صادق الوعد الامین

3. لا الہ الا اللہ نور محمد مہدی رسول اللہ صادق الوعد الامین۔

(ذکر وحدت ص18,17,16 / ،ذکر توحید ص 47)

"ذکری پیروکار، محمد اٹکی کو رسول، نبی آخرالزماں، خاتم المرسلین اور خاتم النبیین مانتے ہیں" چنانچہ شیخ لاری لکھتے ہیں:

عزیز و نعت در شان حضرت سید المرسلین نور محمد مہدی اول و آخرین، ہادی برگزین نور رب العالمین

ترجمہ: حضرت سید المرسلین نور محمد مہدی کی شان کے بیان میں جو کہ اولین و آخرین ہے، اور برگزیدہ ہادی ہے، رب العالمین کا نور ہے۔

(سفر نامہ مہدی ص3)

زیارت گاہ کوہ مراد

ذکریوں کے نزدیک مقام حج، مکران میں واقع "کوہ مراد" نامی ایک پہاڑ ہے۔

اس کی تصریح ذکری رہنما "ایم ایس بجارانی" نے اپنی کتاب "نور تجلی" میں کی کہ: "یہ مقدس جگہ مقام محمود ہے۔ اس لئے ذکری عقائد کی بنیاد پر مقام محمود کی زیارت کرنا فرض اور لازمی ہے۔ کیونکہ مقام محمود شفاعت کبری کی جگہ ہے۔ چند علماء دین کا خیال ہے کہ مقام محمود چوتھے آسمان پر ہے۔ یہ مقام جبکہ شفاعت کبری کی جگہ ہے، بھلا کوئی بتائے کہ آسمان پر کون انسان جا سکتا ہے، اس لئے ہمارے عقائد کی رو سے مقام محمود یہی ہے۔" (نور تجلی ص 41)

ذکری، فرض روزوں کے منکر

ذکری پیروکار رمضان شریف کی فرض روزوں کی جگہ ہر مہینے، صرف ایک پیر کا روزہ رکھتے ہیں۔

(میں ذکری ہوں۔۔ ص37)

ذکری، منکرین نماز

ذکریوں کے نزدیک نماز کا بدل ذکر ہے عظیم اسلامی رکن نماز کا انکار کر کے وہ اپنا خود ساختہ دین بنا کر ذکر سے پہلے نماز کی سی نیت کچھ یوں کرتے ہیں

کہ:"نیت کرتا ہوں ذکر (جو بھی تسبیح ہو) وقت (جو بھی وقت ہو) ذکر اللہ اکبر، میں نے اپنا چہرہ خانہ کعبہ رب جلیل کی طرف کیا ہے۔(ذکر الٰہی، ص 15)

اسی طرح ذکری مذہب، دیگر باطل نظریات کا حامل ہے جیسا کہ ذکری کتب میں جہاں لفظ "مہدی" لکھا ہے وہ اس سے ملا اٹکی ہی مراد لیتے ہیں اور اس کے منکر کو کافر گردانتے ہیں۔

ذکریوں کا مرکز

ذکری مذہب کے لوگ دنیا بھر میں آباد ہیں۔ پاکستان، ہندوستان، ایران، مسقط، دبئی اور بحرین میں اس مذہب کے لوگ موجود ہیں۔ ان کی سب سے بڑی آبادی پاکستان میں ہے۔ پاکستان کے صوبہ سندھ اور بلوچستان میں ان کی کثیر تعداد موجود ہے اور بلوچستان میں کیچ، گوادر، پسنی، اور ماڑہ، پنجگور، آواران، خضدار (نال گریشہ) واشک (راغے) بیلہ، گڈانی، حُب سمیت بلوچستان کے دیگر علاقوں میں آباد ہیں جبکہ سندھ میں کراچی، ٹنڈو آدم سمیت اندرون سندھ میں ذکری آباد ہیں۔ ذکریوں کا مرکز تربت کیچ بلوچستان ہے جہاں کوہ مراد جو ایک مقدس زیارت ہے، موجود ہے۔

(ذکری مذہب کی حقیقت، ص 59)

ذکریوں کی آبادی

ایک اندازے کے مطابق دنیا بھر میں ذکریوں اور مہدیوں کی کل آبادی تقریبا سولہ لاکھ، ستاون ہزار 1657000 ہے۔ جن میں سے ساڑھے 10 لاکھ پاکستان میں اور تقریبا 6 لاکھ باقی ممالک میں ہیں۔

ذکری پیروکاروں کی کوہ مراد پر جانے اور کلمہ اور ذکر وغیرہ کے ویڈیو کلپس سوشل میڈیا پر موجود ہیں جنہیں دیکھ کر یہی معلوم ہوتا ہے کہ بلوچستان اور سندھ میں اس مذہب کے پھیلنے کی بنیادی وجہ وہاں کی عوامی جہالت ہے کیونکہ وہ اسلامی تعلیمات سے لاعلم ہیں۔ اس لیے وہ اس فتنے کا شکار ہو گئے۔

ذکری مذہب کے پیروکار جہاں عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہیں وہیں دیگر ضروریات دین جیسے نماز، روزہ، حج، اور زکوۃ کے بھی منکر ہیں علمائے کرام کے واضح فتاوی کے مطابق ذکری مذہب دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

بحیثیت مسلمان ہمیں اس فتنے کو ختم کرنے کے لیے آگاہی مہم شروع کرنی چاہیے۔ چند علمائے کرام اس سلسلے میں اپنی کوششیں صرف کر رہے ہیں۔

جن میں سرفہرست علامہ شہزاد قادری ترابی صاحب دامت برکاتھم العالیہ اور آپ کے چند رفقا ہیں۔

علاہ شہزاد ترابی صاحب دامت برکاتھم العالیہ نے اس متعلق ایک کتاب بھی مرتب فرمائی ہے جس کا نام "ذکری مذہب کی حقیقت" ہے۔

اللہ پاک ان کو اپنی عظیم مقصد میں کامیاب فرمائے۔

نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے انجام

از:عدیلہ بنت علی

ختم نبوت امت مسلمہ کا ایک بنیادی اور قطعی عقیدہ ہے۔ جس کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہونے والے سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں۔ آپ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم خاتم النبیین ہیں۔ اس ضمن میں قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کا سلسلہ اتنا متواتر ہے کہ اس عقیدے سے انحراف کسی صورت ممکن نہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ الاحزاب میں فرماتا ہے:
" محمد صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں"(الاحزاب:40)

اسی طرح حسب ذیل احادیث بھی زیرِ بحث موضوع پر روشنی ڈالتی ہیں۔

" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے کسی آدمی نے گھر بنایا اور اس کے سجانے اور سنوارنے میں کوئی کمی نہ چھوڑی مگر کسی گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس کے گرد پھرتے اور تعجب سے کہتے، بھلا یہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی فرمایا وہ اینٹ میں ہوں اور میں ہی آخری نبی ہوں۔"(جھوٹے نبی:133، صحیح البخاری، صحیح مسلم)

" حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا بے شک رسالت و نبوت ختم ہوگئی، میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ ہی کوئی نبی۔"
(جھوٹے نبی:133، جامع ترمذی شریف)

اس کے باوجود تاریخ گواہ ہے کہ جھوٹے مدعیان نبوت کا سلسلہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی حیاتِ طیبہ میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ لیکن آپ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم اور آپ صلّی اللہ علیہ

واٰلہٖ وسلَّم کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان دعویداروں کی بھرپور مذمت کی اور ان کے خلاف جہاد کیا۔

"عبید اللہ بن عبد اللہ نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کے متعلق پوچھا جس کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا کہ میرے ہاتھوں پر سونے کے دو کنگن رکھ دیئے گئے ہیں۔ میں اس سے بہت گھبرایا اور ان کنگنوں سے مجھے تشویش ہوئی، پھر مجھے حکم ہوا اور میں نے انہیں پھونک دیا تو دونوں کنگن اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دو جھوٹوں سے لی جو خروج کرنے والے ہیں۔ عبید اللہ نے بیان کیا کہ ان میں سے ایک اسود عنسی تھا، جسے فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کذاب تھا۔" (صحیح البخاری: 4379)

جھوٹے مدعیان نبوت کے دجل و کذب کا جو سلسلہ اس وقت شروع ہوا تھا آج مرزا قادیانی تک اس کا تسلسل جاری ہے۔

بخاری و مسلم شریف کی متفقہ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خاتم النبیین کی وفات شریف سے قیامت تک تقریباً تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے اور ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

اگر مجرد دعوائے نبوت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ان کی تعداد تیس ہزار سے بھی زیادہ ہو گی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جن دجالوں کی طرف اشارہ کیا ہے وہ ان جھوٹے دعویداروں کے متعلق ہے جن کا فتنہ کافی عرصے قائم رہا اور جن کی شہرت اطراف عالم میں پہنچی۔ تاریخ کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی تعداد بیس بائیس تک پہنچی ہے۔

لیکن ہر دور میں اللہ تعالیٰ ان مدعیان نبوت کے انجام کار کے لیے اپنے منتخب شدہ لوگوں کو بھیجتا رہا ہے۔

آیئے ان میں سے چند ایک کے فتنوں اور ان کے انجام کار کا مختصر اً تذکرہ کرتے ہیں۔

اسود عنسی

اسود عنسی کا اصل نام عبہلہ بن کعب تھا اور یہ شخص یمن کا رہنے والا تھا۔ شعبدہ بازی اور کہانت میں اس کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ اس کا لقب ذوالحمار بھی بتایا جاتا ہے اس کے پاس ایک سدھایا ہوا گدھا تھا۔ یہ جب اس کو کہتا خدا کو سجدہ کرو تو وہ فوراً سر بسجود ہو جاتا اسی طرح جب بیٹھنے کو کہتا تو بیٹھ جاتا۔ حجتہ الوداع کے بعد جیسے ہی رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی علالت کی اطلاع ملی اس ملعون نے خود ساختہ نبوت کا تاج اپنے سر پر رکھ دیا۔ تھوڑے ہی عرصے

میں عامۃ الناس اس کی شیریں کلامی اور مختلف شعبدوں سے متاثر ہو کر اس کے ہم نوا ہو گئے اور چند دنوں میں اس نے پورے یمن پر قبضہ کر لیا۔

اسود کی ان سرگرمیوں کی اطلاع جب اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تک پہنچی تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یمن کے بعض سرداروں اور اہل نجران کو اسود کے خلاف جہاد کے لیے خطوط لکھے چنانچہ یہ لوگ آپس میں رابطہ قائم کر کے اسود کے خلاف متحد ہو گئے۔

چنانچہ ابنائے فارس فیروز دیلمی اور داذویہ، اسود عنسی کے قائد الحبیش قیس بن مکشوح مرادی کے ساتھ اسود عنسی کے قتل پر اتفاق کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اسود کی بیوی "آزاد فارسیہ" جو فیروز فارسی کی چچازاد بہن تھی اور اس عورت کے شوہر باذان کو بھی اسی بد بخت نے قتل کیا تھا۔ لہٰذا آزاد نے بھی ابنائے فارس کے ساتھ مل کر اسود عنسی کے قتل کا راستہ ہموار کیا۔

جس رات اسود عنسی قتل ہوا اسی رات رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اس کی خبر دے دی گئی اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: آج رات عنسی قتل کر دیا گیا، بابرکت گھرانے کے ایک بابرکت شخص نے قتل کیا ہے۔ دریافت کیا گیا: وہ کون ہے؟ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: فیروز، فیروز کامیاب ہو گیا۔ (ابو بکر الصدیق شخصیۃ وعصرہ: 301, تاریخ الطبری: 4/55)

مسیلمہ کذاب

اس کا نام مسیلمہ بن ثمالہ تھا۔ کذاب یمامہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے نبوت کا دعویٰ تب کیا جب اس کی عمر سو سال سے بھی متجاوز تھی۔ اسنے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے شعبدہ بازوں، جادوگروں اور موکل رکھنے کے طور طریقے سیکھے۔

8 ہجری میں جب اسلام جزیرہ عرب میں بڑی تیزی سے پھیلا تو مسیلمہ بھی بنو حنیفہ کے وفد کے ساتھ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس آیا۔ جب اس نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے گفتگو کی تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دست مبارک میں کھجور کی شاخ تھی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس سے فرمایا: اگر تم مجھ سے شاخ طلب کرو گے تو میں تمہیں یہ بھی نہیں دوں گا۔ بعد میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہوئے اس نے کہا: محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے شریکِ رسالت کر لیا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف محاذ آراء ہونے کا حکم دیا۔

شروع میں مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ لیکن پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں 13 ہزار کا لشکر روانہ ہوا اور مسیلمہ کذاب کے 40

ہزار کے لشکر سے ٹکرلی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی رضی اللہ عنہ نے، جو اب مسلمان ہو چکے تھے اپنا مشہور نیزہ اس کی طرف پھینکا جس سے وہ زمین پر گر گیا اور ایک انصاری صحابی نے تلوار کے زور دار وار سے اس بد بخت کا سر تن سے جدا کر دیا۔

اس جنگ میں جسے جنگ یمامہ کہا جاتا ہے بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر اس کذاب کی جھوٹی نبوت کے فتنے کا خاتمہ کیا۔

سجاح بنت حارث

یہ عورت اپنے زمانے کی مشہور کاہنہ، فصیحہ و بلیغہ اور بلند حوصلہ تھی۔ عیسائیت سے تعلق رکھتی تھی اور تقریر و گویائی میں ماہر تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ مسیلمہ جیسا سو سالہ بوڑھا نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے تو اسے بھی اپنا جوہر خداداد آزمانا چاہیے۔ لہذا جیسے ہی اس نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رحلت کی خبر سنی۔ جھوٹی نبوت کی دعویدار بن بیٹھی۔ اس نے فصیح و بلیغ عبارت میں خط لکھ کر عرب کے قبائل کو بھیجے اور نبوت کی دعوت دی۔

جب سجاح نے لوگوں کی ایک کثیر تعداد کو اپنا مطیع بنا کر کافی قوت حاصل کر لی تو یمامہ پر جہاں مسیلمہ کذاب بھی اپنی جھوٹی نبوت کی دکان سجائے بیٹھا تھا، حملہ کرنے کے لیے نکل پڑی۔ جب مسیلمہ کو اس حملہ کی خبر ملی تو اس نے عیاری و مکاری سے کام لیتے ہوئے نہایت عمدہ تحائف کے ساتھ سجاح سے ملاقات کی اور اسے اپنی جھوٹی محبت کے جال میں پھنسا لیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں نے اس ملاقات کے دوران ہی نکاح کر لیا۔ اور اس کے حق مہر میں مسیلمہ نے کہا کہ رب العزت نے فجر اور عشاء کی دو نمازیں مومنوں کو سجاح کے حق مہر میں معاف کر دی ہیں۔

نکاح کے واقعہ کے بعد بہت سے سردارانِ لشکر سجاح سے بد اعتقاد ہو گئے اور یوں اس کی جھوٹی نبوت کا کاروبار ٹھپ ہو گیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں سجاح مسلمان ہو گئی اور ایمان ہی کی حالت میں اس نے وفات پائی۔

حارث کذاب دمشقی

حارث اپنی ریاضت و مجاہدات اور نفس کش کی بدولت ایسے تصرفات کرتا تھا جو عام آدمی کے بس کی بات نہیں تھی مثلاً حسین و جمیل فرشتے انسانوں کی شکل میں دکھاتا تھا (جو کہ محض اس کے موکل تھے) اور بے موسم کے پھل لوگوں کو کھلاتا۔

جب حارث کے استدراج نے خاصی شہرت حاصل کر لی اور خلق خدا زیادہ گمراہ ہونے لگی تو خلیفہ وقت عبد الملک نے اس کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ لیکن حارث یہ خبر ملتے ہی بیت المقدس فرار ہو چکا تھا۔ لہذا البصرہ کے ایک سمجھدار شخص نے

حارث سے ملاقات کی اور کچھ عرصہ اس کے ساتھ رہ کر اس کا اعتماد جیت لیا۔ اس کے بعد اسے کسی طریقے سے خلیفہ کے دربار میں پیش کر دیا۔ خلیفہ کے دربار میں بھی اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ خلیفہ کے حکم سے ایک قوی ہیکل محافظ نے حارث کو نیزہ مارا لیکن اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ جس پر حارث نے کہا کہ نبیوں کے اجسام پر ہتھیار اثر نہیں کرتے۔ محافظ نے بسم اللہ پڑھ کر پھر سے نیزہ مارا تو حارث نے بری طرح ایک چیخ ماری اور ہلاک ہو گیا۔ یوں اس کذاب کی خانہ ساز نبوت بھی اپنے انجام کو پہنچ گئی۔ (بائیس جھوٹے نبی:37)

مغیرہ بن سعید عجلی

مغیرہ بن سعید عجلی فرقہ مغیریہ کا بانی تھا جو غلاۃ روافض کا ایک گروہ تھا۔ یہ شخص خالد بن عبد اللہ قسری والی کوفہ کا آزاد کردہ غلام تھا۔ حضرت امام باقر رحمہ اللہ کی رحلت کے بعد پہلے امامت کا اور پھر نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

اس کا کہنا تھا کہ میں اسم اعظم جانتا ہوں، مردوں کو زندہ اور فوجوں کو شکست دے سکتا ہوں اور اگر چاہوں تو قوم عاد و ثمود کے درمیانی عہد کے لوگوں کو بھی زندہ کر سکتا ہوں۔

جب خالد بن عبد اللہ قسری کو معلوم ہوا کہ مغیرہ مدعی نبوت ہے تو اس نے 119ھ میں اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔ جب مغیرہ نے خالد کے سامنے بھی اپنی نبوت کا اقرار کر لیا تو خالد نے مغیرہ کو ارتداد کی بڑی سے بڑی سزا دینی چاہی۔ اس نے سر کنڈوں کے گٹھے منگوائے اور مغیرہ کو حکم دیا کہ ایک گٹھے کو اٹھا لے۔ معاً اس کے سر پر کوڑے پڑنے لگے اور تھوڑی ہی دیر میں وہ نذر آتش ہو گیا۔

(جھوٹے نبی:139، ابن جریر طبری:8/241)

بیان بن سمعان

بیان بن سمعان تمیمی مغیرہ بن سعید کا معاصر تھا۔ فرقہ بیانیہ جو غلاۃ روافض کی ایک شاخ ہے اسی بیان کا پیرو ہے۔ نبوت کا مدعی تھا اور امام زین العابدین رحمہ اللہ کی تکذیب کرتا تھا۔ اس نے امام باقر رحمہ اللہ جیسی جلیل القدر ہستی کو بھی اپنی خانہ ساز نبوت کی دعوت دی۔ جس کے الفاظ کچھ یوں تھے۔ "تم میری نبوت پر ایمان لاؤ تو سلامت رہو گے اور ترقی کرو گے۔ تم نہیں جانتے کہ خدا کس کو نبی بناتا ہے"۔ امام محمد باقر رحمہ اللہ بہت خشمناک ہوئے اور قاصد سے کہا کہ اس خط کو نگل جاؤ۔ وہ نگل گیا اور تڑپ کر جان دے دی۔

امام صاحب نے بیان کے حق میں بددعا کی چنانچہ چند ہی روز میں خالد قسری نے مغیرہ کی طرح بیان کو بھی زندہ آگ میں جلا کر طعمہ اجل کر دیا۔

(تاریخ طبری:8/241)

صالح بن طریف

صالح بن طریف یہودی الاصل تھا اندلس میں

نشوونما پائی۔ وہاں سے مغرب اقصیٰ کے بربری قبائل کی جاہلیت اور وحشی پن سے فائدہ اٹھاکر ان کو اپنی شعبدے بازی سے اپنا مطیع بنا لیا اور ان پر حکومت کرنے لگا۔ 127ھ میں اس نے دعویٰ نبوت کیا۔ شمالی افریقہ میں اس کی حکومت اس قدر مستحکم ہوگئی کہ کوئی ہم عصر حاکم اس پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کرسکا۔

اس کی جھوٹی شریعت کی خاص خاص باتوں میں رجب کے روزے، دس نمازیں، 21 محرم کی قربانی، منکوحہ مرد وعورت پر غسل جنابت معاف، زانی پر غسل واجب اور اس طرح کی کئی فضولیات شامل تھیں۔

اس کے بعد صالح کے تمام جانشین پانچویں صدی ہجری تک نہ صرف اس کے تخت و تاج بلکہ اس کی ضلالت اور اس کی خانہ ساز نبوت کے بھی وارث رہے۔ یہاں تک کہ 451ھ میں مرابطون نے ان کی حکومت کو جڑ سے اکھاڑ کر اہلسنت والجماعت کی حکومت قائم کردی۔

اسحاق اخرس

اسحاق اخرس شمالی افریقہ کا رہنے والا تھا۔ اس نے پہلے تمام آسمانی کتب اور مروجہ علوم رسمیہ کی تکمیل کی۔ مختلف زبانیں سیکھیں اور شعبدہ بازی میں مہارت کرنے کے بعد اصفہان آگیا۔ یہاں ایک عربی مدرسہ میں قیام کیا اور دس سال تک گونگا بننے کی اداکاری کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کا لقب اخرس یعنی گونگا پڑ گیا۔

یہ مدت گزر جانے کے بعد اس نے نبوت کا دعویٰ کرنے کے لیے انتہائی منصوبہ بندی کے ساتھ کام کیا۔ اس منصوبے کے مطابق اس نے ایک روغن اور دو شمعیں تیار کیں۔ جس سے اس کے چہرے میں ایسی رعنائی پیدا ہوئی کہ آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں اور ساتھ ہی اس نے ایسی پرسوز اور خوش گلو آواز میں تلاوت قرآن شروع کردی کہ بڑے بڑے قاری بھی عش عش کر اٹھے۔ اس مدرسے کے اساتذہ اور قاضی شہر بھی اسحاق کے اس مکر سے نہ بچ سکے۔

آخرکار اسحاق اخرس کے پاس اس قدر قوت اور لوگوں کی تعداد ہوگئی کہ اس نے بصرہ، عمان اور اس کے قرب و جوار میں دھاوا بول دیا۔ خلیفہ جعفر منصور کے لشکر سے اس کے بڑے بڑے معرکے ہوئے بالآخر عساکر خلافت فتح یاب ہوئے اور اسحاق مارا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی جھوٹی بزوری نبوت بھی خاک میں مل گئی۔

استاد سیس خراسانی

جس وقت ابو جعفر منصور عباسی مسلمانوں کا خلیفہ تھا۔ استاد سیس نامی شخص نے خراسان کے اطراف میں اپنی نبوت کے بلند بانگ دعوے کیے اور چند ہی برس میں اس کے معتقدین کی تقریباً تین لاکھ

آدمیوں کی جماعت تیار ہو گئی۔ ملک گیری کے لالچ میں اس نے خراسان کے اکثر علاقوں پر قبضہ کر لیا اور خلیفہ منصور کے لشکروں کو پے در پے شکست دی۔

آخر کار منصور نے اپنے ایک تجربہ کار سپہ سالار خازم بن خزیمہ کو چالیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ استاد کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ جس نے استاد سیس کے لشکر کو شکست دی۔ استاد سیس اپنی بقیہ فوج لے کر پہاڑوں میں جا چھپا۔ خازم نے پہاڑ کا بھی محاصرہ کر لیا تو بالآخر سیس نے تنگ آکر اپنے آپ کو خازم کے سپرد کر دیا۔ تاریخ اس باب میں خاموش ہے کہ اس کی موت کس طرح واقع ہوئی۔

مرزا قادیانی

مرزا قادیانی موضع قادیان، ضلع گورداسپور سن 1839ء یا 1840ء میں پیدا ہوا۔

اس سے پہلے جتنے بھی جھوٹے مدعیان نبوت گزرے ہیں وہ عموماً ایک اور بہت کم دو یا تین منصب کے دعویدار رہے ہیں۔ البتہ یہ شخص اس عموم سے مستثنیٰ ہے۔ اس کی کتابوں میں اس کے دعووں کی تعداد تقریباً 84 ہے۔

جب اس نے نہ آخری نبی اور نہ ہی ابھی مسیح معبود ہونے کا دعویٰ کیا تھا تب اس کا کہنا تھا کہ اللہ نے اسے پیار سے محدث، مجدد، مبلغ، یوسف، یونس ،نوح، مزمل، مدثر کہا۔ (جھوٹے نبی:184)

22 جنوری 1981 کو مرزا نے دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ زندہ ہو کر 84 تا 87 سال حیات رہے اور پھر فوت ہو گئے۔ اس نے ان کی تدفین کے بارے میں بہت سی جگہوں کا ذکر کیا اور اس کے بعد خود مسیح معبود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ (جھوٹے نبی:185)

1901 سے مرزا نے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم، خدا کا بیٹا، اور خدا، مریم علیہا السلام ہونے کا دعویٰ کیا۔ (جھوٹے نبی:185)

مرزا کا کہنا ہے کہ ٹیچی ٹیچی، درشنی، مٹھن لال اور اس کے علاوہ شیر علی، حفیظ، خیراتی وغیرہ اس پر وحی لانے والے فرشتے ہیں۔

اس کے جھوٹے دعووں، انبیاء و صحابہ کرام پر جھوٹی باتوں اور جھوٹی پیشین گوئیوں کی فہرست اس قدر لمبی ہے کہ جس کا شمار کرنا یہاں ممکن نہیں۔ اس کے علاوہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی شان میں جتنی گستاخیاں کی ہیں ان کا شمار بھی محال ہے۔

لہذا محض اس بات کا سمجھ لینا ضروری ہے کہ کسی مسلمان کے دل میں اس بدبخت کے لیے ذرا برابر بھی نرم گوشہ نہیں ہونا چاہیے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قادیانی مرتد و منافق ہیں۔ مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانیوں کو مظلوم سمجھنے والا اور جس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم اور ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ (احکام شریعت)

مرزا کی الم ناک موت وبائی ہیضہ کے باعث بیت الخلا میں ہوئی۔

قادیانیوں کے اعتراضات واشکالات کے جوابات

از: علامہ مفتی عارفین القادری

قادیانیوں کے اعتراضات اور اشکالات نہایت کمزور ہیں، میدانِ علم میں ان کی کوئی اہمیت نہیں مگر ہمارے کم علم، سادہ طبیعت لوگ جو جلد وسوسوں اور شبہات کا شکار ہو جاتے ہیں ان کی تسلی کے لئے دو بنیادی اعتراضات اور ان کے جوابات پیش کیے جارہے ہیں۔

پہلا اعتراض: خاتم النبیین سے مراد ختم نبوت نہیں بلکہ مہرِ نبوت ہے۔ دوسرا اعتراض: مرزا قادیانی ظلی بروزی اور غیر تشریعی نبی ہے۔

اعتراض نمبر1:

خاتم النبیین سے مراد ختمِ نبوت نہیں بلکہ مہرِ نبوت ہے۔

قادیانیوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالی نے نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے "خاتم النبیین" کا لفظ ذکر کیا ہے، جس کے معنی لوگ ختمِ نبوت لیتے ہیں حالانکہ اس سے مراد مہرِ نبوت ہے، لہذا نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جس پر بھی مہر لگادیں وہ بھی نبی بن جاتا ہے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہر گز نہیں دی گئی اِسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔" (حقیقۃ الوحی، ص 97، بحوالہ روحانی خزائن، ج22، ص100)

اعتراض کا جواب:

یہ مرزا قادیانی کا بنیادی موقف ہے ۔ اس عبارت میں اس نے دو کفریہ نظریے پیش کیے ہیں:

ایک یہ کہ خاتم النبیین سے مراد ختمِ نبوت نہیں بلکہ مہرِ نبوت ہے۔

دوسرا یہ کہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیروی اور توجہ سے نبوت ملتی ہے۔

پہلا جواب: اللہ تعالی نے نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے "خاتم النبیین" کا لفظ ذکر فرمایا ہے اور اس لفظ کا معنی خود آقا و مولی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے واضح فرمادیا ہے جس کے بعد کسی لغت کو دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث رحمۃ اللہ علیہ متوفی 275ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ....وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي.

یعنی حضرتِ ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں تیس جھوٹے دجال ہوں گے، اُن میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں "خاتم النبیین" ہوں، میرے بعد کوئی نہیں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الفتن والملاحم، ج4، ص97، رقم الحدیث:4252)

اس حدیثِ مبارک سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جب نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے "خَاتَمُ النَّبِيِّينَ" کی تفسیر "لَا نَبِيَّ بَعْدِي" سے فرمادی یعنی کہ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی دوسرا نبی مبعوث نہیں ہو سکتا تو کسی لغت کو دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ قرآن کی تفسیر حدیث سے ہے جس کے مقابل لغوی ابحاث بے سود ہے۔ نیز اس مفہوم کو بیان کرنے والی کثیر احادیث ہیں جو علمائے کرام نے اپنی کتابوں میں ذکر کی ہیں۔

دوسرا جواب: قرآن مجید میں بیان کردہ لفظ "خاتم النبیین" کا شرعی معنی آخری نبی ہے اور اس معنی پر پوری امت کا اجماع یعنی مکمل اتفاق ہے اور اصول یہ ہے کہ قرآنی الفاظ کے جس معنی پر امت کا اجماع ہو اس کا انکار کفر ہے۔ امام ابو الفضل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ متوفی 544ھ لکھتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى حَمْلِه ذَا الْكَلَامِ عَلَى ظَاهِرِهِ وَأَنَّ مَفْهُومَه الْمُرَادُ بِه دُونَ تَأْوِيلٍ وَلَا تَخْصِيصٍ فَلَا شَكَّ فِي كُفْرِ هٰؤُلَاءِ الطَّوَائِفِ كلها قَطْعًا إِجْمَاعًا وسمعا.

یعنی امت نے متفقہ فیصلہ (اجماع) کیا ہے کہ یہ آیات واحادیث اپنے ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا اور رسول کی مراد ہے نہ ان میں کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص، تو جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں وہ سب قرآن، حدیث اور امت کے متفقہ فیصلے کے سبب یقینی طور پر کافر ہیں۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، القسم الرابع، الباب الثالث، فصل فی بیان ماھو من المقالات کفر، ج2، ص286، 287)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1391ھ لکھتے ہیں: "قرآن کریم کے وہ معنی کرنا جو اجماع کے خلاف ہوں کفر ہے۔" (مرآۃ المناجیح شرح

مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث:3446، ج5، ص246)

تیسرا جواب

بالفرض اگر خاتَم کا لغوی معنی مہر یا انگوٹھی لے لیا جائے تب بھی قادیانیوں کو فائدہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ مہر کسی معاملے کے خاتمے کے لئے لگائی جاتی ہے نہ کہ مزید کا پیاں بنانے کے لئے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1391ھ لکھتے ہیں:"خاتم ت کے فتحہ سے صفت مشبہ یا آلہ ہے خَتَم سے بمعنی مہر، چونکہ انگوٹھی کے نگینہ میں اپنا نام ہوتا ہے جس سے مہر لگائی جاتی ہے اس لیے انگوٹھی کو خاتَم کہتے ہیں یعنی مہر لگانے کا آلہ یا مہر لگانے والی چیز، تمام (یعنی مکمل) ہو جانے کو ختم کہتے ہیں کیونکہ اس وقت مہر لگتی ہے۔ خاتم النبیین کے معنی ہیں آخری نبی کہ آپ کی آمد سے نبوت پر مہر لگ گئی اب کوئی نبی نہیں آسکتا حضرت مسیح پہلے کے نبی ہیں۔" (مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، رقم الحدیث:4383، ج6، ص124)

چوتھا جواب

بفرضِ محال اگر قادیانیوں کی یہ بات بھی مان لی جائے کہ "خاتم النبیین" کا معنی ہے جس کی مہر سے نبی بنائے جاتے ہیں تب بھی قادیانیوں کو راہِ فرار نہیں ہے۔ کیونکہ خاتم کے بعد "النبیین" جمع کا صیغہ ہے اور صرف و نحو پڑھنے والا پہلے درجے کا طالبِ علم بھی جانتا ہے کہ عربی میں جمع کا لفظ کم از کم تین (3) افراد پر بولا جاتا ہے، اس صورت میں "خاتم النبیین" کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ "نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مہر سے کم از کم تین نبی ضرور بنیں گے" حالانکہ مرزا قادیانی پوری امت میں خود کو اکیلا نبی مانتا ہے، اپنے علاوہ کسی اور کیلئے نبوت ملنے کا قائل نہیں ہے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے: "غرض اس حصۂ کثیر وحی الٰہی اور امورِ غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔" (حقیقۃ الوحی، ص391، بحوالہ روحانی خزائن، ج22، ص407)

پانچواں جواب

مرزا قادیانی کے مطابق حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور وہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی کامل اتباع سے نبی بنا ہے۔ حالانکہ اسلامی عقائد میں یہ مسئلہ واضح طور پر لکھا ہے کہ نبوت کسبی شے نہیں ہوتی بلکہ وہبی ہوتی ہے۔ ایسا نہیں کہ کوئی عبادت و ریاضت یا نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیروی کرکے نبوت حاصل کرلے بلکہ یہ محض اللہ کا فضل ہوتا ہے وہ

جسے چاہے عطا کرتا ہے۔ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ عبادت و ریاضت کے ذریعے نبوت حاصل کی جا سکتی ہے تو اس پر حکمِ کفر ہے۔

علامہ فضل رسول عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1289ھ لکھتے ہیں: "نبوت کسبی نہیں برخلاف فلاسفہ کے، علامہ تورپشتی نے معتمد میں فرمایا: بذریعہ کسب نبوت کے حاصل ہونے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔"

(المعتقد المنتقد مع حاشیہ المعتمد المستند، ص169)

مرزا قادیانی نبوت کو وہبی مانتے ہوئے لکھتا ہے: "و لا شك أن التحديث موه بة مجردة لا تنال بكسب البتة... كما ه و شأن النبوة. (یعنی اس بات میں کوئی شک نہیں کہ محدثیت محض وہبی چیز ہے جو کسب سے حاصل نہیں ہوتی ۔۔۔ اس طرح نبوت بھی کسب سے حاصل نہیں ہوتی۔" (حمامۃ البشری، ص82، بحوالہ روحانی خزائن، ج7، ص301)

حمامۃ البشری کی عبارت کے تحت مرزا قادیانی چاہے جتنی عبادت و ریاضت کرلے، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی کامل اتباع کا دعوی کرلے یہ تمام چیزیں مل کر بھی اسے نبی نہیں بنا سکتیں کیونکہ نبوت وہبی شے ہے۔

چھٹا جواب

مرزا قادیانی کے مطابق حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی توجہ روحانی نبی تراش ہے، اگر قادیانی کی یہ بات قبول کرلی جائے تو نبی بننے کے سب سے زیادہ حقدار سیدنا صدیقِ اکبر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہوتے، کیونکہ وہ امت کے افضل ترین افراد ہیں حتی کہ زبانِ مصطفی صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے ان کی خلافت کو خلافت راشدہ قرار دیا گیا ہے جو آپ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے طریقہ کے عین مطابق تھی، اس کے باوجود جب وہ ہستیاں مرتبۂ نبوت سے سرفراز نہیں ہوئیں تو مرزا قادیانی جیسے جھوٹے مکار شخص کو نبوت کیسے مل سکتی ہے۔ اس کی مزید تفصیل اگلے اعتراض کے جواب میں آئے گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا "خاتم النبیین" کا من گھڑت مفہوم بیان کرنا اور نبوت کو کسبی قرار دینا کفر ہے۔

اعتراض نمبر 2:

مرزا قادیانی ظلی بروزی اور غیر تشریعی نبی ہے۔

قادیانیوں کا کہنا ہے کہ مرزا قادیانی نے کبھی بھی خود کو مستقل نبی نہیں کہا بلکہ خود کو غیر تشریعی یعنی غیر مستقل اور ظلی بروزی نبی کہا ہے جس کا معنی ہے کہ انہیں الگ سے کوئی شریعت نہیں دی گئی بلکہ وہ حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی اتباع اور فیضان سے نبی بنے ہیں نیز وہ حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے سایہ اور آپ کے فیضان کے مظہر ہیں۔

مرزا قادیانی نے لکھا ہے: "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان

معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسولِ مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علمِ غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کرکے پکارا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ، ص 4، بحوالہ روحانی خزائن، ج18، ص 211،210)

ایک اور مقام پر لکھا ہے: "میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم۔" (ایک غلطی کا ازالہ، ص 5،بحوالہ روحانی خزائن،ج18،ص212)

مزید لکھا ہے: "مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔" (ایک غلطی کا ازالہ، ص 6،بحوالہ روحانی خزائن،ج18،ص216)

اعتراض کا جواب:

جب علمائے اسلام کی جانب سے مرزا قادیانی کی گرفت کی گئی تو اس نے اپنی طرف سے صفائیاں دینا شروع کی اور امت کو مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہوئے نبوت کی نت نئی قسمیں اور اصطلاحات پیش کرنا شروع کردی۔

پہلا جواب

یہ بات یاد رکھی جائے کہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد کسی بھی مفہوم کا کوئی بھی نیا نبی نہیں آسکتا اور اس کے لئے من گھڑت اصطلاحات نکالنے کی بالکل بھی گنجائش نہیں ہے۔ غیر مستقل نبی، ظلی نبی ، بروزی نبی، امتی نبی اور اس جیسی اصطلاحات کا استعمال کرکے لوگوں کو وسوسوں میں ڈالنا سوائے مغالطے اور فریب بازی کے کچھ نہیں۔

اگر کسی طرح کے نبی کی ضرورت ہوتی تو رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس اہم منصب کا ذکر ضرورت فرماتے مگر آپ نے اپنے بعد امت میں سلسلہ خلافت کی خبر دی ہے نہ کہ سلسلہ نبوت کی۔۔ لہٰذا امت میں ایسا کوئی فرد نہیں آئے گا جسے نبوت عطا کی جائے اور کسی مناسبت سے اس کا نام نبی یا رسول رکھا جائے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 256ھ روایت کرتے ہیں:

يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل کا سیاسی انتظام انبیائے کرام

کرتے تھے، جب کبھی ایک نبی انتقال فرماتے تو دوسرے نبی ان کے پیچھے تشریف لاتے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں، خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، ص 856، رقم الحدیث:3455)

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 360ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّمَ: أَلَا إِنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَه نَبِيٌّ وَلَا رَسُولٌ، أَلَا إِنَّه خَلِيفَتِي فِي أُمَّتِي بَعْدِي

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: خبر دار! میرے اور عیسی بن مریم کے درمیان کوئی نبی اور رسول نہیں ہے، خبر دار! میری امت میں میرے بعد میرے خلیفہ ہوں گے۔"

(المعجم الاوسط للطبرانی، باب العین، من اسمہ عیسی، ج 5، ص 141، رقم الحدیث:4898)

سبحان اللہ! ان دو حدیثوں نے ظلی بروزی نبی جیسی ساری من گھڑت اصطلاحات کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا، رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد خلفا اس امت کے معاملات دیکھیں گے، یہی وجہ ہے کہ بعد میں آنے والے خلفا کا لقب خلیفۂ رسول اللہ، امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین تو ہوا ہے مگر کسی کا لقب "نبی" نہیں ہوا۔

اس بات کو امام المکاشفہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 638ھ نے اس طرح بیان کیا ہے:

قال صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: إن الرسالة والنبوة قد انقطعت، و ما انقطعت الا من وجه خاص انقطع منها مسمى النبى والرسول ولذلك قال: فلا رسول بعدى ولا نبى، ثم ابقى منها المبشرات وابقى منها حكم المجتهدين وأزال عنهم الاسم۔

یعنی رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: نبوت و رسالت منقطع ہو چکی ہے۔ اور اس انقطاع کا ایک مخصوص مفہوم ہے وہ یہ کہ نبی اور رسول کا نام منقطع ہو گیا ہے، اسی لئے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میرے بعد نہ کوئی رسول ہو گا اور نہ ہی کوئی نبی ہو گا۔ پھر فیضان نبوت سے مبشرات باقی رہے اور مجتہدین کا حکم باقی رہا لیکن ان سے نبی اور رسول کا نام دور کر دیا گیا۔

(الفتوحات المکیۃ، الباب الخامس والخمسون ومائۃ فی معرفۃ مقام النبوۃ واسرارھا، ج 3، ص 380)

لہذا امت میں کسی قسم کی نبوت باقی نہیں ہے اور نہ ہی کسی نئے نبی کی گنجائش ہے اور ان اصطلاحوں کے استعمال کرنے کا حکم شرعی یہ ہے کہ

(1) ایسی اصطلاح استعمال کرنا اگر اعتقاداً ہو یعنی ان الفاظ (ظلی بروزی نبی) کے استعمال کے ساتھ

غلام احمد قادیانی کے نبی ہونے کا اعتقاد بھی رکھا جائے تب تو اس کے کفر ہونے میں کوئی شائبہ نہیں اور اس کا قائل کافر و مرتد قرار پائے گا۔ جیسا کہ قادیانی حضرات اپنے پیشوا غلام احمد قادیانی کو اعتقاداً نبی مانتے ہیں۔

(2) ایسی اصطلاح استعمال کرنا اگر اعتقاداً نہ ہو محض اصطلاحاً ہو یعنی کسی شخص کو نبی تو نہ مانا جائے مگر اسے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی بارگاہ کا فیض یافتہ تصور کرتے ہوئے "ظلی بروزی نبی" کہا جائے تب بھی اس اصطلاح کا استعمال ناجائز و حرام ہے، اس لئے کہ ان الفاظ میں کفری معنی موجود ہے اور فقہ کا قائدہ ہے "اِیْھَامُ الکُفْرِ کافٍ لِلْمَنْعِ" یعنی جن الفاظ میں کفر کا شائبہ موجود ہو اس کا استعمال بھی ناجائز و حرام ہوتا ہے۔

دوسرا جواب

مرزا قادیانی نے ظلی بروزی اصطلاحات کا استعمال لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کیا ہے ورنہ نبی کی جو شرعی عرفی تعریف بنتی ہے اسے اپنے لئے ثابت کیا ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1367ھ لکھتے ہیں: "نبی اُس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے وحی بھیجی ہو۔"

(بہارِ شریعت، ج1، ص28)

نبوت کی تعریف جاننے کے بعد اب مرزا قادیانی کی تحریریں ملاحظہ کریں کہ کس طرح اس نے خود کو ہدایت کے ساتھ اور ہدایت کے لئے بھیجا جانے والا نبی بتایا ہے۔

مرزا قادیانی ہدایت و دینِ حق کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا گیا ہے (معاذ اللہ)

مرزا قادیانی لکھتا ہے: "اُن میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے ھو الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ دیکھو صفحہ 498 براہینِ احمدیہ۔ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کرکے پکارا گیا ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ، ص 1، بحوالہ روحانی خزائن، ج18، ص206)

مرزا قادیانی پر نازل ہونے والی وحی قرآن مجید کی طرح قطعی ہے (معاذ اللہ)

مرزا قادیانی لکھتا ہے: "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اِن الہامات پر اُسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اُسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی، ص211، بحوالہ روحانی خزائن، ج22، ص220)

ایک مقام پر لکھتا ہے: "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی

ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔" (اربعین نمبر 4، ص 19، بحوالہ روحانی خزائن، ج 17، ص 454)

مرزا قادیانی پر اللہ نے اتنے غیبی علوم ظاہر کیے ہیں جو ایک نبی پر ہی ظاہر کیے جاتے ہیں (معاذ اللہ)

مرزا قادیانی لکھتا ہے: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسی اور ابن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امورِ غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہوسکتے۔۔۔ اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالی نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امورِ غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی ہے۔"

(حقیقۃ الوحی، ص 390، 391، بحوالہ روحانی خزائن، ج 22، ص 406)

مزید لکھتا ہے: "اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کی رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ، ص 2، بحوالہ روحانی خزائن، ج 18، ص 208)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ کس طرح مرزا قادیانی نے خود کے لئے ثابت کیا کہ وہ بکثرت اللہ تعالی سے ہم کلام ہوتا ہے، مخاطب ہوتا ہے اور اللہ تعالی نے اُس پر اتنی غیبی باتیں ظاہر فرمادی ہیں جتنی ایک نبی پر ظاہر ہوتی ہیں اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے بعد وہی ایک شخص ہے جس پر اللہ تعالی نے اتنی نعمتیں نازل کی ہیں۔

بلاشبہ یہ تمام باتیں خود کو مستقل نبی قرار دینے کے لئے ہیں اگرچہ مغالطہ دینے کے لئے ظلی بروزی یا غیر مستقل نبی کا لفظ استعمال کیا جائے۔

تیسرا جواب

مرزا قادیانی کے بقول وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی کامل اتباع اور باطنی فیوض سے فیضیاب ہو کر نبی بنا ہے۔

اگر یہ بات تسلیم کرلی جائے تو مرزا قادیانی ہی کیوں؟ حضراتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی بننے کے زیادہ حقدار تھے کیونکہ امت میں اتباعِ رسول صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم میں ان سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے نیز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فیضان براہِ راست ان پر جاری ہوا ہے۔ ان باتوں کا اقرار خود مرزا کو ہے۔ اقتباسات ملاحظہ کریں۔

(1) "أن الصحابة كلهم كانوا كجوارح رسول الله

صلعم[1]، فبعضهم کانوا کالعیون و بعضهم کانوا کالآذان و بعضهم کالأیدی و بعضهم کالأرجل من رسول الرحمان

(یعنی بے شک تمام صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اعضائے جسمانی کی طرح تھے، بعض صحابہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آنکھوں کی طرح تھے، بعض کانوں کی طرح، بعض ہاتھوں کی طرح اور بعض پیروں کی طرح۔فورم)۔"

(سر الخلافۃ، ص21، بحوالہ روحانی خزائن، ج8، ص341)

(2) "اُن (یعنی صحابہ کرام) کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر و باطن میں انوارِ نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویریں تھے۔" (فتحِ اسلام، ص36، بحوالہ روحانی خزائن، ج3، ص21)

(3) "و کان شدید التعلق بالمصطفی و التصقت روحه بروح خیر الوری... وإنه کان نسخة إجمالیة من کتاب النبوة... و من بقیة طین النبیین

"یعنی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مصطفی کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے تعلق بہت زیادہ تھا اتنا کہ آپ کی روح خیر الوری صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی روحِ مبارک سے مل گئی تھی۔۔۔ اور ابو بکر صدیق کتابِ نبوت کا ایک اجمالی نسخہ تھے۔ اور آپ انبیائے کرام کی پاک مٹی کا بقیہ حصہ تھے۔ عارفین۔" (سر الخلافۃ، ص 32، بحوالہ روحانی خزائن، ج8، ص355)

(4) "حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا۔"

(ایام الصلح، ص 35، بحوالہ روحانی خزائن، ج14، ص265)

آپ نے ملاحظہ کیا۔۔ خود مرزا قادیانی کے نزدیک صحابہ کرام خصوصا سیدنا ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اتنا قربِ خاص رکھتے تھے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں تو نبی بننے کے زیادہ حقدار تو یہ مقدس ہستیاں ہونی چاہئے تھی نہ کہ 1300 سال بعد پیدا ہونے والا جھوٹا و مکار قادیانی۔

اللہ کریم مسلمانوں کو قادیانی فتنے سے محفوظ فرمائے اور امت کو اس مکار فتنے سے نجات دلائے۔ (آمین)

---

(1)۔: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ صلعم لکھنا یا صرف ص لکھنا ناجائز و حرام ہے جیسا کہ "حاشیۃ الطحطاوی" میں ہے:

(ویکره الرمز بالصلاة والترضي بالکتابة، بل یکتب ذلک کله بکماله، وفي بعض المواضع عن "التتارخانیة": من کتب علیه السلام بالهمزة والمیم یکفر؛ لأنّه تخفیف وتخفیف الأنبیاء کفر بلا شک ولعله إن صحّ النقل فهو مقید بقصده وإلاّ فالظاهر أنّه لیس بکفر وکون لازم الکفرکفراً بعد تسلیم کونه مذهباً مختاراً محله إذا کان اللزوم بینا نعم الاحتیاط في الاحتراز عن الإیهام والشبهة). "حاشیة الطحطاوي" علی "الدر المختار"، مقدمة الکتاب، ج۱، ص۶۔ و"الفتاوی الرضویة"، ج۶، ص۲۲۱۔۲۲۲، ج۲۳، ص۳۸۷۔۳۸۸.

ختم نبوت کے تحفظ میں صدیقی خانوادے کی خدمات

از: مولانا زوہیب علی

یقیناً ختم نبوت ایک ایسا عقیدہ ہے جس پر تمام امت مسلمہ کا اجماع ہے بلکہ یہ ایسا اجماع ہے جو اصحاب رسول کہ دور سے لے کے اج تک اپنی اب و تاب کے ساتھ چمک نمک رہا ہے۔ اس اجماع کے اوپر اصحاب رسول سے لے کے اج تک کسی دور میں کمپرومائز یا سمجھوتہ کرنا نہیں پایا گیا اور نہ ہی پایا جا سکتا ہے کہ اس عقیدے کو قران مجید میں واضح الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے اور پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے تقریبا 210 مقامات پر اس کی تشہیر موجود ہے۔

پھر اصحاب رسول کا عمل بھی ایسا ہے کہ وہ لائق تقلید ہے اصحاب رسول نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ناموس پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ختم نبوت پر کسی بھی طرح کا کوئی کمپرومائز یا سمجھوتہ نہیں کیا۔ مشکل سے مشکل ترین حالات ہوں یا کوئی بڑی سے بڑی رکاوٹ سامنے اجائے اصحاب رسول رضی اللہ تعالی عنہم نے کبھی بھی اس عقیدے پر سمجھوتہ نہیں کیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کسی کو نبوت ملنا ناممکن ہے، یہ دینِ اسلام کا ایسا بنیادی عقیدہ ہے کہ جس کا انکار کرنے والا یا اس میں ذرہ برابر بھی شک وشبہ کرنے والا کافر و مرتد ہو کر دائرۂ اسلام سے نکل جاتا ہے۔

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالی عنہ جنگ فرماتے ہوئے زخموں سے چور چور تھے لیکن پھر بھی آپ نے جو فرمایا وہ قابل تقلید ہے بلکہ وہی اصل مقصد حیات ہے۔ آپ نے فرمایا:

لا عذر لكم عند الله إن خلص إلى نبيكم ومنكم عين تطرف

تمہارا اللہ کے ہاں کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا اگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا کوئی دشمن پہنچ جائے اور تم آنکھ بچا رہے ہو۔

اللہ اللہ کتنے واضح الفاظ ہیں کتنے خالص الفاظ ہیں اور اصحاب رسول کا حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر جان

فدا کرنا کس قدر عام ہے۔ کسی کے جسم کو 70 زخم لگے ہوں تو اس کو اپنی ہوش بھی نہیں رہتی لیکن اصحاب رسول پہ جان قربان کیا نظارہ ہے اتنے زخم لگنے کے باوجود جسم کا زخموں سے چور ہونے کے باوجود فرمارہے ہیں اللہ کے ہاں تمہارا کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا اس حال میں کہ ایک حضور علیہ الصلوۃ والسلام تک کوئی دشمن آپہنچے یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر کوئی دشمن حملہ کر دے اور تم یہ سوچ کر پیچھے ہٹ جاؤ میں تو اکیلا ہوں دشمن بہت زیادہ ہے میں کیا کر سکتا ہوں، یا میں کیسے کفایت کر سکتا ہوں۔ اس سوچ کی وجہ سے اگر کوئی بندہ یہ سوچ رہا ہے کہ کل قیامت میں وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ناموس میں اللہ پاک کے ہاں ادھر پیش کر سکتا ہے تو حضرت سعد بن ربیع فرماتے ہیں اس کا عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔

یہ صرف ایک مقام ہے اس کے علاوہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ختم نبوت کی بات ہو یا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ناموس کی بات ہو اصحاب رسول کبھی بھی پیچھے نہیں رہے بلکہ اپنے استطاعت سے بڑھ کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دفاع کے لیے نکلے ہیں اور کیوں نہ ہو

اصل الاصول بندگی اس تاجوَر کی ہے

یہ بات تو ہر کسی پر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر جانثاری کے معاملے میں افضل البشر بعد الانبیاء والمرسلین جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آگے کوئی نہیں حتی کہ مسیلمہ کذاب جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات مبارکہ میں نبوت کا دعوی کر دیا تھا۔ اس فتنہ کی سرکوبی میں بھی جناب صدیق اکبر ہی تھے جنھوں نے سب سے پہلے ختم نبوت پر پہرا دیا اور فتنہ مسیلمہ کذاب کو خاک میں ملا دیا۔

سیدنا صدیق اکبر نے ساری ریاست کو صرف اس ایک عقیدہ یعنی ختم نبوت کے تحفظ پر لگا دیا بنا اس بات کی پرواہ کیے کہ دشمن حملہ کر دے گا ساری فوج تو فتنہ کی سرکوبی میں ہے۔ حضرت صدیق نے صحابہ کرام میں سے مہاجرین و انصار اور تابعین کا ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسیلمہ کے خلاف جہاد کے لیے یمامہ کی طرف روانہ کیا۔

جمہور صحابہ میں سے کسی ایک نے بھی اس پر انکار نہ کیا اور کسی نے نہ کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں، کلمہ گو ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اُن کو کیسے کافر سمجھ لیا جائے۔ بلکہ سب نے اجماعی طور پر اس کو کافر جانا اور فتنہ کی سرکوبی فرمائی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی

میں 24 ہزار کا لشکر بھیجا گیا تھا جس نے مُسَیلمہ کذّاب کے 40ہزار کے لشکر سے جنگ کی، تاریخ میں اسے "جنگِ یمامہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس جنگ میں 1200 مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا جن میں 700 حافظ و قاریِ قراٰن صحابہ بھی شامل تھے جبکہ مُسَیلمہ کذّاب سمیت اس کے لشکر کے 20ہزار لوگ ہلاک ہوئے اور اللہ پاک نے مسلمانوں کو عظیم فتح نصیب فرمائی۔

(الکامل فی التاریخ،2 / 218 تا224، سیرتِ سید الانبیاء مترجم، ص608، 609، مراٰۃ المناجیح، 3 / 283)

مفکرِ اسلام حضرت علّامہ شاہ ترابُ الحق قادری رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دس سالہ مدنی دور میں غزوات اور سرایا ملا کر کُل 74 جنگیں ہوئیں جن میں کُل 259 صحابہ شہید ہوئے جبکہ مُسَیلمہ کذّاب کے خلاف جو "جنگِ یمامہ" لڑی گئی وہ اس قدر خونریز تھی کہ صرف اس ایک جنگ میں 1200 صحابہ شہید ہوئے جن میں سات سو حفاظ صحابہ بھی شامل ہیں۔

(ختمِ نبوت، ص83)

حضرت علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی میٹھی علیہ الرحمہ نے قادیانیوں کے رد میں کتاب مرزائی حقیقت کا اظہار لکھی اس کا عربی میں *المراۃ* اور انگریزی میں *The mirror* کے نام سے ترجمہ بھی شائع ہوا۔

مجاہدین ختم نبوت میں ایک نام ہیر علاؤ الدین صدیقی علیہ الرحمۃ کا بھی آتا ہے۔

حضرت علامہ علاؤالدین صدیقی پنجاب یونیورسٹی لاہور کے سابق وائس چانسلر، عظیم مفکر، شعلہ بیاں خطیب، لاجواب منتظم اور متبحر عالم دین اور جامع الصفات شخصیت کے حامل تھے۔ تحریک پاکستان میں ان کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ وہ امت مسلمہ کے اتحاد و یگانت کے بڑے داعی اور علمبردار تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی دعوت دین اور خدمت اسلام کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ آپ نے تحریک ختم نبوت 1953ء میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ہر صوبہ اور علاقہ میں ختم نبوت کانفرنسوں اور اجتماعات میں اپنی شعلہ نوا تقریروں سے عوام کے دلوں کو گرمایا اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبے کو بیدار کیا۔

تحفظ ختم نبوت کی کانفرنسوں میں ایمان پرور تقریریں کر کے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ وجہ تخلیق کائنات اور شاہکار منشائے ربانی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق کا نتیجہ تھا کہ حق بات بر محل کہہ دیتے تھے۔ 1953ء میں تحریک ختم نبوت ملک گیر

صورت اختیار کر گئی۔ بے شمار طلبہ صدائے اللہ اکبر پر پروانہ وار فدا ہوتے چلے گئے اور لاتعداد نوجوانانِ وطن نے جام شہادت نوش کیا۔ لاہور میں مارشل لاء نافذ ہو گیا، جمعہ کا دن تھا، جناب علامہ علائو الدین صدیقی پہلے سے ہی مسجد شاہ چراغ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے ختم نبوت کے موضوع پر حد درجہ پر جوش خطاب شروع کر دیا کہ اتنے میں اچانک گھوں گھوں کی سی آواز سنائی دی، یہ آواز جنرل اعظم خان کی مشین گنوں سے مسلح جیپ کی تھی جو جی پی او کے چوک میں آکر رکی تھی۔

جناب علامہ صدیقی خطابت میں معمول سے زیادہ جوش میں تھے۔ حاضرین نے نعرہ ختم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بلند کیا۔ اس وقت فضا بالکل ساکن تھی۔ اس آن علامہ صدیقی نے جنرل اعظم کو مخاطب کر کے کہا:

"تمہاری بندوق کی گولیاں اگر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگانے والوں کے سینوں کو چھید سکتی ہیں تو پہلے میرے سینے پر گولی لگنی چاہیے۔"

کچھ توقف کے بعد جنرل اعظم کی جیپ چلی گئی۔ لاہور کی خون آلود سڑکیں اہل لاہور کو خوب یاد ہیں۔ شہدائے ختم نبوت کے خون کا نقشہ آج بھی زندہ جاوید ہے اور ابد الآباد تک زندہ رہے گا۔

(مجاہدین ختم نبوت۔ ویب)

ماہنامہ اردو ڈائجسٹ کے مدیر اعلیٰ جناب الطاف حسن قریشی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

"یہ غالباً 1953ء کی سردیوں کا ذکر ہے۔ میں اُن دنوں ایم اے علوم اسلامیہ کا طالب علم تھا۔ ہماری کلاسیں دن میں دو بار لگتی تھیں۔ ایک صبح سات بجے سے لے کر نو بجے اور پھر شام کو چار بجے سے لے کر رات کے آٹھ نو بجے تک اور اگر ہمارے استادِ مکرم علامہ علاؤ الدین صاحب صدیقی کسی اہم مسئلے پر گفتگو فرماتے تو رات کے گیارہ بارہ بھی بج جاتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک بار جھوٹے مدعیان نبوت پر بات چل نکلی تو جناب علامہ نے پوری اسلامی تاریخ سمیٹ کر رکھ دی اور آخر میں بڑے دلدوز لہجے میں فرمایا:

"تاریخ کے کسی بھی حصے میں امت مسلمہ نے جھوٹے نبی کو برداشت نہیں کیا اور اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھی جب تک اپنے آپ کو جھوٹے نبی کے ناپاک وجود سے پاک نہیں کر لیا، لیکن اہل پنجاب کی بے غیرتی نے پوری اسلامی تاریخ کی غیرت کو مجروح کیا۔ ہائے! دیوانوں کو غیرت نہ آئی۔" اُس رات ایک بج گیا تھا اور شدید سردی کے باوجود ہمیں غیرت کے پسینے آتے رہے۔"

(ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور جولائی 1968ء)

خاندان صدیق کے مجاہدین ختم نبوت میں بہت

بڑا نام اور شاید کہ اتنا بڑا نام ہے کہ ان کے بعد قیامت تک کوئی اتنا بڑا نام نہ ہو۔ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ نے جو قادیانیوں کو سرکاری طور پر ریاست میں کافر و مرتد قرار دینے کا جو کام کیا ہے ان شاء اللہ وہ قیامت تک یاد رکھا جائے گا۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے سلسلہ میں حضرت نورانی میاں کی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ انھوں نے بے شمار قادیانی مبلغین سے مناظرے کیے اور انھیں ہمیشہ شکست فاش دی۔ آپ نے بیرون ممالک میں قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا مسلسل تعاقب کیا۔ انھوں نے آئین پاکستان میں مسلمان کی تعریف شامل کروائی۔ 30 جون 1974ء کو آپ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے کے لیے قومی اسمبلی میں تاریخی قرارداد پیش کی۔ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو اپنی جماعت کے عقائد کے بارے میں صفائی اور موقف پیش کرنے کا مکمل اور آزادانہ موقع دیا گیا۔ 13 دن تک اس پر جرح ہوئی۔ بعد ازاں ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بناء پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ مولانا نورانیؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد کی سعادت اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشی اور مجھے یقین کامل ہے کہ بارگاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں میرا یہ عمل سب سے بڑا وسیلہ شفاعت و نجات ہوگا۔"

حضرت امام نورانی ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"1974ء کی تحریک ختم نبوت میں قادیانی خلیفہ مرزا ناصر قادیانی جماعت کی طرف سے محضر نامہ پڑھنے کے لیے جب قومی اسمبلی میں آیا تو خدا کی قدرت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعجاز دیکھنے میں آیا کہ جس وقت اس نے محضر نامہ پڑھنا شروع کیا تو اسمبلی کے اس بند ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں اوپر کے چھوٹے پنکھے سے ایک پرندے کا پر جو غلاظت سے بھرا ہوا تھا، سیدھا اس محضر نامے پر آکر گرا۔ جس سے مرزا ناصر ایک دم چونکا اور گھبرا کر کہا "I am disturbed" مرزا ناصر کی بدحواسی، ذلت آمیز پریشانی اور اس عجیب و غریب واقعہ پر اراکین اسمبلی ششدر رہ گئے کیونکہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی غلاظت اوپر چھت سے اس طریقہ سے گری ہو۔"

ایک دفعہ آگرہ کے اکبر عادل صاحب سی۔ ایس۔ پی ریٹائرڈ سیکرٹری وزارت صنعت و حرفت حکومت پاکستان نے پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب سے ذکر کیا کہ "آپ کے صدر جمعیت، عجیب آدمی ہیں کہ

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی اپنی پیش کردہ قرارداد سے دو لفظوں کے اخراج پر انھیں بہت بھاری رقم مل رہی تھی جو انھوں نے ٹھکرا دی۔

مفصل واقعہ بیان کرتے ہوئے انھوں نے بتایا کہ اسلام آباد میں تحریک ختم نبوت 1974ء کے دوران میرے مکان پر علامہ شاہ احمد نورانی کی دعوت تھی۔ کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ قادیانی لاہوری گروپ سے تعلق رکھنے والے بعض سرکردہ لوگ وہاں آئے اور پوچھا کہ کیا آپ کے ہاں مولانا نورانی تشریف فرما ہیں، ہم ان سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان لوگوں کو اندر لے گیا اور حضرت نورانی صاحب سے کہا کہ یہ لوگ آپ سے کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کیا بات ہے؟ ان لوگوں میں تین چار اعلیٰ سرکاری افسر بھی تھے۔ ایک صاحب نے کہا جناب آپ نے قومی اسمبلی میں اپنی پیش کردہ قرارداد میں لاہوری گروپ کو بھی غیر مسلم قرار دیا ہے حالانکہ ہم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے بلکہ مجدد مانتے ہیں۔ لہٰذا آپ کی قرارداد میں ہمارا ذکر درست نہیں ہے۔ آپ یوں کریں کہ اپنی قرارداد سے ہمارا نام نکال دیں، ہم اس کے عوض آپ کو پچاس لاکھ روپے پیش کرتے ہیں۔

(یاد رہے 1974ء میں پچاس لاکھ روپے کروڑوں بلکہ اربوں کے برابر تھے) اس پر علامہ نورانی طیش میں آ گئے اور بلند آواز میں فرمایا، "او کم نصیبو! ہمارا سودا تو دربار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو چکا ہے۔ ہم آپ کی پیشکش جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں، اس لیے کہ ہمارا جوتا اس پیش کش سے کہیں زیادہ قیمتی ہے۔ مرزا قادیانی جھوٹا مدعی نبوت ہے اور جو اسے مجدد یا مسلمان مانتا ہے، وہ بھی کافر ہے اور میری قرارداد سے کوئی لفظ حذف نہیں ہو گا آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں ورنہ آپ کے لیے اچھا نہ ہو گا۔" اس پر وہ لوگ چلے گئے تو علامہ نورانیؒ نے فرمایا کہ بڑی بڑی اعلیٰ حکومتی شخصیات سفارش کرتی ہیں کہ صاحب! ان لوگوں کا آپ کیوں ذکر لے آئے ہیں۔ یہ تو نبی نہیں مانتے لیکن الحمدللہ! اللہ کریم نے استقامت عطا فرمائی۔ یہ پیسے آنی جانی چیز ہے۔ اصل دولت ایمان کی دولت ہے جو سرمایۂ آخرت ہے۔"

کسی نے کیا خوب کہا تھا: "مولانا نورانی نہ جھکتا ہے نہ بکتا ہے۔ (مجاہدین ختم نبوت۔ ویب)

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ مجاہدینِ ختم نبوت کے صدقے ہمیں عقیدۂ اہلسنت میں مضبوطی اور استقامت عطا فرمائے اور ایمان پر موت نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ خاتم النبیین و خاتم المعصومین
علیہ افضل الصلوات و التسلیمات

ختم نبوت کے تحفظ میں علامہ شاہ احمد نورانی کا کردار

از: مولانا بلال احمد شاہ ہاشمی

عقیدہ ختم نبوت ہمارا بنیادی عقیدہ ہے، اسے ماننے کے سِوا ایمان نہیں بچتا، یہ عقیدہ جتنا ضروری ہے اس کا تحفظ بھی اُسی قدر ضروری ہے۔

ابتدائے اسلام سے آج تک مسلمانانِ عالَم اس عقیدے کا تحفظ کرتے آئے ہیں، اگر فدایان ختم نبوت کی فہرست تیار کی جائے تو دفتر کے دفتر بھر جائیں۔

انہی فدایان ختم نبوت و محافظین ختم نبوت میں ایک نام قائد ملت اسلامیہ علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا آتا ہے، ملک پاکستان میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کردار نمایاں اور خدمات قابل قدر ہیں۔

آپ کی زندگی کا اہم ترین مشن ملک پاکستان میں نظام مصطفی کا نفاذ تھا، پاکستان میں اس مقدس مشن کے نفاذ کے لیے آپ کی مساعی کسی پر مخفی نہیں، آپ نے اپنی ساری زندگی اس عظیم مقصد کے لیے وقف کر رکھی تھی حتی کہ آخری سانس تک اس مقصد کے حصول میں مصروف عمل رہے۔

تحریک ختم نبوت 1953 میں آپ کا کردار

1953 میں جبکہ ملک پاکستان کو معرض وجود میں آئے کچھ عرصہ ہی ہوا تھا اور فتنہ قادیان بھی آج کی بنسبت تب زیادہ عروج پر تھا اور تازہ دم بھی۔ تو اس وقت عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی تحریک چلی (اس تحریک کا مطالبہ یہ تھا کہ ظفر اللہ مرزائی کو وزارت خارجہ کے منصب سے معزول کیا جائے اور مرزائیوں قادیانیوں کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے) جس کی سرپرستی وطن عزیز کی مقتدر شخصیات اور اکابر علمانے کی، قائدین و عمائدین کو گرفتار کر لیا گیا، مختلف ہنگامہ آرائیاں کی گئیں۔ تب عوام کو سنبھالنے والے علامہ نیازی و نورانی تھے۔ اس وقت علامہ نورانی صاحب کا شباب پورے آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا، علامہ نورانی صاحب نے تب بھی مقدور بھر کوششیں کیں اور خاطر خواہ کامیابی ملی۔

آپ نے 1953 کی تحریک ختم نبوت میں بھر پور حصہ لیا، یوں کہہ لیجیے کہ تب ہی آپ کی عملی زندگی کا آغاز ہوا۔

اس سلسلے میں آپ کی جہد مسلسل کسی سے مخفی نہیں۔ آپ چونکہ مسلمانوں کے مذہبی وسیاسی رہنما و قائد تھے، اس لیے آپ کی ہی ذات ہے جس نے ہر جگہ ختم نبوت پر پہرہ دیا۔ منبر و محراب سے لے کر قومی اسمبلی و سینٹ تک آپ نے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کیا، آپ کی آواز ایسی مضبوط و توانا آواز تھی کہ بالآخر پاکستان کی حکومت و اسمبلی کو یہ قرارداد منظور کرنی پڑی کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں، حالانکہ یہ کام آسان نہ تھا، یہ آپ کا ہی خاصہ تھا جو کر گئے۔

قرارداد ختم نبوت 1974 میں آپ کا کردار

1974 میں پاکستان کے آئین میں ایک اہم بات کا اضافہ ہوا، وہ یہ کہ قادیانیوں کو سرکاری و ملکی سطح پر کافر قرار دیا گیا اور قادیانیت کی تبلیغ و تعلیم پر پابندی عائد کردی گئی۔ اس اہم ترین قانون کی قرارداد پیش کرنے والی شخصیت نام الشاہ احمد نورانی صدیقی ہے، اگرچہ اس معاملے میں آپ کی تائید و معاونت کرنے والے اور لوگ بھی تھے، مگر اصل کام آپ نے ہی کیا۔

اس قرارداد کا منظر نامہ اختصار کے ساتھ ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

"واقعہ کچھ یوں ہے کہ 30 جون 1974 کو قائد ملت اسلامیہ مبلغ اسلام علامہ شاہ احمد نورانی نے پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم و کافر قرار دینے کے لئے قرارداد پیش کی، اس رائے و قرارداد کو ایوانوں میں مقبولیت عامہ مل گئی اور اس پر مرحلہ وار کام شروع ہو گیا۔ ابتدا میں 22 اراکین اسمبلی نے تائیدی دستخط کیے جن کی تعداد بعد میں 37 ہو گئی۔ اس قرارداد کے سامنے آتے ہی ساری قادیانیت کے ایوانوں میں کہرام مچ گیا۔ 7 ستمبر 1974 کو اس متعلق تاریخ ساز فیصلہ ہونا تھا، ساری مسلم قوم اس اہم ترین فیصلہ کے انتظار میں تھی، بالآخر اس قرارداد کو ملک پاکستان کے اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار بھٹو کی موجودگی میں منظور کرا لیا گیا۔ اس فیصلہ کی وجہ سے قادیانیت کے محلات زمین بوس ہو گئے اور قادیانیت کے گھر موت سا منظر پیش کرنے لگے۔ اس کے برعکس پاکستانی مسلمان اس فیصلہ سے بے حد خوش تھے بلکہ اپنی خوشیاں بانٹنے لگے۔ اس طرح علامہ شاہ احمد نورانی کے توسط سے قادیانیت کا 90 سالہ فتنہ اختتام کو پہنچا۔"

علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کی ساری زندگی ملک پاکستان میں نظام مصطفی کے نفاذ و تحفظ اور ملکی سالمیت واستحکام کی جدوجہد میں گزری۔

مفتی منیب الرحمن صاحب لکھتے ہیں: "(علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی) 1968 میں مرکزی جماعت اہلسنت میں عملی طور پر متحرک ہوئے، 7 دسمبر 1970 کے انتخابات میں آپ جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے، پھر قومی اسمبلی میں جمعیت علمائے پاکستان کے پارلیمانی قائد منتخب ہوئے، بعد ازاں آپ دوبار سینیٹر بھی منتخب ہوئے۔ 1972 میں آپ جمعیت علمائے پاکستان کے صدر بنے اور تاحیات اس منصب پر فائز رہے۔ 1972 میں عالمی سطح پر اسلام کی تبلیغ کے لیے آپ نے ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد

رکھی اور دنیا کے بیشتر ممالک کے بڑے شہروں میں اس کے مراکز قائم کیے۔ آپ کی زندگی کا سب سے قابل افتخار کارنامہ قومی اسمبلی میں ارتداد قادیانیت کی قرارداد پیش کرنا ہے، جسے بعد میں طویل بحث کے بعد پارلیمنٹ نے 7 ستمبر 1974 کو منظور کیا، اس سال اُس کا جشن زریں منایا جارہا ہے۔ ہمیں یہ بات تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں کہ اس عظیم ہدف کو حاصل کرنے میں پارلیمنٹ کے اندر اور باہر تمام مکاتب فکر کے علماء کی اجتماعی کاوشیں شامل تھیں۔"

آپ مزید لکھتے ہیں: "بھٹو دور حکومت میں ارکان پارلیمنٹ کو نوازنے کے لیے کاروں کے پرمٹ اور پھر جونیجو دور حکومت میں پلاٹوں کی الائمنٹ اور بجٹ میں ارکان پارلیمنٹ کے لیے ترقیاتی فنڈ مختص کرنے کی رسم قبیح جاری ہوئی جو اب تک کسی نہ کسی صورت میں جاری ہے۔ مگر استحقاق کے باوجود قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی نے نہ کار کا پرمٹ لیا، نہ پلاٹ یا کوئی اور مراعات لیں، سو ان کا دامن سیاست بے داغ رہا، اجلا رہا، پس وہ یقینا اس نعرے کا مصداق تھے: "حق و صداقت کی نشانی، شاہ احمد نورانی"۔

علامہ شاہ احمد نورانی نے قناعت سے بھرپور زندگی گزاری، صدر کراچی میں مسجد قصاباں کے متصل پرانی طرز کے دو کمروں کے فلیٹ میں بطور کرائے دار رہے، وہیں وہ سیاست دانوں اور حکمرانوں سے ملاقاتیں کرتے، انھوں نے سنت مصطفیٰ کو اپناتے ہوئے فقر اختیاری کو اپنا شعار بنائے رکھا، چمک دمک کے اسیر نہ ہوئے، علامہ اقبال نے کہا ہے:

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاج سردارا

(روزنامہ دنیا، 07 ستمبر، 2024)

قائد ملت اسلامیہ نے ایک مرتبہ دوران خطاب قادیانیت کی چالبازیوں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: "ایمان ایک ایسی قوت ہے جس کی بے شمار برکات ہیں اور تحفظ ختم نبوت خالصتاً ایمانیات کا مسئلہ ہے جس کے لیے ہم اپنے خون کا آخری قطرہ بھی قربان کرنا سعادت سمجھتے ہیں۔ قادیانی حکومت کے کلیدی عہدوں پر فائز ہو کر مالی اور سیاسی فوائد حاصل کر رہے ہیں حالانکہ وہ اقلیت میں ہیں۔ وہ پاکستان میں اپنی وہی پوزیشن بنانا چاہتے ہیں جو امریکہ میں یہودیوں نے بنالی ہے۔ اگر یہ فتنہ اس طرح پروان چڑھتا رہا تو آئندہ اس ملک پر ان کا قبضہ ہو گا اور ان کی مرضی کے بغیر کوئی حکومت نہ کر سکے گا۔ مرزائیت، یہودیت کی گود میں پروان چڑھ رہی ہے، مذہب کا تو ان لوگوں نے لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قادیانیت ایک بہت بڑی خطرناک سیاسی تحریک ہے اور صیہونیت کی ذیلی تنظیم ہے جو مسلمانوں کے اندر رہ کر مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا سامان پیدا کر رہی ہے۔ ہر مسلمان کو ان کے خلاف جدوجہد کرنی چاہیے۔"

آپ کی زندگی جہد مسلسل سے عبارت ہے، آپ کی خدمات کو کسی صورت بھلایا نہیں جاسکتا۔

رب تعالیٰ ہمیں آپ کے صدقے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کوشاں رہنے کی توفیقات عنایت فرمائے۔ آمین

ختم نبوت کے تحفظ میں عصر حاضر کے واعظین کی ذمہ داریاں

از: دانیال سہیل عطاری

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَلَا عُدۡوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشۡرَفِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡن

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے محبوب کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا! "جو مجھ پر 1 مرتبہ درود بھیجے اور وہ قبول ہو جائے، تو رب العالمین اس کے 80 برس کے گناہ مٹا (معاف) دے گا۔" (در مختار و رد المختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل فی بیان تالیف الصلاۃ الی انتہائہا، 2\284)

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اپنے محبوب کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کی نبوت پر اختتامی مہر لگاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا (۴۰)

ترجمہ کنزالایمان: "محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔" (الاحزاب: 40)

تفسیر صراط الجنان میں آیت کے اس حصے (وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ:) اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں ۔۔ کہ متعلق مفتی قاسم عطاری صاحب فرماتے ہیں! یعنی محمد مصطفی صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم آخری نبی ہیں کہ اب آپ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نبوت آپ پر ختم ہو گئی ہے اور آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتّٰی کہ جب حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔ (خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: 40، 3/503)

اسکے علاوہ کئی آیات قرآنیہ محبوب کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ اور کثیر احادیث رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آپ کے آخری نبی ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ چند احادیث کو یہاں ذکر کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

1۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک رسالت اور نبوت ختم ہوگئی، اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہے، نہ کوئی نبی۔

(ترمذی شریف، کتاب الرؤیا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم باب ذھبت النبوۃ و للقیت المبشرات، 4/121، حدیث 2,279)

2۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا اور میں تمام پیغمبروں کا خاتم ہوں اور یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلی شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلے شفاعت قبول کیا گیا ہوں اور یہ بات فخر کے طور پر ارشاد نہیں فرماتا۔

(مجمع الاوسط، باب المؤسط، من اسمہ: احمد 1/63، حدیث 17)

3۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ نے میرے لئے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

(اور حدیث کے آخر میں ارشاد فرمایا ہے کہ): کہ عنقریب میری اُمّت میں تیس کذّاب ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ جنتی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(ابو داؤد شریف، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلھا، 4/132، الحدیث 4252)

4۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیائے کرام علیہمُ السلام کی مثال اس شخص کی طرح ہے، جس نے بہت حسین و جمیل ایک گھر بنایا۔ مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس کے گرد گھومنے لگے اور تعجب سے یہ کہنے لگے کہ اس نے یہ اینٹ کیوں نہ رکھی؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں (قصرِ نبوت کی) وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

(مسلم شریف، کتاب الفضائل، باب ذکر کونہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم خاتم النبیین، صفحہ 1255، حدیث 22)

5۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: بے شک میرے متعدد نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ پاک میرے سبب کُفر کو مٹاتا ہے، میں حاشر ہوں،

میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا، میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔(ترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی اسماء النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، جلد8، صفحہ 382، الحدیث 2849)

6۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور پر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میں اللہ پاک کے حضور لوحِ محفوظ میں خاتم النبیین (لکھا) تھا، جب حضرت آدم علیہ السلام اپنے مٹی میں گُندھے ہوئے تھے۔

(مسند امام احمد، مسند الشامیین، حدیث العرض بن ساریہ عن النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، 6/87، حدیث 17163)

7۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دو کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔(ترمذی شریف، کتاب الرؤیا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم باب ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات، 4/121، حدیث 2،279)

نہیں ہے اور نہ ہوگا بعد آقا کے نبی کوئی
وہ ہیں شاہِ رُسل، ختمِ نبوت اس کو کہتے ہیں
لگا کر پُشت پر مہرِ نبوت حق تعالیٰ نے
انہیں آخر میں بھیجا، خاتمیت اس کو کہتے ہیں
(قبالہ بخشش، ص115)

یہ احادیث مبارکہ محبوب کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فرماتے ہیں!

عقیدہ ختمِ نبوت:

وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

یہ نص قطع قرآنی ہے، اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا، نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا، قطعاً اجماعاً کافر، ملعون، مُخلّد النیرانِ یعنی ہمیشہ کے لئے جہنمی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، رسالہ جزاء اللہ عدوہ باباہ ختمِ نبوۃ، 15/630)

قرآن و حدیث میں ختم نبوت کی اہمیت و ضرورت جس طرح بیان کی گئی ہے اس پر سب سے پہلے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے پہرا دیا۔ اور ہر دور کے مسلمانان امت نے بھی اس پر خوب پہرا دیا۔ اور ہر دور کے علماء کے ساتھ ساتھ واعظین نے اپنے وعظ سے ختم نبوت پر پہرہ دیتے آئیں ہیں۔ اسی طرح اس دور میں بھی واعظین نے اپنی خدمات سر انجام دی ہیں۔ دور حاضر کے واعظین میں سے اگر نام لیا جائے تو شہر کراچی سے ایک نام بلند ہوتا ہے جس ہستی کو لوگ آج بھی "مرد حق مرد مومن" جیسے القاب سے یاد کرتی ہے۔ جن کا نام "شاہ تراب الحق قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ" ہے آپ نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر ختم نبوت کا ایسا پہرا دیا کہ عوام آج بھی مثالیں دیتی

ہے۔

آپ نے اپنے وعظ میں ختم نبوت کی ایسی حفاظت کی اور رد قادیانیت پر مدلل وعظ فرمائے کہ اس دور کے واعظین آپکی کی تقاریر و وعظ سن کر اپنے وعظ کا کو پر مغز بنا رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ آج کل کے دور کے واعظین جو حقیقی علم سے خالی ہیں اسی طرح عمل سے بھی خالی ہیں۔ اور اپنے بیان میں کما حقہ عقائد بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور یہ مسلک و سنیت کے نقصان کا سبب بنتی ہے۔

جب واعظین کے پاس دلیل نہیں ہو گی تو پھر سامعین کو کیسے حق بات بیان کر سکتے ہیں۔ اور واعظین میں ایک کمزوری غیر عالم ہونا بھی ہے کہ ایسے لوگ منبروں پہ آچکے ہیں۔ جو کسی مدرسے سے نہیں پڑھے ہوئے اور ایسے لوگ مسلک و سنیت کو نقصان پہنچانے میں کو قصر نہیں چھوڑتے .. ہمارے مقررین حضرات منبر پر آنے سے پہلے عقائد اہلسنت سے مکمل طور پر آگاہی کے بعد جلوہ فرما ہوں اور ذاتی بغض نکالنے کے بجائے عقائد اہلسنت کو بیان کرنا شروع کر دیں تو ہماری عوام کے عقائد درست ہو جائیں گے۔

واعظین کے نام پیغام

اگر ہمارے سٹیجوں پر ماہر علماء کی آمد و رفت لگ جائے تو عوام کو عقائد سیکھنے کا شوق پیدا ہو گا۔ تاریخ کے اوراق چھان لیں جس بھی مقرر (خطیب) کو دیکھیں گے جس نے ختم نبوت و عقائد پر گفتگو کی ہے وہ ماہر عالم و فاضل ہی تھا۔ اور اس صدی میں بھی دیکھا جائے تو ایک بہت بڑا نام جس کو دنیائے سنیت "امام اہلسنت" جیسے عظیم لقب سے جانتی ہے۔ جن کا تعلق ہند کے علاقہ بریلی سے ہے جن کا نام مبارک "امام احمد رضا خان فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ" ہے آپ نے جو ختم نبوت پر پہرہ دیا اس کی مثال نہیں ملتی۔ اور ایسی مدلل تصانیف امت مسلمہ کو عقیدہ ختم نبوت پر دی کہ آج 106 سال گزرنے پر بھی کوئی ایسا مصنف نہیں نظر آیا جو امام اہلسنت سے زیادہ مدلل کتب لکھنے والا ہو۔ یوں ہی شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت پر ایسا پہرا دیا کہ اس دور کے قادیانیوں کی نیندیں اڑا دی اور ایک ایسی ضرب (زخم) لگائی جو رہتی دنیا تک کوئی مرہم کو ٹوٹکا اس ضرب (زخم) کو بھر نہیں سکتا۔

یوں ہی ایک بہت بڑا نام قبلہ عالم تاجدارِ گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔ آپ نے لاہور جا کر مرزا غلام قادیانی کو بے نقاب کیا اور ذلت و رسوائی کے گڑھے میں ڈالا۔

اور ساتھ رد قادیانیت پر یہ کتب تحریر فرما کر رہتی کسر پوری کر دی۔ "سیفِ چشتیائی، شمس الھدایہ، تحقیق الحق" یہ کتب ہر خاص و عام کو مکاتب اہلسنت سے بآسانی مل جائیں گی۔

یہ مبارک لوگ بھی ہمارے دور کے واعظین تھے اور انکا وعظ پر اثر اس لیے تھا کہ یہ ماہر عالم تھے۔ آج کے دور کے واعظین علم سے دور ہیں اور حصول علم کے بعد اگر کسی پلیٹ فارم سے جہاں

مواقع میسر آئیں وہاں پر مدلل طریقے سے عقیدہ ختم نبوت بیان کریں۔ تو عوام اہلسنت کی ہدایت کا بڑا اساماں بننے میں مددگار ثابت ہوگی۔

غیر عالم کیلئے کسی صورت جائز نہیں کہ وہ اپنی طرف سے عقائد پر گفتگو کرے بات وہی کرنی ہوگی جو اسلاف بزرگانِ ملت نے بیان کر دی اور عقائد کی شرح کر دی گئی۔

دور حاضر کے واعظین کی ذمہ داری ہے کہ اپنے اپنے علاقے میں لوگوں کو عقیدہ ختم نبوت سے آگاہ کریں اور منکرین (مرزائی گروپوں) کی چال بازیوں سے آگاہ کریں کہ کہیں ان کی چالبازی ہماری بھولی عوام کو گمراہ نہ کردے کیوں کہ ہر طرف سے اسلام کے دشمن حملے کر رہے ہیں کوئی حرمت رسول صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم پر حملہ کر رہا ہے تو کوئی ختم نبوت صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم پر اس لیے اس پرفتن دور میں جتنا عروج واعظین کو ملا ہے اس حساب سے ان کی ذمہ داریاں بھی بڑھ گئی ہیں ہر پلیٹ فارم سے ناموس محبوب کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی حفاظت کرنا اپنا مقصد بنائیں تاکہ مخالفین کو پتا چل جائے کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے وارثین نے منبر و محراب کو سنبھال کر اسکا حق ادا کر دیا ہے۔

یہ سب تب ہی ممکن ہوگا جب واعظین اپنی اصلاح قبل از بیان کریں گے عقائد و نظریات و معمولات اہلسنت سے مکمل آگاہی حاصل کرلیں گے۔

اگر ایسا نہ ہوا تو وہ دن دور نہیں ہماری عوام عقائد سے ناآشنا ہو جائے گی۔

اس کے برعکس وہ واعظین بھی موجود ہیں جو علم میں راسخ ہیں مگر ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ اگر ہم لوگ اپنی اپنی ذمہ داری سنبھال لیں اور دشمنانِ اسلام کے خلاف ابھی سے لکھنا، بولنا شروع کردیں۔ تو آئندہ سال تک اسکے فوائد ہمارے سامنے ہوں گے۔ ہم نے ہر محاذ اسلام پر پہرا دینا ہے اور ختم نبوت سب سے مقدم ہے کیوں کہ یہ وہ معاملہ ہے جس کی محافظت کرتے ہوئے کئی سو حفاظ صحابہ کرام نے اپنی جانیں قربان کر دی تھی۔ کئی علماء نے اپنے آپ کو قربان کیا آج پھر اس کی حاجت ہے اگر ہم محبوب کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے عشق کا دعویٰ کرتے ہیں تو دعویٰ عشق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم محبوب کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی ناموس کی حفاظت کریں اور عوام اہلسنت کو حدود سے آگاہ کریں کہ یہ حد ہے اس سے تجاوز نہیں کرنی اور یہاں رہ کر ناموس محبوب کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی حفاظت کرنی ہے۔

ربِ العالمین ہمیں ناموسِ رسالت صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی ہر دم حفاظت کرنے والا بنائے ہماری نسلوں کو محافظ ناموسِ رسالت صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم بنائے آمین ثم آمین

اور منکرین کو نیست و نابود فرما کر نشان عبرت بنائے۔ آمین ثم آمین

تحفظ عقیدۂ ختم نبوت میں علماء ومشائخ کا کردار

از: محمد احمد رضا النبھانی

ختم نبوت ایک انتہائی نازک اور حساس ٹاپک ہے، دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیے کہ اقلیمِ اسلام کا ریڈ زون "ختم نبوت" ہے، اس کی اہمیت و حساسیت کو اپنے تو اپنے غیر بھی بہت جلد ہی بھانپ گئے تھے جبھی تو تاجدار ختم نبوت، مصطفی جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں ہی اسلام دشمن قوتوں نے قصرِ ختم نبوت پر قدغن لگانے کی بھرپور کوشش کی مگر دوسری طرف سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار و وفادار اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی جانیں قربان کر کے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کی، اسے کے بعد ہر زمانے میں فرزندانِ اسلام نے اس عظیم عقیدے کی حفاظت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں آج بھی اس عقیدے کی حفاظت کی ضرورت ہے بلکہ پچھلے زمانوں سے زیادہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کیونکہ اب باطل قوتیں جدید و قدیم ہر طرح کے ذرائع بروئے کار لا کر ہر جانب سے اسلام کے اس بنیادی عقیدے پر وار کر رہے ہیں۔ ایسے میں وارثانِ انبیاء مشائخ و علماء کے کاندھوں پر ذمہ داری کا بوجھ مزید بڑھ گیا، کیونکہ اہل علم ہی مرجع خلائق ہیں، لوگ ان کو سنتے، عقیدت رکھتے اور نصیحتیں حاصل کرتے ہیں، کسی علاقے کا محض امام ہی وہاں کا بے تاج بادشاہ ہوتا ہے لہذا علماء ومشائخ کا کردار تحفظ عقیدۂ ختم نبوت میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔

لہذا عصر حاضر میں ہر طرح کے وسائل کو بروئے کار لا کر عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کی اشد ضرورت ہے، دشمن سے مقابلہ کما حقہ جبھی ہو گا جب اس کی کارستانیوں فریب کاریوں کا دقیق علم ہو گا، مزید یہ کہ بدلتے زمانے کے مطابق خود کو اپ ڈیٹ کرتے رہنے سے یہ ممکن ہو گا، لہذا:

اولاً، سوشل میڈیا کی آگ گھر گھر پہنچ چکی،

حدیث مبارکہ میں ہے:

أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ: هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى إِنِّي لَأَرَى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قلعوں میں سے ایک قلعے پر چڑھے، پھر فرمایا: "کیا تم بھی وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں تمہارے گھروں میں فتنوں کے واقع ہونے کے مقامات بارش ٹپکنے کے نشانات کی طرح دیکھ رہوں۔" (البخاری باب آطام المدینۃ، رقم 1878)

سوشل میڈیا کا فتنہ موسلادھار بارش کی طرح پھیل چکا، بیٹے کے ساتھ بیٹھے باپ کو معلوم نہیں کہ بیٹا کیا اور کسے سن رہا ہے، ایک بھائی کو اپنے دوسرے بھائی کا معلوم نہیں کہ کس کا فالور بن چکا ہے۔

لہذا سوشل میڈیا ایک بڑا محاذ بن چکا ہے، کیونکہ یہ وسیع میدان ہے، جس کا جی چاہا من للچایا منہ اٹھایا اور اسلام کے مسلمات کے خلاف ہرزہ سرائی کرتا آیا، نہ ہی سوشل میڈیا کو کوئی پوچھنے والا ہے، نہ ہی اس پر اسلام دشمن سرگرمیوں کو کوئی لگام دینے والا ہے، ہاں اگر روک ٹوک ہے تو ان پر جو اسلام دشمن افراد کا تعاقب کرتے ہیں،

لہذا ماہر علماء و مشائخ کو اس میدان کی طرف بھرپور توجہ دینا اور سوشل میڈیا کے جو تقاضے ہیں کہ جن سے آپ کا پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچ سکے ان کو اپنانا وقت کی اہم ترین ضرورت بن چکا ہے۔

ثانیاً، آج عوام الناس ہر بات کو عقل کے ترازو پر تولتے ہیں، عقل میں سمائی تو صحیح ورنہ جیسی بھی قطعی یقینی بات ہو دھڑلے سے انکار کر دیتے ہیں لہذا قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ عقلی دلائل کی طرف بھی بھرپور توجہ کی حاجت ہے۔

ثالثاً عقیدۂ ختم نبوت بے شک حساس معاملہ ہے ،اس کے ساتھ مسلمانوں کا ایمان منسلک ہے، لیکن اب جزباتیت کے ساتھ ساتھ حساسیت کی بھی ضرورت ہے یعنی دشمنانِ ختم نبوت کے ناقص دلائل کو فقط "جوتے کی نوک" پر رکھنا کافی نہیں بلکہ اس کا علمی و عقلی دلائل سے جواب دینا لازم ہے اور دفاعی پوزیشن کے علاوہ اٹیکنگ پوزیشن بھی اپنانی ہے۔ بڑے مرزا یعنی مرزا قادیانی کی انبیاء کرام کی شان میں جو گستاخیاں ہیں ان کو عوام الناس تک پہنچانا بہت ضروری ہے۔

رابعاً، علماء و مشائخ خود کو ملکی قوانین کے حوالے سے بھی مضبوط کریں، قانونی دفعات و اصطلاحات اور ان کی پیچیدگیوں سے باخبر ہوں، جیسے گزشتہ دنوں دیا گیا فیصلہ کہ اس میں کیا کیا سقم تھے، اسے

اکثر نے نہ سمجھا، بس یہ ہی رائے تھی کہ "ختم نبوت پر حملہ ہو گیا" ایسی باتوں کو اسی وقت درست طور پر سمجھا جا سکتا تھا جب آئین پاکستان کا ہمیں علم ہوتا، ہماری ایک تعداد بس یہی کہتی نظر آئی کہ یہ فیصلہ "جوتے کی جوک پہ رکھتے ہیں" وبس۔ اکثریت ایسی تھی جو قانونی حوالے سے بات تک نہیں کر سکتی تھی ، بہر حال جن علماء کو اس فیلڈ میں دسترس تھی انھوں نے اس کے جوابات دیئے مگر ان کی تعداد آٹے میں نمک سے بھی کم تھی۔ ان دنوں اس فیلڈ میں بھی علماء کی شدید قلت کا بہت احساس ہوا۔

خامساً، کسی بھی قوم کا سب سے طاقتور گروہ اور سب سے اہم طبقہ نوجوان ہوتے ہیں، اگر نوجوان بگڑ جائیں تو معاشرہ ہی بگڑ جاتا ہے، لہذا تعلیمی اداروں، مدارس اور دیگر پلیٹ فارمز کے ذریعے نوجوانوں میں تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے شعور کو بیدار کرنا چاہیے، علماء نوجوان نسل پر اس عقیدے کی اہمیت کو قرآن و حدیث اور عقلی دلائل سے اجاگر کریں ، ان کے لیے مختلف سمیناروں ، کانفرنسوں اور کورسوں کا اہتمام کریں۔

اگر مندرجہ بالا معروضات پر صحیح معنوں میں عمل ہو جائے تو ان شاءاللہ تحفظ عقیدہ ختم نبوت میں مزید پختگی آئے گی۔

اللہ کرے دل میں اتر جائے مری بات

عقیدۂ ختمِ نبوت پر ایمان اور اسکے تقاضے

از: علامہ ابو الہلال محمد بلال رضا قادری المدنی

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل
جس نے غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی یاسیں وہی طٰہٰ وہی قرآں وہی فرقاں
(ڈاکٹر محمد اقبال)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو وقتاً فوقتاً اس دنیامیں بھیجا، جنہوں نے آکر انسانوں کو دنیامیں آنے کا اصل مقصد بتایا اور صحیح طور پر زندگی گزارنے کے طریقہ کار سے آگاہ فرمایا اور یہ سلسلہ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا۔

تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ سلسلہ نبوت جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا وہ سلسلہ تمام نبیوں اور رسولوں سے چلتے ہوئے آخر میں حضور خاتم الانبیاء و المرسلین پر ختم کر دیا گیا۔ یعنی شریعت اور احکام کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک آکر اپنے منتہائے کمال تک پہنچ چکا۔ اسی طرح رسالت و نبوت اور شریعت کی جتنی اصطلاحات تھیں وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئیں، اور آپ کے بعد ان میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا۔

عقیدہ ختمِ نبوت سے مراد:

ایک مسلمان جس طرح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرتا ہے اسی طرح اس پر یہ بھی فرض ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانے اور اس انداز سے مانے اور اقرار کرے کہ نبوت کا دروازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بند ہو گیا، اب آپ کے بعد کوئی کسی بھی قسم کا نبی یا رسول نہیں آسکتا، آپ کی امت آخری امت ہے اسکے بعد کوئی امت نہیں

آئے گی، آپ پر نازل ہونے والی کتاب (قرآن مجید) آخری کتاب ہے۔ **یہ عقیدہ ختمِ نبوت کہلاتا ہے۔**

اور یہ عقیدہ ختمِ نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے اور اس پر ایمان لانا ایسے ہی ضروری ہے جیسے وحدانیت باری تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا۔ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار تو کرتا ہے لیکن وہ آپ کے آخری نبی ہونے پر ایمان نہیں رکھتا تو وہ شخص مسلمان نہیں ہو سکتا کیونکہ عقیدہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختمِ نبوت دونوں جزوِ لاینفک ہیں، جو ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہو سکتے اور دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔

عقیدہ ختمِ نبوت پر ایمان لائے بغیر اسلام کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا یہاں تک کہ کسی بھی مکتبہ فکر نے تمام تر اختلافات کے باوجود کبھی اس پر سمجھوتہ نہیں کیا کیونکہ یہ عقیدہ اہل اسلام کی شہ رگ حیات ہے اور اسلام کی پوری عمارت اس عقیدے پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا آفاقی نظریہ ہے۔

جو قرآن کریم کی نص قطعی سے بھی ثابت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ تواترہ سے بھی صراحتاً ثابت ہے۔

اس کے علاوہ تعاملِ اُمّت، صحابہ و تابعین اور پوری اُمّت کا اس امر پر اجماع ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو "خاتم النّبیین" بنا کر مبعوث فرمایا گیا، آپ پر دین کی تکمیل کر دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی، قرآن ہدایت وراہ نُمائی کا آخری اور ابدی سرچشمہ اور یہ اُمّت آخری اُمّت ہے۔ اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختمِ نبوت کا منکر، کافر اور اسلام سے خارج ہے۔

اس سلسلہ میں سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلی علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں: اللہ عزوجل سچا اور اس کا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ماننا، اللہ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰی کو اَحد، صَمد، لَاشَرِیْکَ لَہٗ (یعنی ایک، بے نیاز اور اس کا کوئی شریک نہ ہونا) جاننا فرضِ اوّل و مَناطِ ایمان ہے، یونہی مُحَمَّدٌ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبیٔ جدید کی بِعثَت کو یقینا محال و باطل جاننا فرضِ اَجل و جزءِ اِیقان ہے۔

"وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ" نصِ قطعی قرآن ہے، اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا، نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہّم خلاف رکھنے والا، قطعاً اجماعاً کافر ملعون مُخَلَّد فِی النِّیْرَان (یعنی ہمیشہ کے لئے جہنمی) ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ

جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک و تَرَدُّد کو راہ دے وہ بھی کافر بَیِّنُ الْکَافِرِ جَلِیُّ الْکُفْرَ انْ (یعنی واضح کافر اور اس کا کفر روشن) ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، رسالہ: جزاء اللہ عدوہ باباہ ختم النبوۃ، 15/430)

عقیدہ ختمِ نبوت قرآن و حدیث میں:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا ذکر قرآن حکیم کی سو سے بھی زیادہ آیات میں نہایت ہی جامع انداز میں صراحت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ، دو سو سے زائد احادیث نبوی بھی اسی باب پر وارد ہیں۔ ان میں سے اختصار کے ساتھ چند ایک کا تذکرہ کیا جانا ضروری ہے تاکہ اس مسئلہ کی اساسیت قرآن کریم و احادیث رسول کی نص قطعی سے ثابت اور اوضح ہو جائے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

ترجمہ: ”آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے تمہارا دین، اور پوری کی تم پر میں نے اپنی نعمت، اور تمہارے لیے میں نے پسند کیا اسلام کو دین۔" (پارہ نمبر: 06، سورہ مائدہ، آیت نمبر: 03)

گزشتہ انبیاء کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی اپنے اپنے زمانہ کے مطابق دینی احکام لاتے رہے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل زمانہ کے حالات اور تقاضے تغیر پذیر تھے، اس لئے تمام نبی اپنے بعد آنے والے نبی کی خوشخبری دیتے رہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کے اختتام سے دین پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور وحی پر ایمان لانا تمام نبیوں کی نبوتوں اور ان کی وحیوں پر ایمان لانے پر مشتمل ہے، اسی لئے اس کے بعد ”واتممت علیکم نعمتی“ فرمایا، علیکم یعنی نعمت نبوت کو میں نے تم پر تمام کر دیا، لہٰذا دین کے اکمال اور نعمت نبوت کے اتمام کے بعد نہ تو کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ سلسلۂ وحی جاری رہ سکتا ہے۔

اسی طرح دوسری آیت میں بالکل صریح الفاظ کے ساتھ فرمایا گیا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (۴۰)

ترجمہ کنزالایمان: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کے آخر میں (سلسلۂ نبوت ختم کرنے والے) ہیں، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔“ (پارہ نمبر: 22، سورہ الاحزاب، آیت نمبر: 40)

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین کہہ کر یہ اعلان فرما دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی آخری نبی ہیں اور اب قیامت تک کسی کو نہ منصب نبوت پر فائز کیا جائے گا اور نہ ہی منصب رسالت پر فائز کیا جائے گا۔

نوٹ: جب کوئی شخص قرآن مجید پر ایمان رکھتا ہے تو اسکی ہر ہر آیت اور ہر حرف پر ایمان رکھتا ہے۔ اگر کوئی قرآن مجید کے کسی ایک حرف کا انکار کرے تو وہ شخص خارج از اسلام ہے، اور یہاں تو کثیر آیات اس عقیدے پر دلالت کر رہی ہیں کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ پر نبوت کو ختم کر دیا گیا اور آپ کے بعد کوئی شخص نبی ہو ہی نہیں سکتا۔

تو جو جھوٹے مدعی اور انکے متبعین ہیں وہ قرآن کی کثیر آیات کے بھی منکر ہیں اور محرف ہیں۔ تو انکا اسلام سے کسی قسم کا کوئی تعلق ہو ہی نہیں سکتا نہ ہی وہ اپنے آپ کو مسلمان کہلوا سکتے ہیں۔

اسکے علاوہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی متعدد اور متواتر احادیث میں خاتم النبیین کا یہی معنی متعین فرمایا ہے۔ لہٰذا اب قیامت تک کسی قوم، ملک یا زمانہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی اور نبی یا رسول کی کوئی ضرورت باقی نہیں اور مشیت الٰہی نے نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلسلۂ نبوت اور رسالت کی آخری کڑی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبانِ حق ترجمان سے اپنی ختمِ نبوت کا واضح لفظوں میں اعلان فرمایا چنانچہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ

ترجمہ: ”اب نبوت اور رسالت کا انقطاع عمل میں آ چکا ہے لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی۔“

(جامع ترمذی، کتاب الرویا، باب: ذہبت النبوۃ و بیقت المبشرات، رقم الحدیث: 2272)

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رض اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

كَانَتْ بَنُوْإِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هلَكَ نَبِیٌّ خَلَفَه نَبِیٌّ وَإِنَّه لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ

(الصحیح البخاری، کتاب: احادیثِ الانبیاء، باب: ما ذکر عن بنی اسرائیل، رقم الحدیث: 3455)

ترجمہ: بنی اسرائیل کے ملکی و سیاسی انتظام ان کے انبیاء کرتے تھے جب بھی کوئی نبی فوت ہو جاتا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی ہو جاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے میرے بعد بہ کثرت خلفاء ہوں گے۔

آتے رہے انبیا کما قیل لہم
والخاتم حقکم کہ ختم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفترِ تنزیل تما
آخر میں ہوئی مہر کہ اکملت لکم
(سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ)

ان دونوں اور انکے علاوہ اسی طرح کی مزید کثیر احادیث جو یہاں بوجہ اختصار بیان نہیں کی گئیں ان تمام سے بھی یہی واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اختتام نبوت کا سہرا سجا کر بھیجا گیا اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

چونکہ یہود ونصاریٰ کو اسلام سے ہمیشہ سے عناد رہا ہے اورانہوں نے میدان جنگ سے لے کر معرکہ فکر ونظر تک ہر جگہ اسلام پر یلغار کی ہے، اس لیے انہوں نے اپنے استعماری دور میں ایک نئی تدبیر سوچی کہ کسی شخص کو نبوت کا علمبردار بنا کر کھڑا کیا جائے، تاکہ نبوت محمدی کے مقابلہ ایک نئی نبوت وجود میں آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اُمت محمدیہ کو جو محبت ہے، وہ محبت تقسیم ہو جائے، اس کے لیئے انہوں نے دور رسالت میں ہی اسود عنسی کو تیار کیا جس نے 10ھ کو یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تو اسے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے واصل جہنم کیا پھر مسیلمہ کذاب نے 11ھ کو دعویٰ کر دیا اور اسکے خلاف خلیفہ بلا فصل جنابِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں عقیدہ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے پہلی جنگ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری لڑی گئی جسے جنگ یمامہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس جنگ میں ختمِ نبوت پر پہرہ دیتے ہوئے ایک ہزار (1000) سے زائد صحابہ کرام علیہم الرضوان شہید ہوئے۔ جن میں سے تقریباً سات سو حفاظ اور عالم بھی تھے۔

اور بیس ہزار سے زائد ملعون واصل جہنم ہوئے جبکہ مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے واصل جہنم کیا۔

یہاں توجہ فرمائیں تو معلوم ہو گا کہ یہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم یافتہ اور گراں قدر حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں جن کی بڑی تعداد اس عقیدہ کے تحفظ کے لیے نام شہادت نوش کر گئی۔

اس سے آپ اندازہ لگائیں کے عقیدہ ختم نبوت پر ایمان کتنا ضروری ہے اسکے تحفظ کیلئے کس قدر لوگوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔

بات یہاں ختم نہیں ہوتی بلکہ آگے چلتے جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسکے بعد بھی اسلام دشمن لوگوں نے اب تک کئی جھوٹے دعویدار تیار کئے جنہوں نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی اسلام دشمنوں کا آلہ کار:

اسی لڑی کو آگے چلاتے ہوئے اسلام دشمنوں نے ایک ایسے علاقہ کا انتخاب کیا گیا جو اس وقت

انگریزوں کی عمل داری میں تھا، تاکہ جھوٹے مدعیٔ نبوت کی پوری حفاظت اور حوصلہ افزائی ہوسکے، چنانچہ پنجاب سے ایک شخص مرزاغلام احمد قادیانی کو اس کام کے لیے تیار کیا گیا، مرزاصاحب نے خود ہی اپنے بارے میں لکھا ہے کہ میں انگریزوں کا خود کاشتہ پوداہوں، انگریزوں نے اپنی اس کاشت کو بار آور کرنے اور تقویت پہنچانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔

یہاں ایک بات ذہن نشین رہے اور وہ یہ کہ نبی کے دعوے میں کبھی تدریج نہیں ہوتی، یعنی ایسا نہیں ہوتا کہ وہ آہستہ آہستہ دعویٔ نبوت تک پہنچے، حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ کی تلاش میں کوہِ طور پر پہنچے تھے، لیکن اچانک ہی نبوت سے سرفراز کیے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (باوجود یہ کہ آپ پہلے اور آخری نبی تھے) لیکن آپ نے بھی وحی نازل ہونے سے پہلے کبھی اس سلسلہ میں کوئی گفتگو نہیں فرمائی یہاں تک کہ اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ جل شانہ کا کلام لے کر نازل ہوئے پھر اسکے بعد آپ نے اعلان نبوت فرمایا۔

لیکن مرزا صاحب ایک ایک سیڑھی چڑھتے ہوئے دعویٔ نبوت تک پہنچے، پہلے اللہ کی طرف سے ملہم ہونے کا دعویٰ کیا، یعنی ان پر الہام ہوتا ہے، پھر دیکھا کہ حدیث مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی پیشین گوئی ہے، تو مسیح ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے، جب لوگوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں امام مہدی کا بھی ظہور ہوگا، کہنے لگے کہ میں ہی مہدی ہوں، پھر دعویٔ نبوت ہی کر بیٹھے، اولاً تو اپنی نبوت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا سایہ کہتے تھے، لیکن پھر اپنے کو حضور سے افضل کہنے سے بھی نہیں چونکے اور ان کے متبعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو ہلال "یعنی پہلی شب" کا چاند اور مرزا صاحب کی دعوت کو "بدر کامل" یعنی چودھویں شب کا چاند قرار دیا۔

یہی مرزا اور اس جیسے تمامی دعویٔ نبوت کرنے والوں اور حدیث مبارکہ میں جھوٹا دجال فرمایا گیا چنانچہ حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انَّه سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّه نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

ترجمہ: میری امت میں تیس (30) اشخاص کذّاب (انتہائی جھوٹے) ہوں گے ان میں سے ہر ایک کذّاب کو گمان ہوگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں "خاتم النبیین" ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(جامع ترمذی، کتاب الفتن، باب: ماجاء لا تقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون، رقم الحدیث:2219)

یعنی اگر کوئی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے بعد نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے (خواہ کسی معنی میں ہو) وہ کافر، کذّاب، مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ نیز جو شخص بھی اس کے کفر و ارتداد میں شک کرے یا اسے مومن، مجتہد یا مجدّد مانے وہ بھی کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہے، حتیٰ کہ اس جھوٹے دعوے کرنے والے سے اگر کوئی دلیل بھی طلب کرے وہ بھی اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

نبوت کی علامت طلب کرنے پر امام اعظم کا فتویٰ:

امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا اور کہا کہ "مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں" اس پر امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جو شخص اس شخص سے نبوت کی کوئی علامت یا دلیل طلب کرے وہ بھی کافر ہو جائے گا کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(مناقب امام اعظم، لابن احمد المالکی، جلد: 01، ص: 161)

ختم نبوت کے تقاضے:

ہم نے گزشتہ سطور میں ختم نبوت کی اساسیت اور اہمیت کو جانا اور اس بات کو سمجھا کہ عقیدے پر ایمان لانا کتنا ضروری ہے اب ہم پر کچھ مزید ذمہ داریاں اور اس حوالے سے کچھ تقاضے بھی ہیں جنہیں پورا کرنا ضروری ہے۔

(1) عقیدہ ختم نبوت دین کے بنیادی اور بدیہی عقائد میں سے ہے، اس کی حقیقت، حیثیت و حکم اور اس سے متعلقہ تفصیلات کا جاننا پہلی ذمہ داری ہے اور عامۃ المسلمین کو اس اہم عقیدہ سے متعلق آگاہ کرنا، تاکہ امت اپنے بنیادی عقیدہ کو جانے اور کسی بھی جھوٹے مدعیِ نبوت کے دجل و فریب کا شکار نہ ہو۔

(2) عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کا اولین فرض، دینی غیرت کا تقاضا اور عشق رسول کی پکار ہے۔ لہٰذا ہر موقع پر اس کا تحفظ کرنا۔

(3) ختمِ نبوت عقیدہ بھی اور عقیدت بھی، ختمِ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان اور آپ کے لیے خصوصی انعام ہے، اب کوئی نبوت کا دعوی کرے تو وہ آپ کا گستاخ اور اس کی تصدیق کرنے والے بھی گستاخ رسول ہیں، لہٰذا عقیدہ ختمِ نبوت کی حفاظت کے لیے اس طرح کے مدعیان نبوت کی خبر لینا اور امت کے بھولے بھالے مسلمان جو ان کا شکار ہو گئے ہیں، ان کو مکاروں کے چنگل سے نکالنا اور اس طرح کے کذابوں سے امت کی حفاظت کرنا۔

(4) علماء، خطباء، ائمہ حضرات کا ختم نبوت پر مشتمل آیات و احادیث کی تشریح کے موقع پر اپنے خطبات، مواعظ و دروس میں اس عقیدے پر خاص

روشنی ڈالنا، نیز ہر محفل اور جلسوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امتیازی شان کو ممتاز بنا کر بھی پیش کیا جاسکتا ہے۔

(5) عام فہم اور آسان انداز میں عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق اردو، مقامی اور دیگر علاقائی زبانوں میں چھوٹے چھوٹے رسائل کی اشاعت اور انہیں عامۃ المسلمین تک پہنچانے کا انتظام و اہتمام کرنا۔

(6) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی لیا جائے تو "سید المرسلین و خاتم النّبیین" کہہ کر پکارا جائے تاکہ آپ کی ختم نبوت کا بار بار تذکرہ کرنے سے عوام وخواص کے ذھن میں یہ عقیدہ راسخ ہو جائے۔

شارح بخاری امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد قسطلانی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر حاضری دینے والوں کے لیے صلوٰۃ و سلام کے بہترین الفاظ "السلام علیک یاسید المرسلین وخاتم النّبیین "ہیں۔

(المواھب اللدنیہ جلد 03، صفحہ 594)

(7) عقیدۂ ختم نبوّت کے منکرین سے میل جول رشتے داریاں حرام ہیں۔ لٰہذا ہر معاملے میں ان سے دوری اختیار کی جاناضروری ہے۔

(8) اسلامی جمہوریہ پاکستان بلکہ ملت اسلامیہ کی تاریخ میں 07 ستمبر کا دن انتہائی اہمیت کا حامل ہے، قصہ مختصر یہ ہے کہ اس عقیدے ہی کی بنیاد پر قومی اسمبلی نے آئین میں ترمیم کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت میں شمار کیا۔ جب سے یہ قانون بنا ہے، اس وقت سے کوششیں جاری ہیں کہ کسی طرح یہ قانون یا تو ختم ہو جائے یا اس میں اس طرح ترمیم کر دی جائے کہ اس کی افادیت ختم ہو جائے۔

07 ستمبر کے کے دن کے حوالے سے پوری امت مسلمہ خصوصاً پاکستانی قوم یہ عہد کرے کہ ہم اس قانون کو تبدیل ہونا تو دور کی بات ہے، اس میں ادنی سی ترمیم بھی نہیں ہونے دیں گے اور اپنے علماء اور محافظین ختم نبوت کی کاوشوں کو رائگاں نہیں جانے دیں گے۔ اس کے لیے پوری قوم کو ہمہ وقت بیدار اور چوکنا رہنا ہو گا کہ کوئی بھی چور راستے سے اس میں نقب زنی نہ کر سکے۔

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دور رسالت پہ لاکھوں سلام

(سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ)

مولیٰ کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت فرمائے اور ہمیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت اور تحفظ ختم نبوت کے لیے قبول فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

ختم نبوت کا تحفظ اور ہماری ذمہ داریاں

از: احمد رضا مغل

اسلامی عقائد میں ایک اہم اور بنیادی عقیدہ "عقیدۂ ختم نبوت " ہے ،جس کا حاصل یہ ہے کہ جن و انس کی رشد و ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کا عظیم الشان سلسلہ جاری فرمایا، اس سلسلہ کو سید المرسلین خاتم النّبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر مکمل فرمایا،اب قیامت تک کسی کو نبی بنایا نہیں جائے گا،اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں جس طرح شرکت ممکن نہیں ،اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں بھی شرکت ممکن نہیں ،جس طرح نبی صادق کو نہ ماننا اور ان کی تکذیب کرنا کفر ہے ،اسی طرح جھوٹے مدعیِ نبوت کو ماننا اور اس کی تصدیق کرنا بھی کفر ہے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کچھ ماننے کے باوجود اگر کوئی بدنصیب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا یقین نہیں رکھتا یا ختمِ نبوت میں کسی بھی طرح کی تاویل کرے، تو وہ کافر ہے اور ایمان سے قطعاً محروم۔

اللہ پاک نے جب ایک طرف عالم کی بنیاد رکھی، تو اسی کے ساتھ دوسری طرف قصرِ نبوت کی پہلی اینٹ بھی رکھ دی،یعنی عالم میں جس کو اپنا خلیفہ بنایا تھا، اسی کو قصر نبوت کی خشتِ اول قرار دیا، اِدھر عالم بتدریج پھیلتا رہا،اُدھر قصرِ نبوت کی تعمیر ہوتی رہی ، آخر کار عالم کے لیے جس عروج پر پہنچنا مقدر تھا، پہنچ گیا، ادھر قصرِ نبوت بھی اپنے جملہ محاسن اور خوبیوں کے ساتھ مکمل ہو گیا اور اس لیے ضروری ہوا کہ جس طرح عالم کی ابتداء میں رسولوں کی بعثت کی اطلاع دی تھی، اس کے انتہاء پر رسولوں کے خاتمہ کا بھی اعلان کر دیا جائے تا کہ قدیم سنت

کے مطابق آئندہ اب کسی رسول کی آمد کا انتظار نہ رہے۔

يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ اِمَّا يَاۡتِيَنَّكُمۡ رُسُلٌ مِّنۡكُمۡ يَقُصُّوۡنَ عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِىۡ ۙ

اے آدم کی اولاد! اگر تمہارے پاس تم میں سے وہ رسول تشریف لائیں جو تمہارے سامنے میری آیتوں کی تلاوت کریں۔(پارہ8،الاعراف آیت35)

اس اعلان کے مطابق زمین پر بہت سے رسول آئے؛ مگر کسی نے یہ دعوی نہیں کیا کہ وہ خاتم النّبیین ہے؛ بلکہ ہر رسول نے اپنے بعد آنے والے رسول کی بشارت سنائی اور ان کی علامات کو ذکر فرمایا؛ تاکہ آنے والے نبی کو پہچان لیں حتی کہ وہ زمانہ بھی آگیا؛ جب کہ اسرائیلی سلسلہ کے آخری رسول نے ایسے رسول کی بشارت دے دی جس کا اسم مبارک "احمد" صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ يَّاۡتِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِى اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ ؕ

(پارہ28،الصف آیت6)

عالم کے اس منتظر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس مبشر رسول نے دنیا میں آکر ایک نیا اعلان کیا اور وہ یہ تھا کہ میں اب آخری رسول ہوں، عالم کا زمانہ بھی آخر ہے اور ہاتھ کی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح قریب قریب ہیں، عالم اپنے عروج کو پہنچ چکا ہے، قصرِ نبوت میں ایک ہی اینٹ کی کسر باقی تھی، وہ میری آمد سے پوری ہو گئی ہے، دونوں تعمیریں مکمل ہو گئیں ہیں، قرآن کریم میں آپ کی ختم نبوت کا اعلان ان الفاظ میں کیا گیا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰـكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا ‏(۴۰)

ترجَمۂ کنزُالایمان: محمّد تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

(سورہ الاحزاب:40)

یعنی حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے نسبی باپ نہیں ہیں؛ بلکہ روحانی باپ ہیں، دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح آپ علیہ السلام کو کسی بالغ مرد کا باپ نہیں بنایا گیا جس سے یہ خیال پیدا ہو کہ آپ کی اولاد میں نبوت کا سلسلہ جاری رہ سکتا ہے؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے اِجرا کے لیے نہیں آئے؛ بلکہ سلسلۂ نبوت کے ختم کرنے کو تشریف لے کر آئے ہیں،

اب قیامت تک نہ کسی قسم کا کوئی رسول آئے گا نہ نبی۔

ختم نبوت کا عقیدہ تقریباً سو قرآنی آیات سے صراحتاًواشارۃًثابت ہے،دوسوسے زائد احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

علماء محققین لکھتے ہیں کہ ختم نبوت کے اعلان میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ دنیا متنبہ ہو جائے کہ اب یہ پیغمبر آخری ہیں اور یہ دین آخری ہے،اب نہ کوئی رسول آئے گا،نہ نبی،نہ تشریعی نہ غیر تشریعی، نہ ظلی نہ بروزی؛ اس لیے کہ اب منصبِ نبوت کو ختم کر دیا گیا ہے۔

اب تک جتنے رسول آئے،وہ صرف رسول اللہ تھے،آپ رسول اللہ ہونے ساتھ خاتم النّبیین بھی ہیں،اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کے لیے دو باتوں کا تصور ضروری ہے پہلی بات آپ رسول اللہ ہیں، دوسری بات خاتم النّبیین بھی ہیں ،آپ سے متعلق صرف رسول اللہ کا تصور ادھورا اور ناتمام تصور ہے ؛بلکہ ان دونوں تصوروں میں امتیازی تصور خاتم النّبیین ہی ہے ،یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ختم نبوت کا اعلان فرمایا آیئے پہلے ختم نبوت کی اہمیت کو احادیث سے سمجھتے ہیں۔

(1) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بیشک میں اللہ تعالیٰ کے حضور لوحِ محفوظ میں خاتم النبیین (لکھا) تھا جب حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔

(مسند امام احمد ،ج6 ص 87، رقم الحدیث:17163)

(2) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا، میں تمام پیغمبروں کا خاتَم ہوں اور یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلی شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلا شفاعت قبول کیا گیا ہوں اور یہ بات فخر کے طور پر ارشاد نہیں فرماتا۔(معجم الاوسط،ج1،ص63،رقم الحدیث:170)

(3) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بیشک میرے متعدد نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے، میں حاشر ہوں

میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا، میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(ترمذی، ج4ج382، رقم الحدیث:2849)

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس آدمی کی طرح ہے، جس نے بہت اچھے طریقے سے ایک گھر بنایا اور اسے ہر طرح سے مزین کیا، سوائے اس کے کہ ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ (چھوڑ دی) پھر لوگ اس کے چاروں طرف گھومتے ہیں اور (خوشی کے ساتھ) تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ اینٹ یہاں کیوں نہیں رکھی گئی؟ آپ (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) نے فرمایا: پس میں وہ (نبیوں کے سلسلے کی) آخری اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث 3535، صحیح مسلم: ص 22، رقم الحدیث 2286،)

(5) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ پاک نے میرے لیے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔ (اور اس حدیث کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ) عنقریب میری امت میں تیس (30) کذّاب ہوں گے، ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(ابو داؤد، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلھا، ج4، ص132، رقم الحدیث 4252)

(6) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے (بسندِ عامر بن سعد بن ابی وقاص) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے (سیدنا) علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا:

أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبوة بعدي

ترجمہ: کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہارا میرے ساتھ وہ مقام ہو جو ہارون کا موسیٰ کے ساتھ تھا، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث 2404)

(7) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے: (1) مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں (2) رعب

وجلال (ہیبت و دبدبہ) سے میری مدد کی گئی ہے (3) میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا ہے (سابقہ امتوں کے لیے مال غنیمت حلال نہ تھا) (4) زمین کی مٹی کو میرے لیے طہارت کا ذریعہ بنایا گیا ہے اور میرے لیے تمام زمین نماز پڑھنے کی جگہ بنائی گئی ہے (5) مجھے تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے (بر خلاف انبیاء سابقین کے کہ وہ خاص خاص قوموں کی طرف کسی خاص علاقہ میں ایک محدود زمانہ تک لیے مبعوث ہوتے تھے) (6) مجھ پر انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کو ختم کر دیا گیا (اب کسی کو نبی بنایا نہیں جائے گا)۔

(رواہ مسلم: ج 1، ص 523 رقم الحدیث 199)

(8) حضرت ابن عباس رضی اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا کہ آپ کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں، ان کی وجہ سے مجھے بہت پریشانی (شدید فکر لاحق) ہوئی، تو میرے پاس وحی آئی کہ ان پر پھونک مارو؛ چنانچہ میں نے پھونک ماری، تو وہ اڑ گئے، میں اس خواب کی تعبیر دو جھوٹے شخصوں سے لی جو میری نبوت کے بعد نبوت کا دعوی کریں گے، ایک اسود عنسی ہے اور دوسرا شخص صاحب یمامہ مسیلمہ کذاب ہے۔

(بخاری، باب علامات النبوۃ: رقم الحدیث 3621)

(9) "قدترکتکم علی البیضاء لیلها کنهارها "میں نے تمہیں ایک ایسے صاف روشن اور سیدھے راستے پر چھوڑا ہے کہ جس کا رات و دن برابر ہے، (حق و باطل واضح رہیں گے) لہٰذا یہ امت کسی نئے دین اور نئے نبی کی محتاج نہیں ہے۔ (ابن ماجہ: ص 5 رقم 43)

(10) حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نے ارشاد فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ (ابن ماجہ، ص 297 رقم الحدیث 4077)

ختم نبوت کے منکر کا حکم:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمہ فرماتے ہیں: اللہ عزوجل سچا اور اس کا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ماننا، اللہ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰی کو اَحد، صَمد، لَاشَرِیْكَ لَه (یعنی ایک، بے نیاز اور اس کا کوئی شریک نہ ہونا) جاننا فرضِ اوّل ومَناطِ ایمان ہے، یونہی مُحَمَّدٌ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی

نبی جدید کی بِعثَت کو یقینا محال و باطل جاننا فرضِ اَجل وجزء اِیقان ہے۔ "وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ "نصِ قطعی قرآن ہے، اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا، نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہّم خلاف رکھنے والا، قطعاً اجماعاً کافر ملعون مُخَلَّدٌ فِی النِّیْرَان (یعنی ہمیشہ کے لئے جہنمی) ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک و تَرَدُّد کو راہ دے وہ بھی کافر بَیِّنُ الْکَافِرِ جَلِیُّ الْکُفْرَانْ (یعنی واضح کافر اور اس کا کفر روشن) ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، رسالہ: جزاء اللہ عدوہ بابأہ ختم النبوۃ، ج15 ص630)

نوٹ:

تفسیر جلالین میں ہے: و قوله علیه السلام لا نبی بعدی و من بعد نبینا نبی یکفر لانه انکرا نص و کذٰلك لو شك لان النبی تبین الحق من الباطل، یعنی اہلسنت و جماعت کا موقف و عقیدہ ہے کہ ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اللہ پاک کی اس فرمان کی وجہ سے وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اس فرمان کی بناء پر کہ لا نبی بعدی۔۔! لہٰذا جو ختم نبوت کا منکر ہے وہ کافر اور خارج عن الاِسلام ہے۔ (تفسیر جلالین ج2 ص403)

اب تحفظ ختم نبوت پر ہماری ذمہ داری کیا بنتی اور اور اس کا سدباب کیا ہے اس میں نے دو موضوع میں تبدیل کیا ہے۔

(1) تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری۔

(2) فتنہ قادیانیت کے سدباب

(1) تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری

(۱) ناموس رسالت کی پاسبانی اور ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کا اولین فرض، دینی غیرت کا تقاضا اور عشق رسول کی پکار ہے۔

(۲) عقیدہ ختم نبوت دین کے بنیادی اور بدیہی عقائد میں سے ہے، اس کی حقیقت، حیثیت و حکم اور اس سے متعلقہ تفصیلات کا جاننا پہلی ذمہ داری ہے اور عامۃ المسلمین کو اس اہم عقیدہ سے متعلق آگاہ کرنا؛ تاکہ امت اپنے بنیادی عقیدہ کو جانے اور کسی بھی جھوٹے مدعیِ نبوت کے دجل وفریب کا شکار نہ ہو۔

(۳) ختم نبوت عقیدہ بھی اور عقیدت بھی، ختمِ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان اور آپ کے لیے خصوصی انعام ہے، اب کوئی نبوت

کا دعوی کرے تو وہ آپ کا گستاخ اور اس کی تصدیق کرنے والے بھی گستاخ رسول ہیں ،لہٰذا ناموسِ رسالت کی حفاظت کے لیے اس طرح کے مدعیان نبوت کی خبر لینا اور امت کے بھولے بھالے مسلمان جو ان کا شکار ہوگئے ہیں ، ان مکاروں کے چنگل سے نکالنا اور اس طرح کے کذابوں سے امت کی حفاظت کرنا۔

(۴) علماء ،خطباء ،ائمہ حضرات کا ختم نبوت پر مشتمل آیات واحادیث کی تشریح کے موقع پر اپنے خطبات،مواعظ ودروس میں بہ طور خاص روشنی ڈالنا، نیز سیرۃ النبی کے عنوان پر منعقد ہونے والا جلسوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امتیازی شان کو ممتاز بنا کر بھی پیش کیا جاسکتا ہے۔

(۵)عام فہم اور آسان انداز میں عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق اردو، مقامی اور دیگر علاقائی زبانوں میں چھوٹے چھوٹے رسائل کی اشاعت اور انھیں عامۃ المسلمین تک پہنچانے کا انتظام واہتمام کرنا۔

(٦) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی لیا جائے تو"سید المرسلین وخاتم النّبیین "کی تعبیر اختیار کی جائے؛ تاکہ آپ کی ختم نبوت کے بار بار تذکرہ کرنے سے عوام وخواص کے ذھن میں یہ عقیدہ راسخ ہوجائے۔

(۷) مسلمانوں کی جانب سے علاقائی یا بین الاقوامی کانفرنسیں منعقد ہورہی ہوں جن میں بطور خاص اسلام اور ایمان زیر بحث ہو تو ایسی کانفرنسوں میں جو کسی برتنے کی ضرورت ہے کہ قادیانی اپنی قائم کردہ ایجنسیوں کے سہارے اپنے سازشی منصوبوں کو پورا نہ کرنے پائیں۔

(۸) قادیانی سازشوں کے تناظر میں پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا سے جڑے مسلمانوں اور مسلم نمائندوں کو بطور خاص یہ خیال رکھنا ہوگا کہ وہ قادیانیوں کے لیے "احمدی" لفظ کا استعمال نہ کریں؛ کیوں کہ اس سے نہ صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کی سخت دل آزاری ہوتی ہے؛ بلکہ اس مکروہ سیاست کی آڑ میں مسلمانوں کی سخت حق تلفی بھی ہوتی ہے،اس تعبیر سے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر غیر مسلم اقوام ان کو مسلمان سمجھ بیٹھتی ہیں، جس کا نقصان دیر سویر مسلمانوں ہی کو بھگتنا پڑے گا؛ جبکہ قادیانی اپنے ناپاک اور کفریہ خیالات کی وجہ سے نہ کبھی مسلمان تھے اور نہ کبھی آئندہ ہوسکتے ہیں۔ایسی خبروں کو قادیانی فوری طور پر حاصل کرتے ہیں، جن میں ان کے لیے لفظ "احمدی "کا استعمال ہوتا ہے یا اُن کے

مرزاڑے (عبادت گاہ) کے لیے مسجد کی اصطلاح کا یا اور کسی اسلامی اصطلاح کا استعمال ہوتا ہے۔

(۹) یہ ہندوستان، پاکستان یا صرف عربوں کا مسئلہ نہیں اور نہ ایسا مسئلہ ہے کہ کسی نے ان کو اسلام سے نکالا ہے؛ بلکہ ان کے کفریہ و زندیقانہ خیالات کے واضح ہو جانے کے بعد شروع سے ہی دنیا بھر کے مسلمانوں نے ان کو اسلام دشمن قوتوں کا آلہ کار اور اسلام سے خارج مانا ہے اور گاہے بگاہے قادیانی خود بھی ان حقائق کا اعتراف کرتے رہے ہیں؛ لیکن پھر بھی قادیانیوں کی اس ناجائز سیاست کی سرپرستی اعلانیہ طور پر برطانیہ، امریکہ اور اسرائیل جیسی جرائم پیشہ اقوام پوری ڈھٹائی کے ساتھ کررہی ہیں، اس تناظر میں صاف ستھرے نظام کے حامل اردو یا ہندی، پاک وہند میڈیا کو اس کا حصہ نہیں بننا چاہیے۔

(۱۰) حالیہ دنوں میں دیکھا یہ جارہا ہے کہ بعض اردو اخبارات نے ایجنسیوں سے خبر لینے کی وجہ سے ایسی خبروں کو اپنی اشاعت میں جگہ دی ہے، جن میں قادیانیوں کے لیے "احمدی" کا لفظ خوب استعمال کیا گیا ہے، اسی طرح واقعات کو بھی قادیانی مزعومات کے مطابق نشر کیا گیا ہے؛ جبکہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ حقائق وہ نہیں ہیں جو ایجنسیوں نے ذرائع ابلاغ کو ترسیل کی ہیں۔ ایسے موقع سے مخلص مسلمانوں کو چاہیے کہ جس اخبار کو وہ خرید کر پڑھتے ہیں، اگر ان میں اس طرح کی تعبیرات پائی جائیں تو وہ فوراً اس پر احتجاج درج کرائیں؛ بلکہ ایمانی غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے اخبارات کو ہاتھ نہ لگائیں۔

(2) فتنہ قادیانیت کے سدباب کے سلسلہ میں حسب ذیل تدابیر اختیار کیے جاسکتے ہیں۔

جو علماء و مدارس کے ذمہ دار اور نظماء ہیں:

(۱) مدرسہ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر ختم نبوت کے موضوع پر خصوصی خطاب رکھا جائے۔

(۲) اپنے ادارہ / مدرسہ کی حیثیت و گنجائش کے لحاظ سے مدرسہ کے اطراف دیہاتوں میں مکاتب کے قیام کی ذمہ داری لیں۔

(۳) چہارم عربی کے بعد عالمیت کے نصاب میں ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت کو مستقل مضمون کی حیثیت سے شامل کریں۔

(۴) مدرسہ میں طلبہ کی انجمنوں کے تحت ختم نبوت اور قادیانیت کے موضوع پر تحریری و تقریری مسابقے منعقد کیے جائیں اور ان میں شرکاء کی ہمت و حوصلہ افزائی کے لیے پرکشش انعامات رکھے جائیں۔

(۵) مدرسہ میں نئے فارغین اور فضلاء کو "سند فضیلت " کے حصول کے سلسلہ میں ارتداد سے متاثرہ علاقوں میں ایک سال تک دینی خدمات کی انجام دہی کو لازم اور ضروری قرار دیا جائے۔

(۶) موقع بہ موقع اپنے ادارہ / مدرسہ میں ختم نبوت کے موضوع پر بیانات رکھے جائیں اور بڑی جماعتوں کے طلبہ کے لیے سال میں 3 تربیتی کیمپ رکھے جائیں۔

(۷) مدرسہ کے بڑے طلبہ یا دارالاقامہ میں مقیم اساتذہ کو جمعہ کے خطبہ کے لیے مدرسہ کے اطراف دیہاتوں میں روانہ کیا جائے یا گاؤں دیہات کے لوگوں سے رابطہ کرنا انقلابی قدم ہو گا اور فتنوں کے سدباب کے لیے دفاعی کے بجائے اقدامی عمل ہو گا۔

(۸) مدرسہ کی جانب سے شائع ہونے والے ماہنامہ میں چند صفحات ختم نبوت اور قادیانیت سے متعلق مضامین کے لیے مختص کیے جائیں، اس کے علاوہ طلبہ کی جانب سے نکالے جانے والے "دیواری پرچوں" میں بھی اس کو خاص اہمیت دی جائے۔

(۹) اپنے مدرسہ / ادارہ کے اطراف علاقوں سے متعلق ضروری اور اہم بنیادی معلومات کا سروے ریکارڈ اپنے یہاں رکھیں کہ اس کی روشنی میں وہ قادیانیت اور دیگر باطل و گمراہ فتنوں کی دراندازی کا بآسانی علم ہو سکے اور وہ سہولت و منصوبہ بندی کے ساتھ ان کا سدباب کر سکیں۔

جو علماء درس و تدریس سے وابستہ ہیں:

(1) تدریس کے دوران ختم نبوت کے موضوع پر طلبہ کی خصوصی ذہن سازی کی جائے۔

(2) جو طلبہ مضمون نگاری کا ذوق رکھتے ہیں ان سے ختم نبوت کے موضوع پر مضامین لکھوائیں۔

(3) ہفتہ میں کسی ایک دن اس موضوع پر طلبہ کے درمیان سوال و جواب کا سیشن رکھا جائے۔

جو علماء امامت و خطابت سے وابستہ ہیں:

(1) جمعہ کے خطبوں میں موقع بہ موقع اس موضوع پر روشنی ڈالیں۔

(2) اپنی مسجد میں ختم نبوت کے موضوع پر مہینہ دو مہینہ میں ایک مرتبہ عوامی اجتماع رکھیں۔

(3) ماہ ربیع الاول میں اس موضوع پر سلسلہ وار خطاب کریں۔

(4) عوامی درس قرآن، درسِ حدیث میں اس موضوع پر گفتگو کی جائے۔

(5) کسی کسی موقع سے اس موضوع پر عام فہم انداز اور آسان زبان میں لکھی گئی کتابیں بھی اجتماعی طور پر سنائی جاسکتی ہیں۔

جو علماء مضمون نگاری اور افتاء کی ذمہ داری سے وابستہ ہیں:

(1) موقع بہ موقع اس موضوع پر قلم اٹھائیں۔

(2) قادیانیت سے متعلق فرضی سوالات قائم کئے جائیں اور ان کے جوابات لکھے جائیں۔

(3) آسان زبان اور عام فہم انداز میں دعوتی نقطۂ نظر سے اس موضوع پر "مختصر مفید" رسائل تیار کیئے جائیں جیسے موجودہ "سہ ماہی مجلہ سوئے طیبہ " بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

قادیانیت کی بڑھتی ہوئی ناپاک سرگرمیاں، اس کی ریشہ دوانیاں اس میدان میں اسلاف کی قربانیاں اور اس کے متعلق علماء امت کی ذمہ داریاں سب مل کر ہم سے سرگوشی کررہے ہیں کہ ہے کوئی جو اپنے دل میں سوز صدیق لے کر "اینقص الدین وانا حی" (دین میں کمی ہو جائے اور میں زندہ رہوں) کا نعرۂ مستانہ لگاکر جھوٹی نبوت کے خاتمہ کے لیے میدانِ عمل میں بلاخوف وخطر کود پڑے۔ لہذا ناموسِ رسالت کی حفاظت اور جھوٹے مدعیان نبوت کے دجل وفریب سے امت کو بچانے کے لیے حضرت سید ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ نے تحفظ رسالت اور امت کی حفاظت کے لیے جس طرح کی قربانیاں پیش کیں ، حضرت مفتی غلام دستگیر قصوری اور حضرت پیر میر علی شاہ حضرت مولانا عبد الستار خان نیازی اور حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ اکابرین اہلسنت و جماعت نے جس طرح قادیانیوں کا مقابلہ کیا، ان کے شر وروفتن سے امت کو آگاہ کیا اور ان کے لیے جانی ومالی قربانیاں پیش کیں ،اگر ہم مقدور بھر کوشش نہیں کریں گے تو ہم اللہ کے پاس کیا جواب دیں گے اور میدان محشر میں حوض کوثر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کیا منہ لے کر جائیں گے۔

جنگ یمامہ میں شہید ہونے والے صحابہ کرام کے اسمائے مبارکہ

از: مولانا احمد نواز قادری

اوراقِ تاریخ شاہد ہیں کہ اہل عشق کی حیات کا مقصد صرف اور صرف اپنے محبوب کو راضی کرنا اس کی توجہ، برکات اور فیوضات کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہے ،اسی مدعیٰ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان متلاشیانِ حق نے اپنی پوری پوری زندگیاں صرف کر دیں تاکہ ہمیں بھی رضائے محبوب مل جائے، اور نہیں تو کم از کم اس کے طالبین میں ہمارا بھی نام آجائے کہ یہ بھی ایک سچے عاشق کے لئے بڑی سعادت ہے، اور پھر یہ بھی نہیں کہ اس طائفہ اہل محبت نے خود کو اس میدان بے کِراں میں مجبوراً اتارا یا کسی دنیاوی امر کے حصول کے خواہی تھے ہر گز ہر گز ایسا نہیں بلکہ یہ تو

لقاءِ محبوب کو اپنا مقصد گر دانتے تھے

رضا محبوب کو اپنا مشن جانتے تھے

اس کی فرحت و شادمانی کو اپنے لیے سامان راحت سمجھتے تھے

اس کی ناموس پہ مرنے کو اپنا فرض بتاتے تھے

اس کی یاد میں آنے والے خیال کو روح کی تازگی کا سامان کہتے تھے

قارئین کرام یہ تو تھی بات عام عشاقان کی، اگر ہم جائیں رسول خدا حبیب کبریا، دوجہاں کے ماویٰ ملجا کے اصحاب عظام کی طرف تو ان کی بات ہی نرالی ہے محبوب جن کا دو جہاں کا والی ہے، ماہ ومہر جن کی ادنیٰ تجلی ہے، کون ہے جو اِن کے بحر شجاعت سے باخبر نہیں ، قرآن جن کا ثناخواں ، حدیث جن کی مدح سرا ، چھوٹے بڑے جن پہ سب فدا، ہاں ہاں میں انہیں داعیان حق کی بات کر رہا ہوں جو پیشِ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم عرض کرتے ہیں ہم قوم موسیٰ کی طرح نہیں، اگر آپ کہیں گے تو قیصر وکسریٰ سے بھی جنگ چھیڑ دیں گے ، پڑھئے سورۃ العدیٰت کبھی خدا تعالیٰ نے ان عاشقوں کے گھوڑوں کے چلنے کی قسم اٹھائی تو کبھی سم مار کر پتھروں سے

چنگاریاں نکالنے کی قسم اٹھائی، کبھی صبح سویرے اِن کے دشمن پر حملہ کرنے کی قسم فرمائی، کبھی پاؤں سے اٹھنے والے غبار کی تو کبھی دشمن کے لشکر میں گھس جانے کی قسم یاد فرمائی، کہیں ان کا اپنے سے راضی ہونا تو کہیں اپنا ان سے راضی ہونا بیان فرمایا۔

یکتائے زمانہ کرتی ہے غلامی تیری
عالم سے بیگانہ کرتی ہے غلامی تیری

قارئین ذی احتشام اگر خوف طوالت نہ ہوتا تو بات مزید آگے چلتی کہ جنبش قلم کو ان فدایان ختم نبوت کی مدح سرائی سے روکنا بڑا مشکل مگر ہم اپنے مدعیٰ کے طرف آتے ہیں، آیئے اُن معزز ہستیوں کے اسماء مبارکہ کو کچھ تفصیل سے جانتے ہیں جنہوں نے جہاں کے جھوٹے ترین انسان مسیلمہ کذاب کو اس کے ہزاروں بادہ خواروں سمیت واصل جہنم کیا اور ختم نبوت کا پرچم قیامت تک کے لئے بلند کیا۔

جنگ یمامہ میں شہید ہونے والے مہاجرین صحابہ کرام کے اسمائے مبارکہ:

حُزن بن ابو وہب بن عَمرو بن عامر بن عمران مخزومی۔

آپ مہاجرین میں سے ہیں، بعض نے کہا فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے، جنگ یمامہ میں اپنے دو بیٹوں عبد الرحمن اور وہب اور اپنے پوتے حکیم بن وہب بن حزن سمیت شہید ہوئے یعنی ایک ہی گھر کے ناموس رسالت کی خاطر چار افراد شہید ہوئے۔

ابو محمد زید بن خطاب بن نفیل قرشی

آپ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے باپ کی طرف سے بھائی تھے حضرت عمر سے پہلے اسلام لائے غزوہ بدر سمیت کئی جنگوں میں حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ رہے، جب مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آئے تو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کے درمیان اور معن بن عدی انصاری کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا، دونوں اسی جنگ میں منصب شہادت پہ فیض ہوئے، مہاجرین کی طرف سے اس دن جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا، حضرت عمر کو جب آپ کی شہادت کا علم ہوا تو ان کے بارے میں یہ کلمات ارشاد فرمائے: "سبقني إلى الحسنيين أسلم قبلي، واستشهد قبلي" زید مجھ پر دو نیکیوں میں سبقت لے گیا کہ مسلمان بھی مجھ سے پہلے ہوا اور شہید بھی مجھ سے پہلے ہوا۔

سالِم بن عبید بن یعمل

آپ ساداتُ المسلمین میں سے ہیں، قدیم الاسلام صحابی ہیں، مدینہ شریف کی طرف ہجرت بھی فرمائی، حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مدینہ آمد سے قبل آپ ہی مہاجرین کو نماز پڑھایا کرتے تھے، بہترین قاری قرآن تھے اور ان چار قارئین میں سے تھے جن کے بارے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "استقرءوا القرآن من

أربعة" چار افراد سے قرآن سیکھو اُن میں حضرت سالم کا بھی نام آپ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ذکر فرمایا۔

شُجاع بن وہب بن رَبیعہ اَسدی

آپ قدیم الاسلام اور مہاجرین صحابہ کرام میں سے ہیں، غزوہ بدر سمیت تمام جنگوں میں حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے ساتھ رہے، جنگ یمامہ میں آپ کو شہید کیا گیا۔

سائب بن عثمان بن مَظعون

آپ جنگ بدر میں شریک ہونے والے خوش نصیب صحابہ کرام میں سے ہیں، جنگ یمامہ میں تیر لگنے کی وجہ سے ایام شباب میں شہید ہوئے۔

سائب بن عوام

آپ حضرت زبیر بن عوام کے بھائی ہیں جو اُن خوش نصیب دِس صحابہ کرام میں سے ہیں جنہیں رسول کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری سنادی تھی۔

عبداللہ بن سُہیل بن عَمرو بن عبد شمس قُرَشی

آپ قدیم الاسلام صحابی ہیں، ہجرت کا بھی شرف پایا جنگ یمامہ میں شہادت کا رتبہ پایا، خلیفہ بلافصل حضرت ابو بکر صدیق جب اپنے زمانہ خلافت میں حج کے لئے تشریف لے گئے تو ان کے والد سہیل نے حضرت ابو بکر کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی یہ حدیث پاک سنائی:

بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن الشهيد ليشفع لسبعين من أهله، فأرجو أن يبدأ بي

ترجمہ: مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: شہید اپنے گھر والوں میں سے 70 افراد کی شفاعت کرے گا اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے میری شفاعت کریں گے۔

ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس قرشی

آپ نے دو ہجرتوں یعنی ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کا شرف پایا، بدر اور باقی تمام غزوات میں رسول کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے ساتھ رہے، مدینہ کی طرف ہجرت کے بعد نبی کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے آپ اور حضرت عباد بن بشر کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا دونوں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

کچھ دیگر جنگ یمامہ میں شہید ہونے والے مہاجرین کے اسماء:

(1) مالک بن عمرو
(2) یزید بن رقیش بن رباب الاسدی
(3) حکم بن سعید بن العاص بن امیہ اموی
(4) حسن بن مالک بن بحینہ
(5) عامر بن بکر اللیثی
(6) مالک بن ربیعہ

(7) ابو امیہ صفوان بن امیہ بن عمرو
(8) یزید بن اوس
(9) معلی بن حارثہ الثقفی
(10) حبیب بن اسید بن حارثہ الثقف
(11) ولید بن عبد شمس المخزومی
(12) عبد اللہ بن عمرو بن بجرۃ عدوی
(13) ابو قیس بن حارث بن قیس سہمی
(14) عبد اللہ بن حارث بن قیس
(15) عبد اللہ بن مخرمہ بن عبد العزی بن ابی قیس بن عبدوُد بن نصر العامری
(16) عمرو بن اویس بن سعد بن ابی سرح العامری
(17) سلیط بن عمرو العامری
(18) ربیعہ بن ابی خرشہ العامری
(19) عبد اللہ بن حارث بن رحضہ۔

جنگ یمامہ میں شہید ہونے والے انصار صحابہ کرام کے اسمائے مبارکہ:

ابو محمد ثابت بن قیس بن شماس انصاری خزرجی
آپ نبی کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے خطیب تھے، آپ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے انہیں اپنی حیات ظاہری میں ہی شہادت کی خوشخبری سنا دی تھی، جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور اس جنگ میں انصار کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا، نبی کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے آپ کے بارے ارشاد فرمایا: عن أبي هريرة أن رسول الله قال: نعم الرجل ثابت بن قيس بن شماس ترجمہ: ثابت بن قیس بن شماس کتنا اچھا آدمی ہے۔

ابو دُجانہ سماک بن خَرشہ بن لَوذان بن عبد وُدّ بن زید انصاری خزرجی

آپ بڑے بہادر تھے جنگ بدر اور احد سمیت کئی غزواۃ میں حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے ساتھ شریک ہوئے، احد میں حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے آپ کو اپنی تلوار دی جس کا آپ نے حق ادا کیا اور کئی مشرکین مکہ کو واصل جہنم کیا، وحشی بن حرب کے ساتھ مل کر مسیلمہ لعین کو بھی یمامہ میں قتل کیا۔

عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی سلول انصاری خزرجی

آپ سادات صحابہ کرام میں سے ہیں بدر سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے آپ کا باپ رئیس المنافقین تھا جس نے احد میں غداری کی اور اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس آگیا، آپ اس پر بہت سختی کرتے تھے، حُباب آپ کا پہلے نام تھا جس کو بدل کر حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے عبد اللہ رکھا۔

طُفیل بن عَمرو بن طریف بن عاص بن ثعلبہ بن سلیم الدوسی

آپ ہجرت مدینہ سے پہلے اسلام لائے اپنی قوم کے سردار تھے انہیں بھی اسلام کی دعوت دی گئی جو انہوں قبول کی اور چمن اسلام میں داخل ہوئے جب

رسول کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مدینہ شریف کی طرف ہجرت کر کے گئے تو اپنے قبیلے دوس کے 90 افراد سمیت آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں زیارت کے لئے حاضر ہوئے ، جنگ یمامہ کی طرف اپنے بیٹے عَمرو کے ساتھ چلے راستے میں یہ خواب دیکھا:

فرأى الطفيل في المنام كأن رأسه قد حلق، وكأن امرأة أدخلته في فرجها، وكأن ابنه يجتهد أن يلحقه فلم يصل. فأولها بأنه سيقتل ويدفن، وأن ابنه يحرص على الشهادة فلا ينالها عامه ذلك. وقد وقع الأمر كما أولها، ثم قتل ابنه شهيدا يوم اليرموك

ترجمہ: گویا کہ آپ کا سر مونڈ دیا گیا ہے اور ایک عورت نے آپ کو اپنے پیٹ میں داخل کر لیا آپ کے بیٹے نے بھی ساتھ داخل ہونے کوشش کی مگر داخل نہ سکے، آپ نے اس خواب کی خود یہ تاویل بیان فرمائی کہ عنقریب انہیں جنگ یمامہ میں شہید کر کے قبر میں دفن کر دیا جائے گا آپ کا بیٹا بھی شہادت پر حریص ہے مگر وہ اس جنگ میں منصب شہادت پر فائز نہیں ہو سکے گا، سب معاملہ ایسے ہی ہوا جیسے آپ نے تعبیر بیان کی تھی اور آپ کے بیٹے بعد میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے تھے۔

عَباد بن بِشر بن وَقش انصاری

آپ حضرت مصعب بن عُمیر کے ہاتھوں مسلمان ہوئے ہجرت سے پہلے جنگ بدر اور باقی تمام غزوات میں نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ شریک رہے، گستاخ رسول کعب بن اشرف کو قتل کیا، آپ کو نبی مختار دو جہانوں کے تاجدار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک عصا یعنی لاٹھی عطا فرمائی تھی جو اندھیرے میں روشن ہو جایا کرتی تھی۔

کچھ دیگر جنگ یمامہ میں شہید ہونے والے انصار صحابہ کرام کے اسماء:

(1) ورقہ بن ایاس بن عمرو الخزرجی بدری
(2) جزء بن مالک بن عامر
(3) معن بن عدی
(4) مروان بن عباس
(5) عامر بن ثابت
(6) بشر بن عبد اللہ الخزرجی
(7) کلیب بن تمیم
(8) عبد اللہ بن عتبان
(9) ایاس بن ودیعہ
(10) اسید بن یربوع
(11) سعد بن حارثہ
(12) سہل بن حمان
(13) محاسن بن حمیر
(14) سلمہ بن مسعود
(15) ضمرۃ بن عیاض

(16) مسعود بن سنان

(17) عبداللہ بن انیس

(18) ابو حبہ بن غزیہ مازنی

(19) خباب ابن زید

(20) حبیب بن عمرو بن محصن

(21) ثابت بن خالد

(22) فروۃ بن نعمان

(23) عائذ بن ماعص

(24) یزید بن ثابت بن ضحاک

(25) عمارۃ بن حزم بن زید بن لوذان نجاری

(26) عمرو بن حزم

(27) عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام سلمی

(28) ثابت بن ہزال

(29) ابو عقیل بن عبداللہ بن ثعلبہ

(30) عبداللہ بن عتیک

(31) رافع بن سہل

(32) حاجب بن یزید اشہلی

(33) سہل بن عدی

(34) مالک بن اوس

(35) عمر بن اوس

(36) طلحہ بن عتبہ

(37) رباح مولی حارث

حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب مستطاب "البدایہ والنہایہ" کی جلد 6 صفحہ 334، بیروت، میں جنگ یمامہ میں شہید ہونے والے صحابہ کرام کے یہ اسماء لکھے ہیں جن کو ہم نے کچھ کمی بیشی کے ساتھ یہاں نقل کیا ہے مزید تفصیل کے لئے کتاب ہذا کا مطالعہ فرمائیں ،اس کے بعد آپ نے مسیلمہ کذاب کے افراد کے بھی نام لکھے جو اس جنگ میں واصل جہنم ہوئے۔

آج کے پیرانِ عُظام کے لئے لمحہ فکریہ!

قارئین کرام یہ تھے ان ہستیوں کے نام جو اس جنگ میں تحفظ ختم نبوت کی خاطر منصب شہادت پر فائز ہوئے اور اپنی خوبصورت جانوں کے نذرانے ناموس رسالت پر پیش کئے جن میں آپ نے دیکھا صرف عام اسماء نہیں بلکہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام جیسے: حضرت ابو دجانہ ،ثابت بن قیس بن شماس، طفیل بن عمر دوسی ،زید بن خطاب ،عبد اللہ بن ابی سلول ،عباد بن بشر اور سالم بن عبید، حضرت سالم بن عبید ان چار بڑے قراء صحابہ میں سے ہیں جن سے خود حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قرآن سیکھنے کا حکم ارشاد فرمایا، کئی بدری صحابہ کرام کے اسماء بھی اس میں شامل ہیں حالانکہ حضرت ابو بکر صدیق نے یہ اصول بنایا تھا کہ انہیں اب کسی

جنگ پر نہیں بھیجنا اور یہ ہمارے پاس رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تبرکات ہیں مگر جب یمامہ کا واقعہ پیش آیا تو آپ نے خود انہیں جنگ میں جانے کا حکم ارشاد فرمایا، اس سے پتا چلا کہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کتنا اہم مسئلہ ہے مگر آج کے پیرانِ عُظام، شہزادگان، اولیاء کی مسندوں کے گدی نشین، علماء، قُراء حضرات اور حفاظ کرام یہ سمجھتے ہیں کہ ختم نبوت پر پہرہ دینا عام عوام کا کام ہے ہمارے ذمے صرف انہیں بتانا اور تیار کرنا ہے خصوصاً بڑی گدیوں کے پیر عظام یہ خیال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کی زندگیاں اسلام کے لئے بہت ضروری ہیں اسی وجہ کو آڑ بناکر کسی محاذ پر سامنے نہیں آتے حالانکہ انہیں سوچنا چاہئے کہ کیا جنگ یمامہ میں شہید ہونے والے صحابہ کرام سے بھی زیادہ ان کی زندگیاں ضروری ہیں، کیا انہیں یاد نہیں کہ دوجہانوں کے تاجدار رسول مختار جب جنگ احد میں صحابہ کرام پیچھے ہٹنے لگے تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اکیلے آگے جنگ کی طرف بڑھ رہے تھے، کیا یہ جانتے نہیں کہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کتنے انبیاء، رسول شہید ہوئے، کیا انہیں خبر نہیں کہ نواسہ رسول پدر بتول کیوں کربلا کی دھرتی میں اپنے 72 جانثاران سمیت شہید ہوئے، یہ بات سب کو یاد ہونی چاہئے کہ دین کسی کی وجہ سے نہیں کھڑا بلکہ سب کو دین نے ہی سہارا دیا ہوا ہے۔

ناموس نبی کی خاطر ہوئے جو روانہ
نہیں تھے انداز جن کے رسمانہ
سچے تھے وہ صادق اپنے ہدف میں
جانتا ہے یہ بات خوب کل زمانہ
حرمت خدا ورسول پہ جانثاری کے
طرز تھے جن کے سب میں یگانہ
شاہی ان پہ نازاں پرروش فقیرانہ
یہی تھے بالیقین "شہیدان یمامہ"

(بقلم خود)

عقیدۂ ختم نبوت اصول اربعہ کی روشنی میں

از: ایم آزاد، ایم اے

عقیدہ دو طرح کا ہوتا ہے، قطعی اور ظنی... قطعی عقیدے سے انکار مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے مثلاً کوئی شخص اللہ تعالی کو ماننے سے انکار کر دے تو وہ کافر ہو جائے گا........ یوں ہی یہ عقیدہ بھی قطعی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پاک کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد تا قیامت کوئی نیا نبی نہیں آئے گا........ یاد رہے کہ قطعی یا ظنی عقیدہ کے ثبوت کے لیے بھی دین اسلام میں چار اصول مقرر ہیں جیسا کہ کسی فقہی مسئلے کے ثبوت کے لیے چار اصولوں یعنی قرآن، سنت، اجماع اور قیاس پر امت کا اتفاق ہے........ عقیدہ ثابت کرنے والے وہ چار اصول یہ ہیں: قرآن، سنت، سواد اعظم، عقل صحیح۔

شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اس تناظر میں بڑا شاندار کلام فرمایا ہے اور ان اصولوں کی توضیح بڑے محققانہ و کمال انداز میں بیان فرمائی .... اولا انتہائی غور و فکر کے ساتھ اس تحقیق کو سمجھ لیجیے۔ پھر اپنے مضمون کی طرف بڑھتے ہیں۔ چنانچہ امام اہل سنت فرماتے ہیں: جس طرح فقہ میں چار اصول ہیں: کتاب، سنت، اجماع، قیاس، عقائد میں چار اصول ہیں: کتاب، سنت، سواد اعظم، عقل صحیح، تو جو ان میں ایک کے ذریعہ سے کسی مسئلہ عقائد کو جانتا ہے دلیل سے جانتا ہے نہ کہ بے دلیل محض تقلیداً اہل سنت ہی سواد اعظم اسلام ہیں، تو ان پر حوالہ دلیل پر حوالہ ہے نہ کہ تقلید۔

یوں ہی اقوالِ ائمہ سے استناد اسی معنی پر ہے کہ یہ اہلسنت کا مذہب ہے ولہذا چند علمائے کبار ہی سہی اگر جمہور و سواد اعظم کے خلاف لکھیں گے اس وقت ان کے اقوال پر نہ اعتماد جائز نہ استناد کہ اب یہ تقلید ہو گی اور وہ عقائد میں جائز نہیں، اس دلیل یعنی سواد اعظم کی طرف ہدایت اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال رحمت ہے، ہر شخص کہاں قادر تھا کہ عقیدہ کتاب و سنت سے ثابت کرے، عقل تو خود ہی سمعیات میں کافی نہیں۔ ناچار

عوام کو عقائد میں تقلید کرنی ہوتی، لہذا یہ واضح روشن دلیل عطا فرمائی کہ سوادِ اعظم مسلمین جس عقیدہ پر ہو وہ حق ہے اس کی پہچان کچھ دشوار نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں تو کوئی بد مذہب تھا ہی نہیں اور بعد کو اگرچہ پیدا ہوئے مگر دنیا بھر کے سب بد مذہب ملا کر کبھی اہلسنت کی گنتی کو نہیں پہنچ سکے، للہ الحمد فقہ میں جس طرح اجماع اقوی الاَدِلّہ) قوی ترین دلیل (ہے کہ اجماع کے خلاف کا مجتہد کو بھی اختیار نہیں اگرچہ وہ اپنی رائے میں کتاب و سنت سے اس کا خلاف پاتا ہو یقیناً سمجھا جائے گا کہ یا فہم کی خطا ہے یا یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے اگرچہ مجتہد کو اس کا ناسخ نہ معلوم ہو، یونہی اجماع امت تو شے عظیم ہے سواد اعظم یعنی اہلسنت کا کسی مسئلہ عقائد پر اتفاق یہاں اقوی الادلہ ہے کتاب و سنت سے اس کا خلاف سمجھ میں آئے تو فہم کی غلطی ہے، حق سوادِ اعظم کے ساتھ ہے اور ایک معنی پر یہاں اقوی الادلہ عقل ہے کہ اور دلائل کی حجیت بھی اسی سے ظاہر ہوئی ہے مگر محال ہے کہ سواد اعظم کا اتفاق کسی برہان صحیح عقلی کے خلاف ہو، یہ گنتی کے جملے ہیں مگر بحمدہ تعالیٰ بہت نافع و سود مند فعضوا علیھابالنوا جذ (پس ان کو مضبوطی سے داڑھوں کے ساتھ پکڑلو) واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاوی رضویہ،29/214)

یہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مسلمان کا عقیدہ قرآن سے ثابت ہو گا یا سنت و حدیث سے یا سواد اعظم کے اتفاق سے یا پھر عقل صحیح اس کی دلیل بنے گی ....یعنی کسی ایک اصول سے عقیدہ کا ثبوت ہو جاتا ہے تو پھر وہ عقیدہ کتنا مضبوط واہم ہو گا جو ان چاروں اصولوں سے ثابت ہو.........؟ جی ہاں وہ عقیدے جو چاروں اصولوں سے ثابت ہیں ان میں سے ایک عقیدہ ختم نبوت بھی ہے......... حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہونا قرآن کریم کی درجنوں آیات طیبات سے ثابت ہے .... سینکڑوں احادیث مبارکہ اس کو ثابت کرتی ہیں.........سواد اعظم یعنی امت کا بڑا گروہ ہمیشہ اسی عقیدے پر قائم رہا.........اور عقل صحیح کا بھی یہی تقاضا ہے کہ رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہو......... اب ہم یہاں بالترتیب چاروں اصول سے اختصار کے ساتھ بعض دلائل ذکر کرتے ہیں جو عقیدہ ختم نبوت پر اظہر من الشمس دلیل بنتے ہیں.........سب سے پہلے ملاحظہ کیجیے کہ قرآن کریم کیا فرماتا ہے؟ ارشاد باری تعالی ہے:

(1) قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ﹰالَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ(۱۵۸)

ترجمہ: تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمان وزمین کی بادشاہی

اسی کو ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں جِلائے اور مارے(زندگی اور موت دے) تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اُس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ۔(الاعراف:158)

(2) وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا وَّلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ(۲۸)

ترجمہ: اور اے محبوب! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے، خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔(سبا:28)

(3) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰـكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا(۴۰)

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔(الاحزاب:40)

یہ آیت طیبہ عقیدہ ختم نبوت پر صریح و قطعی دلیل ہے مگر مرزا غلام قادیانی نے جس طرح قرآن مجید برہان رشید کی دیگر آیات طیبہ میں فاسد تاویلیں کیں یہاں بھی لفظ "خاتم "میں باطل تاویل کردی کہ خاتم کا معنی مہر لگانے والا ہے اور خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس پر مہر لگادیں گے تو وہ نبی بن جاتا ہے......... یہاں مرزے کی جہالت طشت از بام ہوگئی کیونکہ کسی کو رسول یا نبی بنانا کسی انسان کا کام ہی نہیں حتی کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ منصب عطا نہیں کیا گیا......... بلکہ رسالت یا نبوت عطا فرمانا اللہ تعالی کا کام......... ارشاد باری تعالی ہے:

اَللّٰهُ اَعۡلَمُ حَيۡثُ يَجۡعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ

ترجمہ: اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔(الانعام:124)......... دوسرا یہ کہ ہر وقت ذہن نشین رہنا چاہیے کہ قرآن کریم جن پر نازل ہوا وہ جس آیت یا لفظ کی جو تفسیر و معنی بیان فرمائیں گے وہی معتبر ہوگا اور لفظ "خاتم النبیین " کا معنی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بیان فرمایا ہے وہ ملاحظہ کیجیے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا: انی خاتم النبیین لا نبی بعدی یعنی میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(معجم کبیر، 3/170، حدیث 3026)

لہذا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے معنی کی وضاحت فرمادی کہ اس کا مطلب ہے "آخری نبی" جس کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا تو مرزے کا اپنی جیب سے خود ساختہ معنی باطل و مردود ٹھہرا۔

یہ ہوا عقیدہ ختم نبوت کا پہلے اصول" قرآن "سے ثبوت اور اب ملاحظہ کیجیے ، دوسرے اصول "سنت " کے تحت چند دلائل ...واضح رہے کہ

عقیدہ ختم نبوت کو ثابت کرنے والی احادیث مبار کہ کی تعداد سینکڑوں میں ہے مگر ہم یہاں اختصار کے ساتھ چند کے ذکر پر اکتفا کریں گے۔

(1) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مثلی و مثل الانبیاء کمثل رجل ابنتی داراً فاکملھا واحسنھا الا موضع لبنۃ فکان من دخلھا فنظر الیھا قال، مااحسنھا الا موضع اللبنۃ فانا موضع اللبنۃ فختم بی الانبیاء

ترجمہ: میری اور انبیاء کرام کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک گھر بنایا، اُسے مکمل و خوبصورت بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ پس جو اس گھر میں جاکر دیکھتا، کہتا: یہ گھر کتنا اچھا ہے سوائے ایک اینٹ کی جگہ کے کہ وہ خالی ہے تو وہ اینٹ کی جگہ میں ہوں، پس میرے ذریعے انبیاء کرام ختم کر دیے گئے (یعنی سلسلہ نبوت اختتام کو پہنچا)۔ (صحیح مسلم، 2/248)

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولانبی ترجمہ: بے شک رسالت و نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ نبی۔

(جامع الترمذی، 2/51)

(3) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی ترجمہ: میری امت میں ضرور 30 کذاب (بڑے جھوٹے) ہوں گے، ان میں سے ہر ایک خود کو نبی کہے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (جامع ترمذی، 2/45)

عقیدہ ختم نبوت پر تیسرا اصول "سواد اعظم" کس طرح دلیل بنتا ہے؟ تو یاد رہے کہ قرون ثلاثہ سے لے کر آج تک امت مسلمہ کا بڑا گروہ اس بات سے متفق رہا ہے کہ حضرت محمد مصطفی، احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے آخری نبی و آخری رسول ہیں........ صحابہ کرام ہوں یا تابعین عظام سب کے سب کا اس عقیدہ ختم نبوت پر اجماع رہا........ اور ان کے بعد تبع تابعین سے لے کر آج تک امت مسلمہ کے علما، صلحا، فقہا، مفسرین و محدثین، صوفیا، سلاطین زمانہ وغیرہ ہر عام و خاص مسلمان کا یہ متفقہ اور اجماعی عقیدہ رہا کہ حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں........ بلکہ امت نے ایسے جھوٹے دعوے کرنے والوں کو ہر دور میں عبرت کا نشان بنادیا........ ایسوں کے خلاف جہاد کیا........ ان کا خاتمہ کر کے کیفر کردار تک پہنچا دیا۔

تاریخ اسلام اس پر پورے طور پر شاہد عدل ہے کہ جناب امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد

نورانی صدیقی نوراللہ مرقدہ تک جھوٹے مدعیان نبوت کا تعاقب کیا گیا........انہیں نیست ونابود کیا گیا........ ان کے فتنے سے امت کو بچانے کے لیے پورے زور وطاقت کو استعمال کیا گیا........سواد اعظم نے ہر دور میں سینکڑوں ہزاروں قربانیاں دے کر اس عظیم عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کی ....خلفا نے نبوت کے جھوٹے دعویداروں اور اُن کے پیروکاروں کی سرکوبی کے لیے لشکر روانہ کیے ....علمائے حق نے لسانی وقلمی جہاد کیا، عوام کو اس عقیدہ کی اہمیت سمجھائی........عوام وخواص نے جان ومال کی قربانیاں پیش کیں اور ہنوز یہ سلسلہ جاری وساری ہے........تادم تحریر جس کی آخری جھلک یہ رہی کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر مسلمانوں نے شدید احتجاج کیا اوراس پر تن من دھن قربان کرنے کا اظہار کیا اور اس کے تحفظ کے لیے آخری حدتک جانے کے مظاہرے نے پاکستان کی سپریم کورٹ کو اپنے غلط فیصلے سے رجوع کرنے پر مجبور کر دیا۔فالحمد للہ علی ذالك

عقیدے کے ثبوت کے لیے چوتھا اصول "عقل صحیح "ہے اور عقیدہ ختم نبوت عقل صحیح کے مطابق بھی بدرجہ اتم پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے........اس اعتبار سے اگر ہم غور وفکر کرتے ہیں تو قرآن وسنت کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ جن حالتوں میں اللہ تعالی نے نبیوں کو مبعوث فرمایاوہ چار طرح کی تھیں:

(1) جس قوم میں پہلے کوئی نبی نہیں بھیجا گیا اور نہ کسی نبی کی تبلیغ وتعلیم وہاں پہنچی

(2) کسی قوم میں نبی تو بھیجے گئے مگر ان کی لائی ہوئی شریعت میں تحریف کر دی گئی تو نئے نبی نئی شریعت دے کر مبعوث کیے گئے جیسے یہودیوں نے شریعت موسوی کو بدل دیا تو اللہ پاک نے حضرت عیسی علیہ السلام کو نئی شریعت کے ساتھ بھیج دیا۔

(3) پہلے آنے والے نبی کی تعلیمات انسانی زندگی کے تمام پہلووں کو محیط نہ تھیں تواُس کی تکمیل کے لیے نئے نبی کو مبعوث کیا گیا اور

(4) چوتھی صورت یہ کہ کسی نبی کی زندگی ہی میں ان کا ساتھ دینے ، ان کی ذمہ داریوں میں ہاتھ بٹانے کی خاطر دوسرے نبی بھیج دیئے گئے جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام کے ہوتے ہوئے حضرت ہارون علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا۔

قارئین کرام ! اب آپ غور کیجیے کہ آج ان حالتوں میں سے کون سی حالت پائی جاتی ہے ؟ تو ہر انصاف پسند وحقیقت بین شخص پکار اٹھے گا کہ "آج مذکورہ حالات میں سے کوئی ایک بھی حالت نہیں پائی جاتی۔" اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین اسلام زمین کے کونے کونے تک پہنچ چکا ہے...... آپ کی لائی ہوئی شریعت اسلامیہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں اور ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی ذوات وصفات کو محیط ہے........ آپ جو کتاب الٰہی قرآن کریم ساتھ لائے وہ اسی طرح اپنی اصلی حالت پر ہمارے پاس

موجود ہے جیسا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا کیونکہ یہ قیامت تک کے لیے اتارا گیا ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ رب العالمین نے خود لیا ہے تو یہ ہر قسم کی تحریف و تبدل سے محفوظ و مامون ہے........ اور کسی مددگار نبی کی بھی ضرورت نہ رہی کیونکہ اگر ضرورت ہوتی تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں مددگار نبی بھیج دیا جاتا کہ اس ابتدائی دور ہی میں کفار و مشرکین نے مظالم کیے، طرح طرح سے ستایا اور دکھ دیے........ تو جب اُس دور میں مدد و اعانت کے لیے مددگار نبی نہ بھیجا گیا تو پھر آج کے دور میں جب دین اسلام کا پیغام امن و سلامتی کرہ ارض کے گوشے گوشے میں پہنچ چکا ہے، کسی مددگار نبی کے مبعوث ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مسلمان بھائی بہنو! آپ نے پڑھا کہ عقیدہ ختم نبوت کتنا اہم عقیدہ ہے کہ عقائد کو ثابت کرنے والے چاروں اصولوں سے یہ ثابت ہے........ لہذا اس اہم عقیدہ کے تحفظ کی خاطر ہمیں ہر وقت تیار رہنا چاہیے........ کیسی ہی قربانی دینی پڑے پیچھے نہیں ہٹنا........ اپنے ماتحتوں، اپنے متعلقین، اپنے دوست احباب، اپنی اولاد اور اپنے شاگردوں کی تربیت بھی انہی خطوط پر کرنی ہے........ اپنے مضمون کا اختتام عقیدہ ختم نبوت کے عظیم محافظ، اس عقیدے کی اہمیت پر پانچ کتابیں لکھنے والے اور مرزا معلون پر فتوی کفر و ارتداد جاری فرمانے والے، چودھویں صدی کے عظیم مجدد امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے ان کلمات پر کرتا ہوں جن میں اس عقیدے کا بنیادی و واضح حکم ہے۔........ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: مسلمانوں پر جس طرح لا الہ الا اللہ ماننا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو احد صمد لاشریک لہ جاننا فرض اول و مناط ایمان ہے، یونہی محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کو "خاتم النبیین" ماننا، ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نئے نبی کی بعثت کو یقینی طور پر محال و باطل جاننا اہم فرض اور جزء ایقان ہے (وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَؕ) (ترجمہ: ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے (الاحزاب:40) نص قطعی قرآن ہے، اس کا منکر تو منکر بلکہ شبہ کرنے والا، بلکہ اس میں شک کرنے والا کہ ادنیٰ ضعیف احتمال کی وجہ سے اس کا خلاف کرنے والا ہو، قطعاً اجماعاً کافر ملعون ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنے والا ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو ایسے شخص کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، بلکہ جو ایسے شخص کے کافر ہونے میں شک و تردد کو راہ دے، وہ بھی واضح طور پر کافر ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، 15/630)

منکرین ختم نبوت کا شرعی حکم

از: علامہ مفتی یونس قادری

منکر ختم نبوت کا شرعی حکم جاننے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے یہ معلوم کیا جائے کہ عقیدہ ختم نبوت کس درجے کا عقیدہ ہے اس لئے کہ کسی بھی عقیدے کے منکر کا حکم اس عقیدے کی قطعیت وظنیت کے لحاظ سے مختلف ہو جاتا ہے۔ اگر عقیدہ ظنی ہے تو اس کا منکر کافر نہیں ہوتا عام ازیں کہ وہ ظنی بالمعنی الاخص ہو یا بالمعنی الاعم، پہلی صورت میں اس کا منکر گمراہ ہوتا ہے اور دوسری صورت میں اس سے بھی ہلکا حکم ہوتا ہے اور اگر عقیدہ قطعی بالمعنی الاخص ہو تو اس کا منکر مطلقاً کافر و مرتد ہوتا ہے جبکہ وہ ضروریات دین میں سے ہو ورنہ قائل کا اس کی قطعیت جان لینے کے بعد انکار پر اڑے رہنا اسے مرتد بنا دیتا ہے۔ اور یہ حکم ارتداد بھی ایسا قطعی ہوتا ہے کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر قرار پاتا ہے۔ یہاں ہمیں عقائد کی اقسام کے بیان سے بحث کرنا مقصود نہیں اس لئے اس مجمل اور مختصر کلام کے بعد مقصود کے متعلق کلام شروع کرتے ہیں۔ مقصود کے متعلق کلام تین ابواب پر منقسم ہے۔

پہلا باب اس بارے میں ہے کہ کسی عقیدے کی قطعیت بالمعنی الاخص سے کیا مراد ہوتا ہے؟ اور عقیدے کی قطعیت بالمعنی الاخص کیسے ثابت ہوتی ہے؟ اور ضروریات دین سے کیا مراد ہے؟ یوں اس باب میں مذکورہ تین چیزیں بالترتیب تین فصلوں میں بیان ہوں گی۔

دوسرا باب اس بارے میں ہے کہ عقیدہ ختم نبوت، قطعی بالمعنی الاخص ہے۔ اور یہ عقیدہ ضروریات دین میں شامل ہے۔ یوں اس باب میں مذکورہ دو چیزیں بالترتیب دو فصلوں میں بیان ہوں گی۔

تیسرا باب اس بارے میں کہ ضروریات دین کے منکر کافر ہے؟ اور اس باب میں یہ بھی بیان ہوگا کہ ضروریات دین کا منکر کافر ہونے کی علت و وجہ کیا ہے؟ یوں اس باب میں مذکورہ دو چیزیں بالترتیب دو فصلوں میں بیان ہوں گی۔

آخر میں خاتمہ اور اس میں مذکورہ بالا تین ابواب میں بیان کردہ مقدمات کا نتیجہ بیان کیا

جائے گا ان شاء اللہ۔اس طرح یہ مضمون ایک مقدمہ، تین ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہو گا ان شاء اللہ۔فاقول وباللہ التوفیق:۔

الباب الاول

پہلی فصل: اس بارے میں کہ کسی عقیدے کی قطعیت بالمعنی الاخص سے کیا مراد ہوتا ہے؟

کسی شے سے ایک بات ظاہر ہو اور اس کے علاوہ اس میں کسی دوسری بات کی بھی صلاحیت ہو تو اس شے کو محتمل اور اس کی مذکورہ صلاحیت کو احتمال کہتے ہیں پھر اس کی تین صورتیں ہیں کبھی تو وہ احتمال کسی دلیل کی بنیاد پر ہوا کرتا ہے اس کو احتمال عن دلیل کہتے ہیں اور کبھی وہ بلا دلیل ہوتا ہے لیکن مخالف دلیل نہیں اس کو احتمال بلا دلیل کہتے ہیں اور کبھی احتمال دلیل کے بر خلاف ہوتا ہے یعنی دلیل جس بات کا تقاضا کر رہی ہے یہ احتمال اس کے بالکل خلاف ہوتا ہے اس کو احتمال خلاف دلیل کہتے ہیں۔

احتمال خلاف دلیل در حقیقت کوئی احتمال نہیں بلکہ زاعم کے زعم کے لحاظ سے اس پر احتمال کا اطلاق مجازاً کیا جاتا ہے جیسے حدیث موضوع در حقیقت حدیث ہی نہیں ہوتی لیکن واضع کے زعم کے لحاظ سے اس پر موضوع کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

اعتقاد اگر اتنا پختہ ہو کہ اس میں اصلا خلاف کا احتمال نہ ہو نہ احتمال عن دلیل نہ بلا دلیل تو ایسا اعتقاد قطعی بالمعنی الاخص ہوتا ہے جیسے اللہ تعالی کی وحدانیت کا اعتقاد کہ خلاف کا اصلا احتمال نہیں، اگر کوئی شخص اس اعتقاد میں احتمال نکالے گا تو وہ بالیقین احتمال خلاف دلیل ہو گا جو در حقیقت احتمال ہی نہیں ہوتا بلکہ اس پر احتمال کا اطلاق بھی مجازا ہوتا ہے۔

فتاوی رضویہ شریف میں ہے:

اذا اذعنّا بشیئ فان لم یحتمل خلافه اصلا کوحدانیة اللہ تعالی وحقانیة محمد صلی اللہ تعالی علیه وسلم فیقین بالمعنی الاخص وان احتمل احتمالا ناشئا لا عن دلیل کامکان ان یکون الذی نراہ زیدا جنّیا تشکل بشکله فبالمعنی الاعم ومثل ھذا الاحتمال لانظر الیه اصلا ولاینزل العلم عن درجة الیقین

ترجمہ: جب ہمیں کسی بات کا اذعان حاصل ہو تو اگر اس کے خلاف کا بالکل احتمال نہ ہو جیسے اللہ تعالی کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت. تو یہ یقین بمعنی اخص ہے۔ اور اگر (2) احتمال ہو مگر ایسا احتمال جو بغیر کسی دلیل کے پیدا ہوا ہو تو یہ یقین بمعنی اعم ہے۔ جیسے وہ جسے ہم زید یقین کر رہے ہیں اس کے بارے میں یہ احتمال ہو سکتا ہے یہ کوئی جن ہو جس نے زید کی شکل اختیار کر لی ہے۔ ایسا احتمال ذرا بھی قابل لحاظ نہیں ہوتا۔ نہ ہی یہ علم کو درجہ یقین سے نیچے لا سکتا۔(فتاوی رضویہ شریف، جلد1، صفحہ 180، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اسی میں ایک اور مقام پر ہے: وتحقیق المقام علی ما الھمنی الملك العلام ان العلم القطعی یستعمل فی معنیین احدھما: قطع الاحتمال علی وجه الاستیصال بحیث لایبقی منه خبرولا اثروھذا ھو الاخص الاعلی کما

فی المحکم والمتواتر وھو المطلوب فی اصول الدین فلا یکتفی فیھا بالنص المشھور والثانی : ان لایکون ھناك احتمال ناش من دلیل وان کان نفس الاحتمال باقیاً التجوز و التخصیص وسائر انحاء التاویل کما فی الظواھر والنصوص والاحادیث المشھورۃ والاول یسمی علم الیقین و مخالفه کافر علی الاختلاف فی الاطلاق کما ھو مذھب فقھاء الأفاق ، والتخصیص بضروریات الدین ماھو مشرب العلماء المتکلمین۔ والثانی علم الطمانیة ومخالفه مبتدع ضال ولا مجال الی اکفارہ کمسئلة وزن الاعمال یوم القیمة قال تعالیٰ والوزن یومئذن الحق و یحتمل النقد احتمالاً لاصارف الیه ولا دلیل اصلاعلیه فیکون کقولك وزنته بمیزان العقل وھورائج فی العجم ایضاً تقول سخن سنج ای ناقدالکلام

ترجمہ: اور مقام کی تحقیق اس طور پر جو مجھے اللہ بادشاہ علام نے الہام کیا، یہ ہے کہ علم قطعی دو معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ احتمال جڑ سے منقطع ہو جائے بایں طور کہ اس کی کوئی خبر یا اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔ اور یہ اخص اعلیٰ ہے جیسا کہ محکم اور متواتر میں ہوتا ہے۔ اور اصولِ دین میں یہی مطلوب ہے۔ تو اس میں نصِ مشہور پر کفایت نہیں ہوتی۔ دوسرا: یہ کہ اس جگہ ایسا احتمال نہ ہو جو دلیل سے ناشی ہو اگرچہ نفس احتمال باقی ہو۔ جیسے کہ مجاز اور تخصیص ۔ اور باقی وجوہِ تاویل ۔ جیسا کہ ظواہر اور نصوص اور احادیث مشہورہ میں ہے۔ اور پہلی قسم کا نام علم یقین ہے اور اس کا مخالف کافر ہے علماء میں اختلاف کے بموجب مطلقاً ۔ جیسا کہ فقہائے آفاق کا مذہب ہے یا ضروریات دین کی قید کے ساتھ یہ حکم مخصوص ہے جیسا کہ علمائے متکلمین کا مشرب ہے اور دوسرے کا نام علم طمانیت ہی اور اس کا مخالف بدعتی و گمراہ ہے اور اس کو کافر کہنے کی مجال نہیں۔ جیسے کہ قیامت کے دن اعمال کو تولنے کا مسئلہ۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے "اور قیامت کے دن تول ہونا برحق ہے" اور یہ آیت نقد (پرکھ) کا ایسا احتمال رکھتی ہے ۔ جس کی طرف پھیرنے والی کوئی چیز نہیں اور نہ اصلاً اس پر کوئی دلیل ہے۔ اب آیت کا معنٰی تمہارے قول " میں نے اس کو میزانِ عقل سے تولا" کے مثل ہو گا۔ اور یہ عجم میں رائج ہے۔ تم کہتے ہو "سخن سنج" یعنی کلام کو پرکھنے والا۔ (فتاوی رضویہ، جلد28، صفحہ 668،667، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

دوسری فصل: اس بارے میں کہ عقیدے کی قطعیت بالمعنی الاخص کیسے ثابت ہوتی ہے؟

کسی بھی عقیدہ و عمل کی قطعیت بالمعنی الاخص اس صورت میں ثابت ہوتی ہے جب اس کی دلیل قطعی الثبوت والدلالۃ ہو۔ اگر دلیل کا ثبوت تو اعلی درجے میں ہے لیکن اس کی اپنے معنی پر دلالت قطعی نہ ہو بلکہ محتمل ہو تو اس سے ثابت ہونے والا عقیدہ بھی قطعی بالمعنی الاخص نہیں ہو سکتا ایسے ہی اگر دلیل کی اپنے معنی دلالت قطعی ہے لیکن ثبوت قطعی نہیں تب بھی ثبوت کو پہنچنے والا عقیدہ قطعی بالمعنی الاخص نہیں کہلا سکتا۔

کشف الاسرار شرح اصول بزدوی میں ہے:

فإن الأدلة السمعية أنواع أربعة: قطعي الثبوت والدلالة كالنصوص المتواترة، وقطعي الثبوت ظني الدلالة كالآيات المؤولة، وظني الثبوت قطعي الدلالة كأخبار الآحاد التي مفهومها قطعي وظني الثبوت والدلالة كأخبار الآحاد التي مفهومها ظني فبالأول يثبت الفرض

ترجمہ: سمعی دلیلوں کی چار قسمیں ہیں۔(1)وہ دلیل جو ثبوت اور دلالت دونوں میں قطعی ہو جیسے نصوص متواترہ۔(2)وہ دلیل جو ثبوت میں قطعی اور دلالت میں ظنی ہو۔ جیسے وہ آیات جن کے معنی میں تاویل کی گئی ہے۔(3) وہ دلیل جو ثبوت میں ظنی اور دلالت میں قطعی ہو جیسے وہ احادیثِ آحاد جن کا معنی قطعی ہے۔ (4) وہ دلیل جو ثبوت و اثبات دونوں میں ظنی ہو، جیسے وہ اخبار آحاد جن کا معنی ظنی ہے۔ پہلی قسم کے ساتھ فرض کا ثبوت ہوتا ہے۔(کشف الاسرار، جلد1، صفحہ84، دار الکتاب الإسلامی)

فتاوی رضویہ شریف میں ہے:

اقول بیان ذلك ان الادلة السمعیة اربعة: الاول قطعی الثبوت والدلالة کنصوص القراٰن المفسرة والمحکمة والسنة المتواترة التی مفهومها قطعی الثانی قطعی الثبوت ظنی الدلالة کالاٰیات المؤولة الثالث عکسه کاخبار الاٰحادالتی مفهومها قطعی الرابع ظنیهما کاخبار الاٰحاد التی مفهومها ظنی فبالاول یثبت الفرض والحرام

ترجمہ: میں کہتا ہوں اس کا بیان یہ ہے کہ سمعی دلیلیں چار قسم کی ہیں۔

(1) وہ دلیل جو ثبوت اور دلالت دونوں میں قطعی ہو (ایک توخود وہ یقینی طور پر ثابت ہو، دوسرے یہ کہ معنی مطلوب پر اس کی دلالت اور اس سے مقصود کا اثبات بھی قطعی و یقینی ہو) جیسے قرآنِ کریم کے مفسَّر محکم نصوص اور وہ حدیث متواتر جس کا معنی قطعی ہے۔

(2)وہ دلیل جو ثبوت میں قطعی اور دلالت میں ظنی ہو۔ جیسے وہ آیات جن کے معنی میں تاویل کی گئی ہے۔

(3)اس کے برعکس (وُہ دلیل جو ثبوت میں ظنی اور دلالت میں قطعی ہو) جیسے وہ احادیثِ آحاد جن کا معنی قطعی ہے۔

(4)وہ دلیل جو ثبوت و اثبات دونوں میں ظنی ہو، جیسے وہ اخبار آحاد جن کا معنی ظنی ہے۔(فتاوی رضویہ شریف، جلد1، صفحہ190، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

تیسری فصل: اس بارے میں کہ ضروریات دین سے کیا مراد ہے؟

ضروریات دین سے مراد وہ دینی باتیں ہیں جن کا دین سے ہونا ایسی قطعی یقینی دلیل سے ثابت ہو جس میں رتی برابر شبہ نہ ہو اور ان کا دینی بات ہونا ہر عام و خاص کو معلوم ہو۔ خواص سے مراد علما ہیں اور عوام سے مراد وہ لوگ ہیں جو عالم نہیں لیکن علماء کی صحبت میں رہتے ہیں۔

فتاوی رضویہ شریف کے حاشیہ میں ہے:

وفسرت الضروریات بما یشترك فی علمه الخواص

والعوام اقول المراد العوام الذين لهم شغل بالدين واختلاف بعلمائه والا فكثير من جهلة الاعراب لاسيما فی الهند والشرق لایعرفون کثیرا من الضروریات لابمعنی انهم لها منکرون بل هم عنها غافلون فشتان ماعدم المعرفة ومعرفة العدم وانکان جهلا مرکبا فلا تجهل والتحقیق عندی ان الضرورة ههنا بمعنی البداهة وقد تقرر ان البداهة والنظریة تختلف باختلاف الناس فرب مسألة نظریة مبنیة علی نظریة اخری اذا تبین المبنی عند قوم حتی صار اصلا مقررا وعلما ظاهرا فالاخری التی لم تکن تحتاج فی ظهورها الا الی ظهور الاولی تلتحق عندهم بالضروریات وانکانت نظریة فی نفسها

ترجمہ: ضروریاتِ دین کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ وہ دینی مسائل جن کو عوام وخواص سب جانتے ہوں اقول عوام سے مراد وہ لوگ ہیں جو دینی مسائل سے ذوق و شغل رکھتے ہوں اور علماء کی صحبت سے فیضیاب ہوں۔ ورنہ بہت سے اعرابی جاہل خصوصاً ہندوستان اور مشرق میں ایسے ہیں جو بہت سے ضروریاتِ دین سے آشنا نہیں اس معنی میں نہیں کہ ضروریاتِ دین کے منکر ہیں بلکہ وہ ان سے غافل ہیں ۔بڑا فرق ہے عدمِ علم اور علمِ عدم میں۔ خواہ یہ جہلِ مرکب ہی ہو تو اس فرق سے بے خبری نہ رہے، اور میرے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ ضرورت یہاں بداہت کے معنی میں ہے اور یہ بات طے شدہ ہے کہ مختلف لوگوں کے اعتبار سے بداہت و نظریت بھی مختلف ہوتی ہے۔ بہت سے نظری مسائل کی بنیاد کسی اور نظری مسئلہ پر ہوتی ہے۔ اگر وہ بنیاد کسی طبقہ کے نزدیک روشن وواضح ہو کر ایک مقررہ قاعدہ اور واضح علم کی حیثیت اختیار کرلے تو دوسرا مسئلہ جس کے واضح ہونے کے لئے بس اسی پہلے مسئلہ کے واضح ہونے کی ضرورت تھی، اس طبقہ کے نزدیک ضروریات کی صف میں آجاتا ہے اگرچہ وُہ بذات خود نظری تھا۔(فتاوی رضویہ شریف، جلد1، صفحہ 182، 181، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

شارحِ بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”ایمان کی تعریف میں ضَروریاتِ دین کا (جو) لفظ آیا ہے، اس سے مُراد وہ دینی باتیں ہیں جن کا دین سے ہونا ایسی قطعی یقینی دلیل سے ثابت ہو جس میں ذرّہ برابر شُبہ نہ ہو اور ان کا دینی بات ہونا ہر عام و خاص کو معلوم ہو۔ خواص سے مُراد عُلماء ہیں اور عوام سے مُراد وہ لوگ ہیں جو عالم نہیں مگر عُلماء کی صُحبت میں رہتے ہوں۔ اِس بِنا پر وہ دینی باتیں جن کا دینی بات ہونا سب کو معلوم ہے مگر ان کا ثُبُوت قطعی نہیں تو وہ ضروریاتِ دین سے نہیں مثلاً عذابِ قبر، اعمال کا وَزن۔ یونہی وہ باتیں جن کا ثُبُوت قطعی ہے مگر ان کا دین سے ہونا عوام وخواص سب کو معلوم نہیں تو وہ بھی ضَروریاتِ دین سے نہیں، جیسے صُلبی بیٹی کے ساتھ اگر پوتی ہو تو پوتی کو چھٹا حصّہ ملے گا۔ جن دینی باتوں کا ثُبُوت قطعی ہو اور وہ ضَروریاتِ دین سے نہ ہوں ان کا مُنکِر (یعنی انکار کرنے والا) اگر اس کے ثُبُوت کے قطعی ہونے کو جانتا ہو تو کافِر ہے اور اگر نہ

جانتا ہو تو اسے بتایا جائے، بتانے پر اگر حق مانے تو مسلمان اور بتانے کے بعد بھی اگر انکار کرے تو کافر۔"(نزہۃ القاری، جلد2، صفحہ294، فرید بک سٹال)

الباب الثانی

پہلی فصل: اس بارے میں کہ عقیدہ ختم نبوت، قطعی بالمعنی الاخص ہے۔

عقیدہ ختم نبوت قطعی بالمعنی الاخص عقیدہ ہے اس لئے کہ اس کا ثبوت قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے ہے جو کہ قطعی الثبوت دلائل ہیں اور اس کے مفہوم کو بیان کرنے والی احادیث وآیات احتمال عن دلیل اور احتمال بلا دلیل نہیں رکھتے مثلا لفظ خاتم النبیین جو قرآن مجید میں وارد ہے یا حدیث متواتر لانبی بعدی، اس میں حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی نہ ہونے کے علاوہ کوئی ادنی سے ادنی احتمال نہیں اور اگر کوئی مرتد ایسا احتمال نکالے تو وہ خلاف دلیل ہو گا اور احتمال خلاف دلیل کسی عقیدے کو قطعیت بالمعنی الاخص سے خارج نہیں کر سکتا۔

شفا شریف میں امام قاضی عیاض رحمہ اللہ لکھتے ہیں:"وكذلك من ادعى نبوة أحد مع نبينا صلى الله عليه وسلم أو بعده ۔۔۔۔ وكذلك من ادعى منهم أنه يوحى إليه ، وإن لم يدع النبوة أو أنه يصعد إلى السماء ويدخل الجنة، ويأكل من ثمارها، ويعانق الحور العين فهؤلاء كلهم كفار مكذبون للنبى صلى الله عليه وسلم لأنه أخبر صلى الله عليه وسلم أنه خاتم النبيين، لا نبى بعده وأخبر عن الله تعالى أنه خاتم النبيين، وأنه أرسل كافة للناس، وأجمعت الأمة على حمل هذا الكلام على ظاهره، وأن مفهومه المراد به دون تأويل ولا تخصيص فلا شك فى كفر هؤلاء الطوائف كله اقطعا إجماعا وسمعا

ترجمہ: ایسے ہی وہ شخص جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کسی کی نبوت کا دعوی کرے کافر ہے یا دعوی کرے کہ اس کی طف وحی ہوتی ہے اگرچہ نبوت کا دعوی نہ کرے یا یہ آسمان پر چڑھنے اور جنت میں داخل ہونے اور اس کے پھل کھانے اور حور عین سے معانقہ کرنے کا دعوی کرے تو یہ سب نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے کفار ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے خبر دی کہ وہ خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور اللہ تعالی کی جانب سے یہ خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور ان کی رسالت تمام لوگوں کو عام ہے اور امت نے اجماع کیا ہے کہ یہ کلام مبارک اپنے ظاہر پر ہے جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا اور سول کی مراد ہے نہ اس میں کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص تو جو لوگ اس کا خلاف کریں وہ بلاشک وشبہ یقینا نقلا اتفاقا کافر ہیں۔(الشفا بتعریف حقوق المصطفی، جلد2، صفحہ610،609، دار الفیحاء، عمان)

دوسری فصل: اس بارے میں کہ عقیدہ ختم نبوت ضروریات دین میں شامل ہے۔

مسلمانوں کے علما اور عوام سب جانتے ہیں کہ "خاتم النبیین" لفظ کا معنی بغیر کسی تاویل وتخصیص کے، سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عالم ہستی کے ایجاد کا باعث، گردش لیل ونہار کا مطلوب، خلق آدم کا رمز، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، بانی کعبہ کی دعا، ابن مریم کی بشارت، کائناتِ وجود کے الجھے ہوئے گیسوؤں کو سنوارنے والا، تمام جہان کے بگڑے نظاموں کو سدھارنے والا، سند الاصفیاء، اشرف الانبیاء، احمد مجتبیٰ، جناب محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم تمام انبیاء ومرسلین کے بعد اس دنیا میں تشریف لائے لہذا یہ عقیدہ بالیقین ضروریات دین میں سے ہے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے: "إذا لم يعرف الرجل أن محمدا صلى الله عليه وسلم آخر الأنبياء عليهم وعلى نبينا السلام فليس بمسلم" ترجمہ: جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انبیاء میں سب سے پچھلے نبی ہیں وہ مسلمان نہیں کہ حضور کا آخر الانبیاء ہونا ضروریات دین سے ہے۔
(فتاوی ہندیہ، جلد2، صفحہ 263، دار الفکر)

فتاوی رضویہ شریف میں ہے: "حضور پر نور خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیہ وعلیہم اجمعین کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء ومرسلین بلا تاویل وبلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنی شک وشبہہ کو بھی راہ دے کافر مرتد ملعون ہے۔" (فتاوی رضویہ شریف، جلد14، صفحہ 333، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

الباب الثالث

پہلی فصل: اس بارے میں کہ ضروریات دین کے منکر کافر ہے؟

ضروریات دین کا منکر بالقطع والیقین کافر ہوتا ہے اور اس کا کفر اس درجے کا قطعی یقینی کفر ہوتا ہے کہ منکر کے ضروریات دین کا منکر ہونے کے باوجود اس کو کافر نہ جاننے والا بھی کافر ومرتد قرار پاتا ہے۔

التقریر والتحبیر لابن امیر حاج میں ہے: "(ما) كان (من ضروريات الدين) أي دين الإسلام وهو ما يعرفه منه الخواص والعوام من غير قبول للتشكيك كوجوب اعتقاد التوحيد والرسالة ووجوب الصلوات الخمس وأخواتها من الزكاة والصيام والحج (يكفر) منكره" ترجمہ: جو مسئلہ دین اسلام کی ضروریات میں سے ہو یعنی خواص وعوام اس کو بغیر شک کے جانتے ہوں جیسے عقیدہ توحید ورسالت اور پانچوں نمازوں اور زکاۃ، روزہ اور حج کی فرضیت کا اعتقاد، ایسے مسائل کا منکر کافر ہے۔
(التقریر والتحبیر، جلد3، صفحہ 113، دار الکتب العلمیہ)

شفا شریف میں ہے: "من شك في كفره وعذابه كفر" ترجمہ: جو شخص قطعی کافر کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (الشفا بتعریف حقوق

المصطفی، جلد2، صفحہ 476، دار الفیحاء، عمان)

دوسری فصل:

اس بارے میں کہ ضروریات دین کا منکر کافر ہونے کی علت ووجہ کیا ہے؟

قارئین! مندرجہ بالا تفصیل سمجھ لینے کے بعد آپ جان چکے ہوں گے کہ ضروریات دین کا منکر درحقیقت قرآن یا حدیث متواتر کا منکر ہوتا ہے اور ان دونوں کا کلام اللہ وکلام الرسول ہونا اس درجہ یقین کے ساتھ ثابت ہے جتنا آنکھ سے دیکھی ہوئی چیزوں اور کان سے سنی ہوئی چیزوں کا ثبوت یقینی ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ کسی کلام کا اس درجہ اللہ ورسول کا کلام ہونا یقینی طور پر پایہ ثبوت کو پہنچنے کے بعد جو بدبخت اس کلام کا منکر ہوگا وہ درحقیقت اللہ ورسول کا منکر ہے اور ایمان کسی مخصوص گروپ یا کسی مخصوص شکل والوں کی جاگیر تو ہے نہیں کہ اس شکل اور قوم کا حامل ہونے کے بعد جیسا مرضی عقیدہ رکھا جائے حامل مسلمان رہے گا بلکہ ایمان نام ہے محمد رسول اللہ کو ان کی تمام باتوں میں سچا مان لینے کا اور اس منکر نے اسی مقدس ہستی کا انکار کیا تو اس کے بعد وہ مسلمان کیسے رہ سکتا ہے؟ لہذا ایسا شخص کافر ہوجاتا ہے اور اس کا کافر قرار پانا عقل ودیانت دونوں کے موافق ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ یَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا(۱۵۰) اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا(۱۵۱)

ترجمہ کنز الایمان: وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کردیں اور کہتے ہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال لیں۔ یہی ہیں ٹھیک ٹھیک کافر اور ہم نے کافروں کے لیے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (پارہ6، النساء: 151، 150)

خاتمہ

جب یہ دونوں مقدمات ثابت ہوگئے کہ عقیدہ ختم نبوت ضروریات دین میں سے ہے اور ضروریات دین کا منکر کافر ہے تو نتیجہ کالشمس فی نصف النہار بلکہ اظہر من الشمس ہوگیا کہ عقیدہ ختم نبوت کا منکر کافر ومرتد وملعون ہے اور یہ مقدمہ بھی ہم اوپر روشن کر آئے کہ ایسے شخص کے کفر کا منکر بلکہ اس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ومرتد ہوتا ہے لہذا یہ بھی واضح ہوگیا کہ منکرِ عقیدہ ختم نبوت کے کفر کا منکر بلکہ اس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ومرتد اور معلون ہے۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیه کما یحب ربنا ویرضی و یا رب صل وسلم علی سیدنا ومولانا محمد خاتم الانبیاء والرسل کما تحب وترضی له

عقیدۂ ختم نبوت مفسرین کے اقوال کی روشنی میں

از: زین العابدین کمہاری
(دارالعلوم فیضان اشرف باسنی)

اسلامی عقائد میں ایک اہم اور بنیادی عقیدہ عقیدہ ختم نبوت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جن وانس کی رشد وہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کا عظیم الشان سلسلہ جاری فرمایا اور اس سلسلہ مقدسہ کو حضور صلی االلہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر مکمل فرمایا اب قیامت تک کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا، جس طرح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں شرکت ممکن نہیں اسی طرح حضور صلی االلہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں بھی شرکت ممکن نہیں۔

جس طرح نبی کو صادق نہ ماننا اور ان کی تکذیب کرنا کفر ہے اسی طرح جھوٹے مدعی نبوت کو ماننا اور اس کی تصدیق کرنا بھی کفر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کچھ ماننے کے باوجود کوئی بدنصیب آپ کی ختم نبوت کا یقین نہیں رکھتا ہے ختم نبوت میں کسی طرح کی بھی تاویل کرتا ہے تو وہ کافر ہے۔

حضور صلی االلہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا نہایت بے غبار اور واضح مسئلہ ہے جو روز روشن کی طرح ثابت ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لیکر آج تک پوری امت اسی پر متفق چلی آرہی ہے

ختمِ نبوت کے حوالے سے قرآن کریم میں ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (۴۰)

یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ سب نے تقریبا ایک ہی مفہوم کے معانی بیان کیے ہیں۔

اس آیت کا شان نزول کچھ یوں ہے کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے نکاح کیا تو کفار ومشرکین یہ کہنے لگے کہ آپ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی

کے باپ نہیں اور حضرت زید آپ کے منہ بولے بیٹے تھے حقیقت میں نہیں تھے۔ حقیقت میں آپ کے چار فرزند تھے حضرت قاسم طیب طاہر اور ابراہیم وہ اس عمر کو نہ پہنچے کہ انہیں رجال یعنی مرد کہا جا ہے اس لیے کہ وہ بچپن میں ہی وفات پا گئے اور آیت میں رجال یعنی بڑی عمر کے لوگوں کا ذکر ہے

ولکن رسول اللہ کی تفسیر

آیت کے شروع میں فرمایا محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن باپ دو طرح سے ہوتا ہے ایک جسمانی باپ اور دوسرا روحانی باپ حضور صلی االلہ علیہ وسلم امت کے جسمانی باپ نہیں لیکن روحانی باپ ہیں یعنی اللہ کے رسول ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ تمام رسول امت پر شفقت کرنے اور نصیحت کرنے آئے ہیں امت پر ان کی تعظیم و اطاعت لازم ہونے کے اعتبار سے امت کے باپ کہلاتے ہیں ان کے حقوق حقیقی باپ کے حقوق سے بھی زیادہ ہوتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ امت ان کی حقیقی اولاد بن گئی اور حقیقی اولاد کے تمام حقوق ان کے لیے ثابت ہوگئے وہ صرف انھیں اعتبار سے امت کے باپ ہیں جن کا ذکر ہوا

وخاتم النبیین کی تفسیر

سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے یعنی حضور صلی االلہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نبوت آپ پر ختم ہو چکی ہے حالانکہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے اگر چہ نبوت آپ پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر عمل پیرا ہوں گے اور اسی شریعت پر عمل کریں گے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا قرآن و سنت سے روز روشن کی طرح ثابت ہے اور پوری امت کے علماء محدثین مفسرین، مجتہدین فقہاء اولیاء اور بزرگان دین سب کا اس بات پر اتفاق ہے

تو ہم یہاں پر عقیدہ ختم نبوت کو مفسرین کے اقوال کی روشنی میں بتائیں گے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ہر مفسر نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا آپ پر نبوت ختم ہو چکی ہے

اس آیت ماکان محمد۔۔ الخ ،کی تفسیر میں چند اقوال مفسرین

تفسیر بغوی میں ہے (اي آخر هم) یعنی خاتم النبیین سے مراد آخری نبی (تفسیر بغوی جلد ۳ صفحہ ۵۳۳)

تفسیر بغوی اتنی معیاری تفسیر ہے، اس میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا آپ پر نبوت ختم ہو چکی ہے تفسیر ابن جریر میں ہے کہ (ای آخرھم) یعنی خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہے۔

(تفسیر ابن جریر جلد ۲ صفحہ ۱۹)

تفسیر ابن جریر میں بھی یہی لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا آپ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے (اذھو کوالد ولدہ الذی لیس لہ غیرہ) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم باپ کی طرح ہیں باپ دو نہیں ہوا کرتے (تفسیر کبیر جلد ۹ صفحہ ۱۷۱)
تفسیر کبیر میں بھی یہی درج ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لیے باپ کی طرح ہیں مطلب یہ ہے کہ امت پر ان کی تعظیم واطاعت لازم ہونے کے اعتبار سے امت کے باپ کہلاتے ہیں باپ دو نہیں ہوا کرتے اس کا مطلب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا آپ پر نبوت ختم ہو چکی ہے

تفسیر خازن میں ہے (ختم اللہ بہ النبوۃ فلا نبوۃ بعدہ ولا معہ) یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ پر نبوت ختم کر دی اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں نہ ہی آپ کے ساتھ کوئی نبی ہے۔ (تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۵۰۳) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا آپ پر نبوت ختم ہو چکی ہے نہ ہی آپ کے ساتھ کوئی نبی یعنی آپ کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں اتارا۔

تفسیر مدارک میں ہے (ای آخر ھم لا ینبأ احد بعدہ و عیسی ممن نبی قبلہ) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے نبی بنائے گئے (تفسیر مدارک جلد ۳ صفحہ ۵۰۳)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبوت ختم کر دی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے نبی بنائے گئے آپ سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت مل چکی ہے اب وہ صرف نازل ہوں گے اب ان کو نبوت نہیں دی جائے گی ان کو نبوت پہلے مل چکی ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے (فھذہ الآیۃ نص فی انہ لا نبی بعدہ) یہ آیت اس موضوع پر نص ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۶۶۵) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا آپ پر نبوت ختم ہو چکی ہے

بیضاوی میں ہے۔ (آخر ھم الذی او ختموبہ) یعنی آخری نبی جس نے انہیں ختم کیا یا اس کے ذریعے ختم کیے گئے (تفسیر بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۳۴۷) تفسیر بیضاوی میں بھی یہی بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا آپ پر نبوت ختم ہو چکی ہے

تفسیر جلالین میں ہے (ای بہ ختمو) یعنی آپ کے ذریعے ختم کیے گئے (تفسیر جلالین صفحہ ۳۵۵) تفسیر جلالین میں بھی یہی ہے کہ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا آپ پر نبوت ختم ہو چکی ہے

قرآن مجید کی 100 آیات طیبات سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا آپ پر نبوت ختم ہو چکی ہے جس میں تین آیات کا ذکر ہم کر رہے ہیں

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ

رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (۴۰)

ترجمہ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں۔(احزاب ۴۰)

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ

میں نے آج تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تمہارے اوپر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔(المائدة:۳)

وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ (۴)

یعنی متقی وہ ہے جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ پر نازل ہوا اور آپ سے پہلے نازل ہوا اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔(البقرہ:۴)

احادیث کریمہ میں 250 مرتبہ آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا آپ پر نبوت ختم ہو چکی ہے جس میں ہم تین احادیث کریمہ کا ذکر کر رہے ہیں۔

(1) کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون قالوا فماذا تامرنا یا رسول الله قال فوی بیعة الاول فالاول ارجوحقهم فان الله سائلهم عما استرعاهم

یعنی بنی اسرائیل میں لوگوں کا کام انبیاء کے ذمہ تھا ایک نبی کے بعد دوسرا نبی اجاتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں بلکہ اب خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ہمارے لیے کیا حکم ہے فرمایا پہلے کی بیعت نبھاؤ پس پہلے کی بیعت نبھاؤ تم ان کا حق ادا کرتے رہو اللہ تبارک و تعالی ان کی رعایا کے بارے میں ان سے خود پوچھ لے گا (بخاری جلد 1 صفحہ 491، مسلم جلد 2 صفحہ 126، مشکاۃ صفحہ 320، المستند صفحہ 6)

(2) ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بناء بیتا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاویه فجعل الناس یطوفون به ویتعجبون له ویقولون هلا وضعت هذه اللبنه قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین

یعنی میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال یہ ایسی ہے جیسے ایک ادمی نے حسین و جمیل محل بنایا ہو اور ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑی ہو لوگ اکر اس محل میں گھوم پھر کر دیکھتے ہیں اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک اینٹ کی جگہ خالی کیوں ہے بس میں وہ اخری اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔(بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۱، مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۴۸، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۲)

(3) ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی یعنی بلاشبہ رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے اب میرے بعد نہ تو کوئی رسول ہو گا اور نہ ہی کوئی نبی۔(ترمذی جلد 2 صفحہ 153 المسند صفحہ 7)

تو ان مذکورہ آیات، احادیث اور اقوال مفسرین و محدثین سے ثابت ہوا کہ ہمارے نبی آخری نبی ہیں جو کوئی اس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔

عقیدۂ ختمِ نبوت اور اردو نعتیہ ادب

از: سید محمد جنید البخاری الحسینی

اللہ رب العزت نے بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہِ ہدایت دکھانے کے لیے اپنے انبیاء و مرسلین علیھم السلام کو پے در پے اس دنیائے رنگ و بُو میں مبعوث فرمایا۔ نبوت کا وہ سلسلہ جو اس جہان میں ابو البشر حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام سے چلا اب اس کے اختتام کا وقت ہوا چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ آخری مُژدہ رساں، کنواری پاک بی بی مریم رضی اللہ عنھا کا عظیم الشان فرزند عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام یہ مژدۂ جانفزا سناتا تشریف لایا: وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ (اور اس عظیم رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔)(الصف)

حضور سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم ہدایت کی آخری شمع لیے خداوندِ کریم کی بارگاہ سے نبوت کے سلسلے کو ختم فرماتے ہوئے اس جہان میں تشریف لائے جس کا بیان خود ربِ ذوالجلال نے اپنے پاک کلام میں ارشاد فرمایا: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں۔)

اور خود نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے اپنی ختمِ نبوت کو کئی مقامات پر بیان فرمایا جن میں سے ایک حدیثِ پاک ملاحظہ فرمائیں۔ خاتم النبیین صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم فرماتے ہیں: أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي۔ یعنی: میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (جامع الترمذی، حدیث: 2219)

ہے نبی الانبیا اُن کا لقب
خاتمِ پیغمبراں، فخرِ عرب

ختمِ نبوت کا عقیدہ قطعی اجماعی ہے جس میں ادنیٰ سا تردد و شک کرنے والا بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ جیسا کہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیِ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا:

تمہارے بعد پیدا ہو نبی کوئی نہیں ممکن
نبوت ختم ہے تم پر کہ ختم الانبیاء تم ہو

عقیدۂ ختمِ نبوت پر تمام امت کا اجماع و اتفاق ہے لیکن کچھ بد بخت و بد اطوار ہر زمانے میں پیدا ہوتے رہے جنہوں نے خود کو نبی ثابت کرنے اور ختمِ نبوت کے عقیدے کو ختم کرنے کی ناپاک و نامراد سعی کی۔ اس کی پیشن گوئی خود خاتم النّبیین صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمائی۔ چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے:

قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم : أنّہ سیکون فی أمتی ثلاثون کذابون کلّھم یزعم أنّہ نبی وأنا خاتم النبیین لا نبی بعدی

یعنی: عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ سمجھے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ہر دور کے کذاب نے جب دعوئ نبوت کیا تو اس وقت کے غیور مسلمانوں نے اس فتنے کا تعاقب کیا جس کا سلسلہ خلیفۂ بلا فصل حضرت سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں مسیلمہ کذاب ملعون سے جنگ کی صورت میں شروع ہوا اور آج تک وہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔

غیرت مند صاحبِ ایمان حکمرانوں نے ان فتنوں کا مقابلہ طاقت کے بل بوتے پر کیا اور علمائے امت نے تقاریر اور اپنے تیغِ قلم سے ان فتنوں کا سر قلم کیا۔ برصغیر پاک و ہند میں تمام مدعیانِ نبوت کا اور بالخصوص مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کا تعاقب بڑے زور و شور سے ہوا۔ اس موضوع پر سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں اور عقیدۂ ختمِ نبوت کو خوب واضح کر کے بیان کیا گیا۔

اردو ادب میں جہاں نثر کی صورت میں اس نظریے کی حفاظت کی گئی وہاں نظم کے اندر بھی اس عقیدے کو بخوبی آشکار کیا گیا۔ یقیناً اردو نعتیہ شاعری کے تمام اشعار جن میں ختمِ نبوت کو بیان کیا گیا، کو پیش کرنا اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں اس لیے ہم ذیل میں چند اشعار بطورِ نمونہ پیش کرتے ہیں۔

سیدی اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے عقیدۂ ختمِ نبوت کو اپنی شاعری میں کئی مقامات پر بیان کیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

یعنی میرے آقا کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے ہی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا جیسا کہ آپ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا (کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد) اور آپ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم پر ہی اس کا اختتام ہوا۔

اسی مضمون کو ایک اور مقام پر کچھ یوں بیان فرمایا:

بزمِ آخر کا شمعِ فروزاں ہوا
نورِ اول کا جلوہ ہمارا نبی

یعنی جس وقت حضرت آدم علیہ السلام ابھی آب و گِل کے مراحل طے کر رہے تھے اس وقت آپ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا نور پیدا ہو کر نبوت

کے اعزاز سے سرفراز ہو چکا تھا اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی سارے نبیوں کے آخر میں آئے اور ہدایت کی آخری شمع روشن فرما کر اس سلسلے کو مکمل فرمایا۔

مذکورہ بالا مضمون کو شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیِ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمۃ نے بھی بڑی خوبی سے نبھایا۔ فرماتے ہیں:

تمہیں سے فتح فرمائی، تمہیں پر ختم فرمائی
رُسل کی ابتدا تم ہو، نبی کی اِنتہا تم ہو

اور فرمایا:

سلام اس پر جو اَوَّل ہے رُسل کا
سلام اس پر جو ختم الانبیا ہے

پیارے آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آخری نبی ہونے کی بہت بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ آپ کا لایا ہوا دین سابقہ ادیان کا ناسخ ہوا جبکہ دینِ محمدی ناقابلِ منسوخ ہے جس نے تا قیامِ قیامت باقی رہنا ہے۔ اس دلیل کو ذکر فرما کر سیدی اعلیٰ حضرت نے ختمِ نبوت کا عقیدہ کچھ اس طرح بیان فرمایا:

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی
بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی

اس دلیل کو حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ نے بھی خوب بیان کیا، فرماتے ہیں:

وہ مَہبِطِ قران ہیں ناسخ ہے جو اَدیان کا
پہنچا جو یہ حکم خدا سارے صحیفے تھے فنا

اعلیٰ حضرت نے ایک اور مثال کے ذریعے عقیدۂ ختمِ نبوت کو یوں بیان فرمایا:

نہ رکھی گُل کے جوشِ حُسن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غُنچہ کوئی باغِ رسالت کا

یعنی نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم گلستانِ رسالت کے وہ بے مثل و بے مثال پھول ہیں جن کے آب و تاب سے کھلنے اور حسن کا جلوہ دکھانے کے بعد کسی اور گُل کی ضرورت نہیں رہتی۔ سبحان اللہ

اعلیٰ حضرت کے خلیفہ مولانا جمیل الرحمٰن رضوی علیہ الرحمۃ نے ختمِ نبوت کا عقیدہ کچھ اس طرح بیان فرمایا:

وہ ختم الانبیا تشریف فرما ہونے والے ہیں
نبی ہر ایک پہلے سے سناتا یہ خبر آیا

یعنی اللہ پاک کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امت کو نبی آخر الزماں صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد کی خوشخبری سناتے اور ان پر ایمان لانے کے عہد و پیمان لیتے تھے۔(الخصائص الکبریٰ، ج1 ص16)

نبی پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پشت مبارک پر مہرِ نبوت تھی جو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آخری نبی ہونے کی عظیم الشان نشانی تھی۔ اس کا ذکر مولانا جمیل الرحمٰن رضوی علیہ الرحمۃ کچھ یوں فرماتے ہیں:

نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے بعد ان کے نبی کوئی
ہوا ظاہر یہ ختم الانبیا کی مُہرِ اَنور سے

دوسرے مقام پر اسی بات کو کچھ اس طرح ذکر کیا:

نہ ہوگا کوئی بعد اُن کے پیمبر
بتاتی ہے مہرِ نبوت نبی کی

اسی دلیل کو ایک اور مقام پر کچھ یوں بیان کیا

لگا کر پشت پر مُہرِ نبوت حق تعالیٰ نے
انہیں آخر میں بھیجا خاتمیت اس کو کہتے ہیں

برادرِ اعلیٰ حضرت شہنشاہِ سخن مولانا حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے مذکورہ بالا دلیل کو ایک الگ انداز میں بیان کیا۔ فرماتے ہیں:

تھی جو اُس ذات سے تکمیلِ فرامیں منظور
رکھی خاتم کے لئے مہرِ نبوت محفوظ

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ سرورِ کونین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شانِ رحیمی و کریمی اور ختمِ نبوت کو کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

حق نے انہیں رحمت کہا اور شافعِ عصیاں کیا
رتبہ میں وہ سب سے سوا، ہیں ختم ان سے انبیا

صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ نے خاتم النبیین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ختمِ نبوت کو بیان کرتے ہوئے نگاہِ لطف وعنایت کی التجاء بخوبی سرانجام دی۔ فرماتے ہیں:

اَز رہِ بندہ نوازی چشمِ پُر انوار سے
دیکھئے میری طرف ختمِ رسولاں دیکھئے

یقیناً اس مضمون پر مسلمان شعراء کے اشعار شمار سے باہر ہیں لہٰذا ہم اپنی کوتاہ بینی کا اعتراف کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی ایک عظیم الشان رباعی پر اپنے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

سیدی اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں:

آتے رہے انبیا کَمَا قِیْلَ لَهُمْ
وَ الْخَاتَمُ حَقُّکُمْ کہ خاتم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفترِ تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اَکْمَلْتُ لَکُمْ

یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے چلا اور سب نبیوں کے آخر میں آنے کا اعزاز ہمارے آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ملا اور اللہ پاک نے ختمِ نبوت کا تاج آپ کے سرِ انور پر سجایا۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں کہ جب آسمانی کتابوں کا سلسلہ قرآن مجید پر آکر مکمل ہوا تو آخر میں مُہر لگا دی گئی کہ (اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ) کہ آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔

اللہ پاک ہمیں اور ہماری آنے والی نسلوں کو عقیدۂ ختمِ نبوت پر قائم ودائم رکھے۔

آمین بجاہ خاتم النبیین و المعصومین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مسئلہ ختم نبوت دلائل کی روشنی میں

از: محمد امن، ایم، پی
(دارالعلوم فیضان اشرف باسنی ناگور شریف)

مسلمانوں کو اسلام کے دائرے میں رہنے کے لیے ان کے کئی عقیدوں کا صحیح و سالم ہونا ضروری ہے کیوں کہ کچھ عقائد ایسے بھی ہیں جن کا صحیح اور سالم نہ ہونا یہ مسلمانوں کی گمراہی کا سبب بنتا ہے اور کئی عقائد ایسے بھی ہیں کہ اگر کوئی ان میں اپنی طرف سے کچھ رد و بدل کرے یا پھر ان عقائد کو ماننے سے انکار کر دے تو وہ اسلام کے دائرے سے باہر نکل کر کافر و مرتد کے حکم میں آجاتا ہے ان میں سے ایک مسئلہ ختم نبوت پر ایمان رکھنا ہے۔

اس پر ایمان رکھنا مسلمانوں کے لیے نہایت ہی ضروری ہے اگر کوئی اس کا انکار کرے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی نبی کے مبعوث ہونے پر یقین رکھے تو وہ کافر ہے کہ رب العزت کی آخری کتاب اور مسلمانوں کی ایک بڑی کتاب قرآن مجید فرقان حمید ہے اس میں تقریبا (100) آیات مبارکہ ہے کہ جن میں اشارۃ النص سے یا عبارت النص سے دلالت النص سے اور اقتضاء النص سے ختم نبوت کا ثبوت ملتا ہے اس کے بعد احادیث مبارکہ میں تقریبا 250 احادیث ایسی ہیں کہ جن میں ختم نبوت کا ثبوت اور ختم نبوت کا عقیدہ بالکل ایسے ہی واضح ہے جیسے دن میں سورج لیکن اندھوں کو سورج نظر ہی نہ آئے تو پھر اس میں سورج کا کیا قصور۔

عقیدہ ختم نبوت یہ اسلام کا ایک بہت ہی نازک اور اہم ترین عقیدوں میں سے اہم عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے زمانے سے ہی چلا آ رہا ہے اور اس عقیدے کی وجہ سے ہی اسلام کی ایک ایسی جنگ بھی ہوئی کہ جس میں کئی مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا اور اس میں تقریبا 700 حافظ قرآن بھی تھے حالانکہ تاریخ اسلام میں اس سے پہلے ایسی کوئی جنگ نہ ہوئی جس میں اتنے مسلمانوں

نے نبی کے نام پر جام شہادت نوش فرمائی ہو۔

ختم نبوت پر ہمارا کیا عقیدہ ہونا چاہیے اور آخری نبی کون ہیں اس بات کا فیصلہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب قران مجید میں کئی جگہ پر کر دیا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یہ آخری نبی ہیں اس بات کہ آیت مبارکہ سے کچھ دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

آیت نمبر 1:

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ(۴) اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(۵)

ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں جو نازل کیا گیا ہے اے محبوب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم آپ کی طرف اور جو اپ سے پہلے نازل کیا گیا اور وہ اخرت کے دن پر یقین رکھتے ہیں۔ (سورہ بقرہ)

اللہ عزوجل نے ایمان کی سلامتی کے لیے آیت مبارکہ میں دو چیزوں پر یقین کا حکم بیان فرمایا:

پہلا یہ اس پر ایمان ہونا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا اور

دوسرا اس پر جو آپ سے پہلے والے انبیاء کرام پر نازل ہوا معلوم ہوا کہ ایمان کی سلامتی کے لیے جو آپ پر نازل ہوا اور آپ سے پہلے والے نبیوں پر نازل ہوا اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے اگر آپ کے بعد بھی کسی پر وحی نازل ہوتی یا کوئی نبی آنا ہوتا تو اللہ عزوجل ضرور فرماتا: بما انزل اليك وما انزل من قبلك وما ينزل من بعدك۔۔ محبوب جو آپ پر نازل کیا گیا آپ سے پہلے نبیوں کو نازل کیا وما ینزل من بعدک اور جو آپ کے بعد نازل کیا جائے گا پھر بعد والی وہی پر بھی ایمان لانا لازم ہوتا۔

آیت نمبر 2

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

ترجمہ۔اے محبوب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرما دو اے لوگو بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں ۔(سورہ اعراف آیت نمبر 158)

یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دنیا کے ہر انسان کی طرف رسول بن کر ائے ہیں اپنے دور کے لوگوں کے لیے اور قیامت تک پوری انسانیت کے لیے آپ کے رسالت ثبوت کے ساتھ موجود ہیں جب آپ سب کے لیے رسول بن کر آگئے تو پھر آپ کے بعد کسی اور نبی کے پیدا ہونے کی کوئی گنجائش نہیں اگر اللہ تعالی کا ارادہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کے مبعوث کرنے کا ہوتا تو اللہ قرآن میں اس نبی کے

اوصاف ضرور بیان کرتا جیسا کہ خاتم النبیین حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ان سے پہلے والے نبیوں کی کتابوں میں ذکر کیے کہ

اے انبیا آپ کے بعد ایک نبی اور آنے والے ہیں کہ ان کی یہ شانیں ہوں گی اور یہ مقام و مرتبہ ہو گا تو پھر ان نبیوں نے اپنی امتوں کو حضور کی آمد کے بارے میں بتانے کے ساتھ ساتھ ان پر ایمان لانے کی تاکید بھی فرمائی لیکن اللہ تعالی نے قرآن میں حضور کے بعد کسی اور آنے والے نبی کے بارے میں کوئی تذکرہ نہ کیا اور نہ ہی کوئی وصف بیان کیا تو اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث ہونا ثابت ہوتا تو ضرور اس کے اوصاف بیان کر دیے جاتے تو اس تو اس کے اوصاف کا بیان ہے نہیں ہونا بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ہی آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

آیت نمبر 3

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ

ترجمہ۔ آج کے دن ہم نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند فرمایا۔

(المائدۃ:3)

اس آیت مبارکہ سے بھی ہماری رہنمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخری نبی ہونے کی طرف ہوتی ہے کہ اللہ نے اس آیت مبارکہ میں فرمایا آج تمہارے دن کو مکمل کر دیا نہ کہ آج تمہاری کتاب قرآن مجید کو مکمل کیا اب جب اللہ نے دین اسلام کو مکمل کر دیا تو اس کو کوئی کیسے تکمیل تک پہنچا سکتا ہے کیونکہ یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہی مکمل ہو چکا تھا تو حضور کے بعد اس دن کو مکمل کرنے کے لیے کسی نبی کے پیدا ہونے کی کوئی صورت باقی نہ رہی۔

قرآن مجید کے بعد ہمارے پاس تاریکی سے نکلنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و احادیث مبارکہ کی روشنی بھی موجود ہے ختم نبوت کا عقیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور اقوال کی روشنی میں مندرجہ ذیل ہے:

حدیث نمبر 1

كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبي خلفه نبي و انه لا نبي بعدي و سيكون خلفا

(صحیح بخاری جلد نمبر ایک صفحہ نمبر 491)

انبیاء بنی اسرائیل وہ سیاست فرمایا کرتے تھے جب ان میں سے ایک نبی دنیا سے رخصت ہو جاتا تو

ان کے بعد ایک نبی آ جاتا پر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ہاں عنقریب خلیفہ ہوں گے۔

حضور کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد صرف خلفا آئیں گے اور خلفاء نائب ہوتے ہیں تو نائب ہمیشہ امام کے بعد ہی اتے ہیں اب جب خود نبی نے فرمادیا کہ میرے بعد خلفا آئیں گے تو کسی اور نبی کا آنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔

حدیث نمبر 2

لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب (جامع ترمذی جلد نمبر دو صفحہ 687) ترجمہ۔اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ ہوتا۔

حدیث نمبر 3

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لعلی انت منی منزلتی ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی (صحیح مسلم جلد نمبر دو صفحہ 278)

ترجمہ۔اے علی تجھے میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو جناب ہارون علیہ السلام کو جناب موسی علیہ السلام سے تھی حضرت ھارون علیہ السلام کو حضرت موسی علیہ السلام سے نسبت تھی اس وقت نبی آتے تھے ان کے بعد سلسلہ نبوت منقطع نہیں ہوا تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں پیدا ہو سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اگر کوئی اور نبی ہوتا تو عمر ہوتے یعنی کہ اگر سلسلہ نبوت بند نہ ہوتا اور اسی طرح مولا علی بھی نبی ہوتے اگر نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہ ہوتی تو یہ دونوں صحابی ہیں اور مفہوم حدیث ہے کہ صحابی حضور کے بعد سب سے افضل ہے جب صحابی میں سے کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو ان کے بعد پیدا ہونے والا انسان نبوت کا دعوی کرے تو یقیناوہ جھوٹا اور مکار اور کافر ہے اور اسی طرح ایک حدیث کا اور مفہوم ہے کہ حضور نے فرمایامیرے بعد 30 لوگ ایسے بھی ہوں گے جو نبوت کا دعوی کریں گے حالانکہ وہ سب جھوٹے ہوں گے تو معلوم ہوا کہ حضور کے بعد جو بھی نبوت کا دعوی کرے گا وہ جھوٹا اور کافر ہے اور اس پر یقین کرنے والے بھی کافر ہوں گے۔

اور حضرت عیسی علیہ السلام جو دنیا کے آخری وقت میں قرب قیامت تشریف لائیں گے وہ بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی امت بن کر تشریف لائیں گے کیونکہ ان کو نبوت تو پہلے ہی مل چکی ہے اب وہ حضور کے امتی بن کر ائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔

ختم نبوت کے تحفظ میں قادری علماو مشائخ کا کردار

از: مولانا غلام نبی سندھی

الحمدللہ ہم مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کے زمانے میں یا آپ کے زمانے کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آسکتا، ہمارا یہ عقیدہ قرآن و سنت سے ثابت ہے، اور اس عقیدے پر اجماع امت مسلمہ بھی ہے۔

اس عقیدے پر علمائے متقدمین و متاخرین نے سینکڑوں کتب ورسائل تصنیف فرمائے ہیں، اور اس عقیدے پر علمائے ہند وسندھ نے بھی سینکڑوں کتب تصنیف فرمائے ہیں، لیکن ہم صرف پاک وہند کے قادری علماو مشائخ کی خدمات کا تذکرہ کریں گے۔

پاک وہند کے قادری علماو مشائخ کا عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں کردار:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (متوفٰی 1921ء) اور تحفظ ختم نبوت:

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں نہ صرف فتاویٰ لکھے بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی کتب ورسائل تصنیف فرمائے، اور حدائق بخشش میں کئی اشعار میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عقیدہ ختم نبوت بیان کیا ہے۔ ملاحظہ کیجیے!

امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت میں مستقل جو کتب ورسائل تحریر فرمائے ان کے نام مع سن تصنیف درج ذیل ہیں۔

(1) 1899ء میں، جزاء اللہ عدوہ بإباہ ختم النبوۃ 1316ھ (دشمن خدا کے ختم نبوت کا انکار کرنے پر خدائی جزاء)۔

(2) 1902ء میں السوٴ و العقاب علی المسیح الکذاب 1320ھ (جھوٹے مسیح پر وبال اور عذاب)۔

(3) 1905ء میں قہر الدیان علی مرتد بقادیان 1323ھ (قادیانی مرتد پر خدائی خنجر)۔

(4) 1908ء میں المبین ختم النبیین 1326ھ (حضور کے خاتم النبیین ہونے کے واضح دلائل)۔

(5) 1921ء میں اپنی زندگی کی آخری کتاب "الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی 1340ھ (قادیانی مرتد پر خدائی خنجر)

نوٹ: یہ پانچوں رسائل فتاویٰ رضویہ کی جلد نمبر 14، 15 میں موجود ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے مرزا قادیانی اور قادیانیوں کے بارے میں فتاویٰ:

امام اہل سنت نے جہاں قادیانی اور قادیانیوں کی تردید و ابطال میں کتب و رسائل تحریر فرمائے ہیں، وہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ وقتاً فوقتاً فتاویٰ بھی دیتے رہے۔ چند کے اقتباسات ملاحظہ فرمائیں!

قادیانی کے پیچھے نماز:

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آج کل کے عام رافضی، وہابی، نیچری، قادیانی، غیر مقلد کے پیچھے نماز محض باطل ہے جیسے کسی ہندو یا پادری کے پیچھے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 6، ص 515 رضا فاؤنڈیشن لاہور)

قادیانی کی نماز، نماز نہیں:

نہ قادیانیوں کی نماز ہے نہ ان کا خطبہ، خطبہ کہ وہ مسلمان ہی نہیں، اہل سنت اپنی اذان کہہ کر اسی مسجد میں اپنا خطبہ پڑھیں، اپنی جماعت کریں یہی اذان و خطبہ و جماعت شرعاً معتبر ہوں گے۔
(فتاویٰ رضویہ، ج8 ص463)

سیدی اعلیٰ حضرت اور اشعار میں عقیدہ تحفظ ختم نبوت:

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

سب سے اوّل سب سے آخر
اِبتِدا ہو اِنتِہا ہو

تھے وسیلے سب نبی تم
اصل مَقصُودِ ہُدیٰ ہو

سب تمہاری ہی خبر تھے
تم مُؤخَّر مُبتَدا ہو

قُربِ حق کی منزلیں تھے
تم سفر کا مُنتَہیٰ ہو۔

مزید رباعی جس میں ختم نبوت کا ذکر ہے:

آتے رہے اَنبیا کَمَا قِیْلَ لَهُمْ
وَ الْخَاتَمُ حَقُّكُمْ کہ خاتم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفترِ تَنْزِیْل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اَكْمَلْتُ لَكُمْ

علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات (متوفی 1380ھ / مطابق 1961ء)

ابن امام المحدثین مولانا سید دیدار علی شاہ خلیفہ اعلیٰ حضرت جو تبلیغ اسلام اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے، آپ نے پاک و ہند کے گوشے گوشے میں تبلیغ فرمائی اور قادیانیت کے استیصال میں کلیدی کردار ادا کیا، آپ مسجد وزیر خان لاہور کے خطیب و انجمن حزب الاحناف لاہور کے امیر تھے، 26، 27، 28 مارچ 1948ء کو علامہ سید احمد سعید کاظمی کی تحریک پر انوار العلوم ملتان میں ایک اجلاس منعقد ہوا، جس میں پاکستان بھر کے علماو مشائخ شریک ہوئے، اسی میں اہلسنت کی سیاسی جماعت کی تشکیل ہوئی اور بعد تشکیل حضرت علامہ سید ابو الحسنات صدر ہوئے، آپ نے جمعیت کے پلیٹ فارم سے نمایاں کارنامے انجام دیئے، برکت علی اسلامیہ ہال لاہور میں منعقد کنونشن دسمبر 1952ء میں منظور شدہ مطالبات کو منوانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور تحریک تحفظ ختم نبوت کو منظور کرانے کے لیے پاکستان کے تمام سنی علما اور دیوبندی، غیر مقلد، جماعت اسلامی اور شیعہ سب نے مل کر 1953ء میں مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت بنائی، علامہ سید ابو الحسنات قادری اس کے صدر منتخب ہوئے، متفقہ طور پر وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین مسلم لیگ کی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ کے منصب سے بر طرف کیا جائے، اور مرزائیوں کو قانونی طور سے غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، لیکن حکومت ٹس سے مس نہیں ہوئی، آخر طے پایا کہ ایک وفد کراچی جاکر وزیر اعظم سے ملے اور مطالبات پیش کرے۔

خواجہ صاحب نے معذوری کا اظہار کیا اور قائدین وفد کو گرفتار کر لیا، یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ 1953ء کی یہ کہانی سید مظفر علی شمسی اپنے لفظوں میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

میں اس وقت مجلس عمل کا سکریٹری تھا، ہر جلسے میں مجھے موصوف کے قریب رہنے کا موقع ملا، میں ان سے بہت متاثر تھا، انہیں ہر اسٹیج پر با عمل پایا، خواجہ ناظم الدین مرحوم وزیر اعظم سے ہر ملاقات میں مولانا کے ہمراہ رہا، جس شان سے موصوف نے قوم کے مطالبات پیش کیے انہیں کا حصہ تھا، ہر ملاقات کے بعد خواجہ صاحب اکثر حضرت مولانا کے پیچھے نماز پڑھتے، ان کی شخصیت اور ان کے علم و فضل کا اقرار کرتے، مولانا ہر ملاقات میں ان سے ایک خواہش کا اظہار کرتے کہ شمع رسالت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے پروانوں کے مطالبات تسلیم کریں، اس سلسلے میں مولانا نے پورے ملک کا دورہ کیا، اور ختم نبوت کے سلسلے میں لاکھوں مسلمانوں سے خطاب کیا، میں حیران تھا کہ ایک گوشہ نشین عالم کس طرح اس مسئلے کے لیے بے قرار ہے، میں اکثر موصوف کو مسلمانوں کے لیے رو رو کر دعا کرتے

دیکھا ہے۔

علما کی گرفتاری:

مطالبات منظور نہ ہونے پر ڈائریکٹ ایکشن کا جب اعلان ہوا، تو اسی شب حضرت مولانا کی قیادت میں ان کے رفقاء کو گرفتار کر لیا گیا، جس کے بعد یہ تحریک ملک گیر زور پکڑ گئی اور آپ کو ایک روز اچانک یہ اطلاع ملی کہ مولانا خلیل احمد قادری خطیب مسجد وزیر خان لاہور کو مارشل لا حکومت نے پھانسی کی سزا دے دی ہے، اپنے اکلوتے فرزند کے بارے میں یہ روح فرسا خبر سن کر سجدے میں گر گئے اور عرض کیا کہ الٰہی! میرے بچے کی قربانی منظور فرما۔

ڈیڑھ ماہ تک کراچی سینٹرل جیل میں رکھنے کے بعد آپ کو سکھر سینٹرل جیل میں نظر بند کر دیا گیا، جس میں آپ کے علاوہ مولانا عبد الماجد بدایونی صاحبزادہ فیض الحسن "سید عطاء اللہ شاہ بخاری، اور سید مظفر علی شمسی بھی تھے۔

مجاہد ملت مولانا عبد السّتار خان نیازی نے مسجد وزیر خان کو مرکز بنا کر اپنی شعلہ بار تقریروں سے تحریک کو آگے بڑھایا، انہیں بھی گرفتار کر لیا گیا، اور ان کے خلاف پھانسی کا فیصلہ صادر کر دیا گیا۔

قریب تھا کہ یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہو جاتی لیکن بعض آسائش پسند لیڈر حکومت سے معافی مانگ کر رہا ہوگئے، بعد ازاں مولانا ابو الحسنات اور مولانا عبد الستار خان نیازی کو بھی رہا کر دیا گیا، اس طرح یہ تحریک وقتی طور پر رک گئی، 1974ء میں دوبارہ یہ تحریک چلی تو کامیابی سے ہمکنار ہو گئی اور 7 ستمبر کو مرزائی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے۔ (دیکھئے: قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت، ص 81 تا 83)

آپ کی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں تصانیف:

آپ نے یہ تین رسائل تحریر فرما کر (1) اکرام الحق کی کھلی چھٹی کا جواب (2) کرشن قادیانی کے بیانات ہذیانی (3) اور " قادیانی مسیح کی نادانی اس کے خلیفہ کے زبانی" قادیانیوں کے مکر و فریب اور باطل دعووں کا رد فرمایا۔

مبلغ اسلام علامہ عبد العلیم میرٹھی کی خدمات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ہیں، اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں، قیام پاکستان کے بعد کراچی چلے گئے پھر مدینہ منورہ میں 1954ء میں انتقال فرمایا، آپ اعلیٰ حضرت کے خلفا میں امتیازی اوصاف کے حامل تھے، آپ کئی زبانوں کے ماہر تھے، آپ نے عالمی پیمانے پر مجاہدانہ تبلیغ اسلام کا بیڑا اٹھایا، یورپ و امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا، اور ایشیا کے سینکڑوں ملکوں میں گھوم گھوم کر اسلام کی تبلیغ کی۔

اسی ضمن میں قادیانیت کے خلاف جہاد بھی کیا، آپ کی تبلیغ سے جہاں ستر ہزار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور بہت سے بد عمل اور بد عقیدہ

لوگ راہ راست پر آئے وہیں بے شمار قادیانی آپ کی تبلیغ کے اثر سے قادیانیت سے تائب ہوئے، آپ نے تحریر و تقریر دونوں ذریعوں سے قادیانیت کی بیخ کنی کی، اور اس فتنے سے دنیا کو آزاد کیا۔

حضرت مبلغ اسلام نے اپنے عالمی دوروں خصوصاً افریقی ممالک اور انڈونیشیا و ملیشیا کے تبلیغی دوروں میں قادیانیت کے خلاف جہاد کیا اور عقیدہ ختم نبوت کی بین الاقوامی سطح پر ترجمانی کا اوّلین سہرا آپ ہی کے سر ہے، فتنہ قادیانیت سے عالم اسلام کو آگاہ کرنے کے لیے آپ نے انگریزی میں THE MIRROR عربی زبان میں "المرآۃ" اور اردو اور انڈونیشیا کی زبان میں "مرزائی حقیقت کا اظہار" نامی کتابیں لکھیں، اور لا تعداد نسخے دنیا بھر میں تقسیم کرنے کا انتظام بھی فرمایا۔

یہ کتاب در حقیقت، ماریشش کے مرزائی مبلغ حافظ جمال احمد کے اشتہار "حقیقت کا اظہار" کا رد بلیغ ہے، جس کو مرزائی مبلغ نے اس وقت شائع کیا جب مؤلف کتاب حضرت علامہ عبد العلیم میرٹھی ماریشش کے تبلیغی دورے سے واپس ہو رہے تھے، اور روز ہل (ماریشش) کے مسلمانوں کے درمیان آخری وعظ قادیانیت کے رد میں فرمایا تھا۔

اس کتاب میں سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کی ان تحریروں کا ذکر ہے، جو سواد اعظم کے متوارث اسلامی عقائد کے خلاف ہیں، پھر بتایا ہے کہ حدیث میں مروی لفظ سواد اعظم سے مراد اہلسنت و جماعت ہیں اور قادیانیت سواد اعظم سے الگ ایک باطل فرقہ ہے، پھر خاتم النبیین کا صحیح مفہوم بتایا ہے، جو قرآن و حدیث اور تصریحات علما کے مطابق ہے اور وہ مفہوم یہ ہے کہ حضور سب سے آخری نبی ہیں، اخیر میں " خدائی سرخی کی چھینٹیں" کے عنوان سے شان الوہیت میں مرزا کی گستاخیوں کا ذکر کیا ہے، مزید کچھ اور بھی بحثیں ہیں۔

1927ء میں انڈونیشیا کی سب سے بڑی اسلامی تنظیم جمعیت محمدیہ کے پلیٹ فارم سے قادیانیوں کے حملوں کا جواب دیا۔

اسی کے لگ بھگ ملایا میں اسلام پر قادیانی حملے کے اثر کو ختم کیا اور عربی، اردو، اور انگریزی میں تقاریر کا سلسلہ شروع کیا، جس میں مسلمانوں کی مذہبی زندگی کو قادیانیت کے جرائم سے محفوظ کر دیا اور وہ اثر ہوا کہ مرزائیوں کا داخلہ بند ہو گیا۔

1928ء میں ماریشش پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں کے مسلمان قادیانیوں کے پنجے میں بری طرح جکڑے ہوئے ہیں، چنانچہ آپ نے جلسوں میں بر سر عام مرزا غلام احمد قادیانی کے عبدیت، مسیح موعود اور نبوت کے جھوٹے دعووں کا رد کیا، اور مرزائیوں کے دیگر عقائد کا رد کیا، مرزائیت کے خلاف آپ کے اس لسانی جہاد کا جہاں یہ اثر ہوا کہ بے شمار قادیانیوں نے قادیانیت ترک کر دی اور اسلام قبول کیا، ماریشش میں پہلی بار مرزائیت کو حق کے مقابلے میں شکست و ناکامی سے دوچار ہونا پڑا، اور اس کے بعد اس ملک میں اس جماعت کی ترقی کے امکانات ختم ہو گئے۔

سرینام (جنوبی امریکہ) مرزائیوں کا مرکز تھا، جہاں غالباً 1935ء میں سب سے پہلے تبلیغ دین کے لیے حضرت مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی میر ٹھی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے، جنہوں نے ایک بڑی تعداد کو مرزائیت کے فریب سے نجات دلائی اور اہل سنت وجماعت کا مرکز قائم کیا۔

حضرت مبلغ اسلام 1928ء میں پورٹ لوئس (ماریشش) کے میئر عبد الرزاق صاحب کی دعوت پر جب ماریشش پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں کے سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانیت کے دجل و فریب نے بری طرح متاثر کر دیا ہے، آپ نے فوری طور پر مرزا قادیانی کے خلاف علم جہاد بلند فرمایا اور جگہ جگہ جلسے منعقد کر کے مسلمانوں کو اس جھوٹے نبی کی کفریہ باتوں سے آگاہ کیا، اور آپ نے اپنے مساعی سے قادیانیت کی کمر توڑ دی، تاہم ایک چھوٹا سا گروہ پروفیسر زین العابدین نامی شخص کے ماتحت قادیانیت پر قائم رہا، لیکن جب حضرت مبلغ اسلام نے 1930ء میں ماریشش کا دوبارہ دورہ فرمایا تو پروفیسر موصوف نے حضرت سے کئی مباحثے کیے اور بالآخر اپنے ساتھیوں کے ساتھ قادیانیت سے توبہ کی اور آپ کے ہاتھوں پر حلقہ بگوش مسلمان ہوگئے، اس طرح ماریشش میں مرزائیت اور قادیانیت کا مکمل خاتمہ ہوگیا۔

1931ء میں جب علامہ عبد العلیم میر ٹھی صدیقی سنگاپور کے دورہ پر وہاں تشریف لے گئے تو وہاں تقریباً ایک ماہ قیام کے دوران آپ نے مسلسل رد قادیانیت میں تقاریر فرمائیں۔ اور بہت سے قادیانیوں نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی۔

اسی طرح سری لنکا، ہانگ کانگ، فلپائن، مشرقی افریقہ، جنوبی افریقہ، برٹش گیانا، ڈچ گیانا، مڈغاسکر، کناڈا اور ٹرینی ڈاڈ کے تبلیغی دوروں کے درمیان آپ نے فتنہ قادیانیت کے خلاف زبردست تقاریر کیں اور "عقیدہ ختم نبوت" کے مسئلہ پر بہت سے مباحثوں اور مناظروں میں قادیانیوں کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا، آپ کی فاضلانہ وعلمی کاوشوں سے ہزاروں قادیانیوں کو توبہ کی توفیق ہوئی۔

(قادیانیت اور تحریک ختم نبوت، 109 تا 111)

تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری (متوفی 2018ء) اور تحفظ ختم نبوت:

تحفظ ختم نبوت اور تاج الشریعہ: عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا تحفظ آپ کو ورثے میں ملا تھا۔ آپ نے کتابیں لکھ کر، خطاب کے ذریعے اور تردیدی فتاویٰ کے ذریعے اور اشعار کے ذریعے عقیدہ ختم نبوت کی تفہیم وترویج اور تحفظ کا فریضہ انجام دیا۔

المعتقد کا اردو ترجمہ: سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی میں لکھی گئی شہرہ آفاق کتاب المعتقد المنتقد پر آپ کے پر دادا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی

بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت عالمانہ اور عارفانہ انداز میں المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد کے نام سے عربی میں حاشیہ لکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے افادہ عام کے لیے اس کا رواں دواں ترجمہ فرمایا ہے۔ اس حاشیہ میں بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے گمراہ فرقوں اور ان کے سرغنوں کا ذکر کرتے ہوئے مرزا قادیانی کی آنجہانی کی خوب خبر لی ہے۔

حقیقۃ البریلویۃ معروف بہ مرآۃ النجدیہ : آپ کی یہ مشہور و معروف کتاب ہے۔ اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر فرق باطلہ کی تردید تو کی ہے لیکن منکر ختم نبوت و مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی خوب خوب خبر لی ہے اور اس کی تردید کی ہے۔

ختم نبوت کانفرنس:

امریکہ کے شہر ہوسٹن میں جب قادیانیت ذریت نے سر اٹھانا شروع کیا علامہ مولانا احمد قمر الحسن قادری بستوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے وہاں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا اور اس کی صدارت کے لیے تاج الشریعہ کو خصوصی دعوت دی گئی۔

20 اگست 2000ء کو ہوسٹن شہر میں تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیر صدارت ختم نبوت کانفرنس کا آغاز ہوا۔ نظامت کے فرائض علامہ قمر الحسن قادری بستوی صاحب زید مجدہ نے خود سنبھالے۔ اس میں ایشیا، یورپ، اور امریکا کے علاوہ کے مشائخ نے بھرپور شرکت کی۔ سب سے پہلے مقامی علما نے خطابات فرمائے۔

مولانا بابر رحمانی ڈیلاس، مفتی احمد القادری ڈیلاس، مفتی حفیظ الرحمٰن شکاگو، علامہ بدر القادری ہالینڈ، پھر محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ، اس کے بعد مفکر اسلام قمر الزماں اعظمی نے ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے رد میں دلائل و براہین کی روشنی میں شاندار خطبات ارشاد فرمائے۔ مولانا مسعود رضا، مولانا غلام زرقانی اور مولانا عبد الرب مقامی علمائے کرام بھی اسٹیج کی زینت تھے۔

آخر میں تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ صدارت ارشاد فرمایا اور نہایت رقت آمیز دعا فرمائی اور قادیانیوں سے ہوشیار رہنے کی تاکید فرمائی۔ علامہ محمد قمر الحسن قادری بستوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ اس کانفرنس کے اثرات کے بارے میں فرماتے ہیں اس کانفرنس کا اثر یہ ہوا۔ کہ قادیانی کا اثر کم ہوگیا جب کہ اس کے ساتھ ہی دیوبندیت پر بھی حرف گیری کی گئی اور تحذیر الناس کے نظریاتی کردار کو بھی واضح کیا گیا لوگوں نے محسوس کیا کہ قادیانیت کا زہر کہاں سے پھیلا علما نے صراحت کے ساتھ تحذیر الناس کی عبارت پر بحث کی اور اس کے پرخچے اڑادیے۔

فتاویٰ تکفیرِ منکر ختم نبوت:

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ و فتاویٰ

کی دنیامیں ضخیم فتاویٰ یادگار چھوڑا ہے۔ ان میں سے کئی فتاویٰ کے ذریعے آپ نے تحفظ ختم نبوت کا کام کیاہے۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے!

"زید بے قید اس فتویٰ ملعونہ سے جس میں اس نے قادیانیوں کو اہل قبلہ قرار دیاہے، کافر ہو گیا اس پر توبہ و تجدید ایمان فرض ہے اور تجدید نکاح بھی اگر بیوی رکھتاہو"۔

اشعار برائے فروغ عقیدہ ختم نبوت:

عقائد اسلامیہ خصوصاً عقیدہ ختم نبوت پر شب خوں مارنے والی سر فہرست جماعتوں میں قادیانی بھی ہے۔ اس کی سرکوبی اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں حضور تاج الشریعہ نے اپنے اشعار میں بھی خاتمیت محمدی کو بیان فرمایاہے۔ چند مثالیں ذیل میں دی جاتی ہیں:

کرنا تھا خدا کو ہم پر آشکارا

آخری نبی ہے اس کو سب سے پیارا

کوئی بھی نبی ہو پچھلی امتوں کا

تم کو سب پر سبقت یا رسول اللہ

نعرہ رسالت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم

(تحفظ ختم نبوت میں خانوادہ رضویہ کا کردار، ص79،80)

پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری اور تحفظ ختم نبوت:

تاجدار روحانیت، امیر ملت، پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری کو اللہ عزوجل نے گوناگوں صفات سے نوازا تھا، آپ کو فاتح قادیان کی شاگردی کا شرف بھی حاصل ہے، آپ نے 1908ء میں بمقام لاہور مرزا صاحب قادیانی کو مباہلہ کی دعوت دی، انکار ہونے پر سر عام مرزا صاحب کی عبرتناک موت کی پیشین گوئی کی جو صحیح ثابت ہوئی۔ (مہر منیر، ص 406)

دعوت مباہلہ اور موت کی پیش گوئی:

مرزا کی شامت آئی تو لاہور کا رخ کیا، خبر اڑتے ہی پنجاب بھر سے شمع رسالت کے پروانے، ختم نبوت کے دیوانے مرزا کے تعاقب میں لاہور آپہنچے اپریل اور مئی 1908ء کے دو ماہ مسلسل امیر ملت سیدنا جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے لاکھوں فرزندان اسلام کی معیت میں مرزا کا محاصرہ کیے رکھا۔ آخر 25 مئی کو موچی دروازہ لاہور پر ایک عظیم الشان جلسہ ختم نبوت سے آپ کا ولولہ انگیز خطاب ہوا، اسی شام آپ نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا: " آج میں چند ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں مرزا اعلان کے باوجود کبھی مناظرہ میں نہیں آتا، لہذا میں اسے مباہلے کی دعوت دیتاہوں"۔

مرزا کی موت کی پیش گوئی:

آپ نے فرمایا: میں نبوت کا دعویدار نہیں بلکہ سچے نبی کا سچا غلام ہوں، میں نے کبھی پیشین گوئیاں نہیں کیں، نہ پسند کرتا ہوں، البتہ آج اس دعوت مباہلہ میں اپنے سچے نبی کی عزت و عظمت کی خاطر ایسی پیشین گوئی کرنے جا رہا ہوں جو ان شاء اللہ عزوجل حرف بحرف سچ ثابت ہو گی۔ جھوٹے نبی مرزا کی طرح غلط نہیں ہو گی۔

معزز مسلمانو! غور سے سنو، مجھے بتاؤ کہ اس وقت مرزا کہاں ہے؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا: سامنے والے محلے کے ایک مکان میں، آپ نے کہا ان شاء اللہ مرزا کی موت آنے والی ہے، اور وہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر انتہائی عبرتناک اور شرمناک موت مرے گا، اس کے بعد آپ نے طویل خشوع و خضوع کے ساتھ دعا فرمائی۔ پورے مجمع پر رقت طاری تھی اور آنسوؤں کی جھڑی میں آمین کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں، ایسا رقت آمیز منظر چشم فلک نے پہلے کم دیکھا ہو گا، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول کی عزت و حرمت کے صدقے شہزادہ رسول کی دعا اور پیشین گوئی کو شرف قبولیت بخشا۔ چند گھنٹے بعد ہی یعنی رات دس بجے مرزا لاہور میں اسی مکان میں ہیضہ کا شدید حملہ ہوا۔ مسلسل بارہ گھنٹے دونوں طرف سے بدبو دار مادہ خارج ہوتا رہا، صبح 10 بجے تک جب کوئی آواز نہیں آئی تو دروازہ کھول کر دیکھا گیا، مرزا گندگی میں لت پت مرا پڑا تھا، چونکہ چاروں طرف مسلمانوں کا محاصرہ تھا لہذا کوڑے کی گاڑی میں خفیہ طور پر ڈال کر ریلوے اسٹیشن لایا گیا اور وہاں سے بذریعہ مال گاڑی قادیان منتقل کر کے کفن و دفن کیا گیا، اتنے میں پورے بر صغیر میں جھوٹے نبی کے عبرتناک انجام اور سچے نبی کے سچے فرزند حضرت امیر ملت کی زبردست کرامت کا شہرہ پھیل چکا تھا۔

(قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت، ص78، 79)

استاذ زمن علامہ حسن رضا خان (متوفٰی 1908ء) رحمۃ اللہ علیہ اور تحفظ ختم نبوت:

آپ کی مستقل کوئی تحریر یا تصنیف قادیانی کی تکفیر پر نہیں مل سکی۔ البتہ آپ نے رجب 1323ھ مطابق یکم ستمبر 1905ء کو ایک ماہنامہ رسالہ جاری کیا جس کا نام علامہ حسن نے "قھر الدیان علی مرتد بقادیان" تجویز کیا جو منکر ختم نبوت قادیان کی تکفیر پر روشن دلیل ہے۔

اشعار بر ختم نبوت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت پر اشعار لکھے ہیں۔ چند اشعار درج ذیل ہیں:

تمام ہو گئی میلادِ انبیا کی خوشی
ہمیشہ اب تری باری ہے بارہویں تاریخ
اے نظم رسالت کے چمکتے ہوئے مقطع

تو نے ہی اِسے مطلعِ اَنوار بنایا
تھی جو اُس ذات سے تکمیل فرامیں منظور
رکھی خاتم کے لئے مہرِ نبوت محفوظ
(تحفظ ختم نبوت میں خانوادہ رضویہ کا کردار، ص35،34)

حجۃ الاسلام، حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خان قادری (متوفٰی 1943ء) اور تحفظ ختم نبوت:

آپ نے منکر ختم نبوت اور مدعی نبوت قادیانی اور قادیانیوں کے رد میں 1898ء میں رسالہ " الصارم الربانی علی اسراف القادیانی"، تحریر فرمایا۔

اشعار کے ذریعے تحفظ ختم نبوت:

وہ لَاثَانِی ہو تم آقا نہیں ثَانِی کوئی جس کا
اگر ہے دوسرا کوئی تو اپنا دوسرا تم ہو
ھُوَ الْاَوَّل ھُوَ الآخر ھُوَ الظَّاھر ھُوَ الْباطن
بِکُلِّ شَیْئٍ عَلِیْم لَوْحِ مَحْفُوظِ خُدا تم ہو
نہ ہوسکتے ہیں دو اَوّل نہ ہوسکتے ہیں دو آخِر
تم اَوّل اور آخر، اِبتداء تم اِنتہا تم ہو

حضرت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ (متوفٰی 1981ء) اور تحفظ ختم نبوت:

(1) الرمح الدیانی علی رأس وسواس الشیطان:

آپ علیہ الرحمہ نے یہ کتاب 1331ھ میں لکھی، اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم پہ گفتگو کی ہے، اور منکرین کا رد بلیغ فرمایا ہے لیکن ساتھ ہی جگہ بہ جگہ منکر ختم نبوت اور مدعی نبوت قادیانی کا بھی رد کیا ہے۔

(2) تصحیح یقین بر ختم نبیین/النبیین:

یہ کتاب آپ علیہ الرحمہ نے مرزا قادیانی کے رد میں لکھی، اور خاتم النبیین کے معنی کو عام فہم انداز میں واضح کیا ہے۔

(3) حاشیہ الاستمداد: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک منظوم کتاب "الاستمداد علی اجیال الارتداد" لکھی جس میں پہلے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ نعت پیش کیا ہے، اور پھر اٹھنے والے تمام فتنوں کے بارے میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے استمداد کیا گیا ہے۔

مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر حاشیہ " کشف ضلال دیوبند" کے نام سے لکھا۔ اس میں امام

اہل سنت کے ایک شعر میں فرماتے ہیں:

اسرار رؤیت ختم نبوت

سب کو عدم میں لاتے ہیں

اس پر حاشیہ لکھتے ہوئے حضرت مفتی اعظم ہند فرماتے ہیں: اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے حضور کو لاکھوں فضائل عالیہ خاصہ عطا فرمائے کہ کسی نبی اور رسول نے نہ پائے، ازاں جملہ فوق سماوات معراج ہونا، اس زندگی میں دیدار الٰہی نہ ہو، خاتم النبیین ہونا۔ ظاہر ہے کہ یہ فضائل فقط رسول کہنے میں نہیں آسکتے۔ ورنہ رسول تو سب ہیں سبھی میں ہوتے جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے نئی شریعت دے کر بھیجا۔ اگر صرف رسول کو یہ شرف ملتا تو سارے کے سارے انبیاء کرام کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا دیدار ہوتا۔ لیکن امام ابو الوہابیہ کے نزدیک حضور کو جتنی خوبیاں جتنے کمال ہیں، سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں۔ صاف کہہ دیا کہ حضور میں کوئی خوبی کوئی کمال ایسا نہیں جو سب رسولوں میں نہ ہو، یہ معراج جو دیدار و ختم نبوت شفاعت کبریٰ و افضلیت مطلقہ وغیرہا تمام خصائص حضور سے صریح انکار کیا، یہ کھلا کفر ہے۔

(تحفظ ختم نبوت میں خانوادہ رضویہ کا کردار، صفحہ 44)

مفتی ہند کے اشعار میں تحفظ ختم نبوت:

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے بذریعہ اشعار بھی تحفظ ختم نبوت کا فریضہ انجام دیا ہے، آپ کے نعتیہ مجموعہ سے چند مثالیں ملاحظہ کیجیے:

تم ہو فتحِ بابِ نبوت تم سے ختمِ دَورِ رِسالت

ان کی پچھلی فضیلت والے صَلَّی اللہُ صَلَّی اللہ

صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ وَسَلَّم صَلَّی اللہ صَلَّی اللہ

دوسری جگہ کہتے ہیں:

تمہیں سے فتح فرمائی تمہیں پر ختم فرمائی

رُسل کی ابتدا تم ہو نبی کی اِنتہا تم ہو

تیسری جگہ کہتے ہیں:

تمہارے بعد پیدا ہو نبی کوئی نہیں ممکن

نبوت ختم ہے تم پر کہ ختم الانبیاء تم ہو

علامہ حسنین رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ اور تحفظ ختم نبوت

آپ نے عقیدہ ختم نبوت کی تفہیم اور منکر ختم نبوت کی تکفیر پر مشتمل کتاب کے ترجمہ نگاری اور فتنہ قادیانیت کی بیخ کنی کی، تحریک میں علمائے اہل سنت کے ساتھ کارنامہ انجام دیا۔

تحریک رد قادیانیت میں شرکت:

تحریک کے متعلق علامہ حسنین رضا حیات و خدمات میں ہے: تحریک وہابیت کی نوزائیدہ فتنے مثلاً دیوبندیت، نیچریت، قادیانیت، غیر مقلدیت

وغیرہ اٹھنے والے فتنوں کے سد باب کے لیے شہزادگان امام احمد رضا خان بریلوی، حجۃ الاسلام، مولانا حامد رضا خان، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان دیگر علمائے کرام کے ہمراہ فاضل بریلوی کا دست راست بن کر کام کرتے رہے۔

منکر ختم نبوت کی تکفیر پر مشتمل کتاب کا ترجمہ:

آپ باطل فرقوں کے صندوق میں آخری کیل کی حیثیت رکھنے والی علمائے حرمین کی تقاریظ پر مشتمل کتاب "حسام الحرمین" کا اردو ترجمہ کیا۔ جس سے پہلے عربی دان ہی مستفید ہوتے تھے لیکن آپ نے اردو ترجمہ کر کے اس کتاب اور اس میں بیان کردہ عقائد حقہ سے اردو دان طبقہ کے استفادہ کا سامان بھی فراہم کر دیا۔

علامہ مفتی تقدّس علی خان قادری رحمۃ اللہ علیہ (متوفٰی1988ء) اور تحفظ ختم نبوت:

علامہ تقدس علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی منکر ختم نبوت کی بیخ کنی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

تحریک ختم نبوت میں حصہ: مفتی تقدس علی خان نے تحفظ ختم نبوت کے لیے ہجرت پاکستان کے بعد "تحریک ختم نبوت" میں شریک رہے اور نہ صرف شریک رہے بلکہ اس تحریک کو کامیاب بنانے کی خوب جہد وجہد کی۔

مفتی اعظم اور ان کے خلفاء میں ہے: مفتی صاحب پاکستان تشریف لانے کے بعد تحریک ختم نبوت میں علمائے اہل سنت کے شانہ بہ شانہ کام کیا۔ (مفتی اعظم ہند اور ان کے رفقاء، ص270)

اور جدو جہد اور کوشش کا یہ عالم رہا کہ جب شرکائے تحریک ختم نبوت کو گرفتار کیا گیا تو اس میں مفتی صاحب بھی گرفتار ہوئے۔

چنانچہ سید صابر حسین شاہ بخاری تحریک ختم نبوت 1953ء کے گرفتار ہونے والے علمائے کرام کی فہرست میں 50 ویں نمبر پر مفتی صاحب کا اسم گرامی لکھتے ہیں: مفتی تقدّس علی خان بریلوی (متوفٰی 1408ھ / 1988ء)۔

مفتی اعجاز ولی خان قادری رضوی (متوفٰی 1973ء) اور تحفظ ختم نبوت:

تحریک ختم نبوت میں آپ کا حصہ: تحریک ختم نبوت 1953ء ایک عظیم تحریک ثابت ہوئی جس میں مسلمانوں کو کامیابی ملی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا لیکن یہ کام یوں ہی نہیں ہو گیا بلکہ اس میں علمائے کرام اور عوام کی قربانیاں شامل ہیں۔

علامہ ولی خان نے بھی اس تحریک میں شرکت کی اور ہر ممکن خدمت انجام دی جس کے پاداش میں آپ کو سلاخوں کے پیچھے قید و بند کی صعوبتیں بھی اٹھانی پڑیں۔

رکن شوریٰ مولانا شاہد مدنی لکھتے ہیں:

آپ نے 1953ء میں ہونے والی تحریک ختم

نبوت میں بھرپور حصہ لیا، جس کی وجہ سے (غالباً جمادی الاخری 1372 ھ مطابق 1953 ء سے) تقریباً ساڑھے تین ماہ سیفٹی ایکٹ کے تحت نظر بند رہے۔(تذکرہ مفتی ولی اعجاز خان، ص09)

شرف ملت، علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: 1953 ء میں تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے کی بنا پر ایک سو دن (Day) سیفٹی ایکٹ کے تحت نظر بند رہے۔

(تذکرہ اکابرین اہل سنت، ص65)

سید صابر حسین شاہ بخاری نے مذکورہ تحریک میں شریک علمائے اہل سنت میں آپ کا نام نامی 24 ویں نمبر پر یوں لکھا ہے: ءء مولانا مفتی اعجاز ولی خان رضوی علیہ الرحمہ (م1393ھ / 1973ء)

علامہ شاہ احمد نورانی قادری رحمۃ اللہ علیہ اور تحفظ ختم نبوت:

آپ خلیفہ اعلیٰ حضرت مبلغ اسلام علامہ عبد العلیم میرٹھی صدیقی کے فرزند تھے، غیر معمولی سیاسی و مذہبی سوجھ بوجھ کے مالک تھے، ورلڈ اسلامک مشن اور جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ تھے، قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے پارلیمانی لیڈر رہ چکے ہیں، تبلیغ اسلام، اسلام کے خلاف حملوں کا جواب اور مسلمانوں کی سیاسی بالادستی کے لیے ہمیشہ مصروف رہتے تھے، قادیانیت کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کا سہرا آپ کے سر جاتا ہے۔

انگریزی میں مرزائیت کے رد میں ایک ضخیم کتاب بھی تحریر فرمائی، سیاست، رد قادیانیت اور تبلیغ اوڑھنا بچھونا ہے، اندرون پاکستان اور پوری دنیا میں قادیانیت کا آغاز کار ہی سے مقابلہ کر رہے تھے، ہزاروں غیر ملکی دورے کر چکے ہیں۔

1965ء سرینام جنوبی امریکہ میں سات ماہ قیام کر کے فتنہ قادیانیت کو کچلا اور ایک مناظرے میں مرزائیوں کو ایسی شکست فاش دی کہ اب مرزائی کسی سنی عالم کے مقابلے میں آنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

1953ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں آپ کراچی میں مولانا عبد الماجد بدایونی (متوفی 1970ء) اور دیگر علما کے ساتھ شریک رہے، آرام باغ میں جمعہ کے دن تحریک کا آغاز ہوا تو علامہ نورانی پیش پیش تھے، گرفتاری کے لیے رضاکاروں کی تیاری کے علاوہ دیگر ضرورت انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

کراچی میں آل پاکستان مسلم پارٹیز کے پہلے اجلاس کے بعد آئندہ اجلاس کے انتظامات کے لیے گیارہ ممبروں پر مشتمل جو بورڈ بنایا گیا اس کے ممبر تھے۔

1949ء میں پاکستان آنے کے بعد آپ نے سب سے پہلا بیان قادیانیوں ہی کے بارے میں جاری کیا، اپ نے صدر پاکستان یحییٰ خان کو مخاطب کرتے ہوئے صاف کہا تھا کہ تمھارا قادیانی مشیر ایم، ایم احمد پاکستانی معیشت کو تباہ کر رہا ہے جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان ہمارے ہاتھ سے نکل سکتا ہے،

بالآخر وہی ہوا، جس کا خدشہ مولانا نورانی نے ظاہر کیا تھا، یعنی حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے مشرقی پاکستان " بنگلادیش " کے نام سے پاکستان سے الگ ہو گیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ میدان سیاست میں:

اگرچہ آپ 1949ء میں کراچی میں مقیم ہو گئے تھے ، لیکن زیادہ وقت بیرون ممالک کے تبلیغی دوروں کی وجہ سے پاکستان میں زیادہ متعارف نہیں ہوئے تھے ، جب خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ 1970 ء میں جمعیت علمائے پاکستان کے صدر منتخب ہوئے تو علامہ نورانی نے علما کے اصرار پر سیاست میں حصہ لینا شروع کیا، اسی سال کے عام انتخابات میں جمعیت کی پارلیمانی پارٹی کا لیڈر منتخب کیا گیا۔

قادیانیت پر پہلی ضرب:

علامہ نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے قومی اسمبلی میں موجودگی سے سیاسی سطح پر ملی مفادات کے لیے کام کا اچھا موقع سمجھا اور 15 اپریل 1972 ء کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں عبوری آئین پر تقریر کرتے ہوئے اسلام اور ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی آواز اسمبلی میں بلند کی۔

آپ نے فرمایا: " جو آئین ہمارے سامنے عمدہ فریم میں سجا کر پیش کیا گیا ہے، اس میں اسلام کو قطعاً کوئی تحفظ نہیں دیا گیا، میں اس دستور کو معزز ایوان کے لیے قابل قبول نہیں سمجھتا ہوں اور اس کی مخالفت کرتا ہوں، اس میں لکھا ہے کہ صدر پاکستان مسلمان ہو گا مگر مسلمان کی کوئی تعریف نہیں جانتا کہ کیا ہے، ہر شخص مسلمان بننے کی کوشش کرتا ہے ، آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو آخری نبی نہیں ماننے والا ہمارے نزدیک مسلمان نہیں ہے ، اور جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے ہم انہیں مسلمان نہیں سمجھتے ، تو پھر کیسے چور دروازے سے آکر اسلام کے نام پر حکمران بن سکتے ہیں، اور تباہی کا سامان پیدا کر سکتے ہیں۔

(دیکھیے! تعارف علمائے اہل سنت، ص42)

اس پر وفاقی وزیر مولانا کوثر نیازی نے کہا: علما مسلمان کی کوئی متفقہ تعریف اگر ایوان میں پیش کریں تو ہم اسے منظور کرنے کے لیے تیار ہیں ، جمعیت العلماء پاکستان کے ڈپٹی پارلیمانی لیڈر علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی ازہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں اپنی جماعت کی طرف سے مسلمان کی متفقہ تعریف پیش کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔

اجلاس کے خاتمے پر رات کو علامہ نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے کمرے میں مجاہد ملت عبد الستار خان نیازی مرکزی جنرل سیکریٹری جمعیت علمائے پاکستان ، مولانا محمد علی رضوی ممبر قومی اسمبلی، مولانا غلام علی اوکاڑوی صدر جمعیت صوبہ پنجاب اور عبد المصطفیٰ اعظمی (رحمہم اللہ) ممبر اسمبلی سر جوڑ کر بیٹھے ، علامہ ازہری نے مسلمان کی مختصر اور جامع تعریف پیش کی، اسے سب نے پسند کیا، مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا عبد الحق ممبران

قومی اسمبلی جمعیت علمائے اسلام نے اس تعریف کو جامع قرار دیا۔

چونکہ علامہ نورانی اور علامہ ازہری رحمۃ اللہ علیہما تقریر کر چکے تھے اس لیے اتفاق رائے کے پیش نظر یہ تعریف 17 اپریل کو مولانا عبد الحق نے اسمبلی میں پیش کی۔

قومی اسمبلی میں قادیانیت پر علامہ نورانی کی یہ پہلی ضرب تھی جس نے بالآخر تحریک کی صورت اختیار کی اور قادیانی اپنے کیفر کردار کو پہنچے اور اس کے ذریعے مرزائیوں کا چور دروازہ بند ہوا۔

(قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت، ص 87 تا 89)

شاہین عقیدہ ختم نبوت حضرت مفتی محمد امین قادری رحمۃ اللہ علیہ (متوفٰی 2005ء) اور تحفظ ختم نبوت:

آپ نے عقیدہ ختم نبوت پر تقریباً سوا صدی تک لکھی جانے والی علما کی کتب و رسائل کو جمع کرکے از سرِ نو ترتیب و تدوین کے بعد چھاپنے کے کام کا بیڑا اٹھایا اور اس کا نام "عقیدہ ختم النبوۃ" رکھا آپ کی حیات میں 6 جلدیں پوری ہو چکی تھیں، آپ کے بعد بھی یہ کام جاری رہا اور اب تک کتاب "عقیدہ ختم النبوۃ" کی 16 جلدیں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں۔

اب مختصراً کتب و رسائل کے نام مع مصنفین ذکر کرتا ہوں:

احمد حسن قادری: تحفظ ختم نبوت (حصہ اول)

اعجاز احمد قادری: مرزا قادیانی کی اصل حقیقت۔

بدر الدین قادری: (1) کتب خانہ سلسلہ قادری رد مرزا قادیانی (2) کتب خانہ سلسلہ قادری رد خلیفہ قادیانی۔

تاج الدین قادری: (1) قادیانی جماعت کے شائع کردہ ٹریکٹ کا مدلل جواب۔ (2) قادیانی جماعت کی دعوت قادیانیت پر ہمارے استفسارات۔

حضرت شاہ تراب الحق قادری جیلانی رحمۃ اللہ علیہ: "ختم نبوت"۔

محمد ثاقب رضا قادری: (1) تحریک ختم نبوت اور نوائے وقت۔ (2) تحریک ختم نبوت 1974ء (3) رد قادیانیت اور سنی صحافت (جلد اول تا سوم)۔

مفتی جلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ: "فتنہ قادیانیت"۔

میاں محمد اصغر قادری: "قادیانیت ایک رستا ہوا ناسور"۔

سید ظہور شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ: (1) قہر یزدانی بر سر دجال قادیانی (2) ظہور صداقت در رد مرزائیت (3) قہر یزدان بر جان دجال قادیانی۔

مولانا عابد امام قادری: "شان رسالت و عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت۔

مولانا عبد الجبار قادری رحمۃ اللہ علیہ: (1) "حجۃ

الجبار بجواب فرقہ محدثہ قادیانیہ " اور (2) " سیف الجبار المعروف بہ سیف اللہ "۔

حضرت علامہ مولانا عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ: (1) امام احمد رضا خان بریلوی اور رد فتنہ مرزائیت (2) پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور معرکہ قادیانیت (3) ختم نبوت کے پاسبان۔

مولانا عبد السلام قادری رحمۃ اللہ علیہ: " خنجر براہین ختم نبوت بر گلوئے قادیانیت "۔

عزیز احمد قادری بدایونی: " اکرام الٰہی بجواب انعام الٰہی "۔

محمد بخش قادری: " صداقت محمدیہ "۔

نظام الدین قادری ملتانی: " قہر یزدانی بر قلعہ قادیانی "۔

نعیم اللہ خان قادری: " قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ " (جلد اول و دوم)۔

ولی اللہ قادری: " تکذیب مرزا بزبان مرزا صاحب "۔

سید مفتی مبشر رضا قادری: (1) مرزا قادیانی کی بیان کردہ ضعیف احادیث (2) قادیانی کلمہ (3) مرزا قادیانی کے شہرہ آفاق 200 جھوٹ (4) الخاتم۔

مفتی راشد محمود رضوی: " رد قادیانیت کورس "۔

کاشف اقبال مدنی: " قادیانیت کے بطلان کا انکشاف "۔

مولانا محمد شہزاد قادری ترابی: " قادیانیت یعنی شیطانیت "۔

حافظ صابر حسین قادری: " مرزائی قرآن کی عدالت میں "

مولانا ضیاء اللہ قادری اشرفی: (1) نجد سے قادیان براستہ دیوبند (2) وہابیت اور مرزائیت۔

مفتی عبد الواحد قادری: " قادیانی دھرم "۔

مفتی عبد السلام قادری: " قرآن کریم اور عقیدہ ختم نبوت "۔

علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ: " نقش خاتم "

الحمد للہ! ہمارے علما و مشائخ نے اپنی زندگی صرف کر کے اس عقیدے " عقیدہ ختم نبوت " کی حفاظت کی، اپنی نیندیں قربان کیں، اپنی جانوں کو نثار کیا، اس عقیدے کی حفاظت پر کتنے علما و عوام کے افراد شہید ہوئے، اللہ عزوجل ہمیں بھی وہ جذبہ عطا فرمائے، ہم بھی بچے بچے تک، مسلمانوں کے ہر فرد تک یہ عقیدہ پہنچائیں، ان کے ذہنوں میں یہ بات راسخ کر دیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

اللہ عزوجل ہمارا ایمان سلامت رکھے، خاتمہ بالخیر فرمائے آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ آلہ وسلم

ختم نبوت کے تحفظ میں اہل بیت اطہار کی اولاد امجاد کی خدمات

از: مولانا سید اویس شاہ

ختم نبوت ایسا اہم امر ہے جس پر ایمان لانا ہر عاقل بالغ مسلمان مرد عورت پر لازم وضروری ہے کیونکہ اس پر ایمان لانا ضروریات دین سے ہے جہاں تک اس عقیدے کے تحفظ کی بات ہے تو ہر شخص پر اس کی استطاعت کے مطابق اس کیلئے کوشاں رہنے کی حاجت وضرورت ہے ختم نبوت ایسا اہم امر ہے جس کی محافظت خود میرے رب نے فرمائی ہے اور ہمیں اس پر پہرہ دینے کی تربیت اور راہ دکھائی الغرض یہ وہ عقیدہ ہے جس پر پہرہ رب کے قرآن نے دیا جس پر پہرہ انبیاء کرام نے دیا جس پر پہرہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے دیا اور بالخصوص اہل بیت کرام. رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دیا اس موضوع پر جتنا کلام کیا جائے اتنا کم ہے الغرض جب بھی اس موضوع پر کلام کرنے کی باری آتی ہے تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو اندازہ ہو گا کہ جب منکرین ختم نبوت سے جہاد کرنے کی باری آتی ہے تو جہاں دیگر جاں نثار جان دینے سے دریغ نہیں کرتے وہیں اہل بیت اطہار بھی اپنی جان دینے سے پیچھے نہیں ہٹتے اگر قلمی جہاد کی بات کریں تو جہاں دیگر مجاہدین علم وفن علماء اہلسنت نے دشمن کو پس پشت پھینکا وہیں اہل بیت اطہار کی اولاد امجاد نے بھی دشمن کو ناکوں چنے چبوائے جسکی وجہ سے دشمن انگشت بدنداں رہ گئے آئے آپ کو اس کی جھلکیاں دکھاتے ہیں کہ اہل بیت نبوت کا جو بھی چشم و چراغ بالعموم ہر میدان میں اور بالخصوص عقیدہ ختم نبوت کے میدان میں جب بھی اترتا ہے تو دشمن کو زیر کرتے اور عقائد اہلسنت کو بہترین انداز میں عالم پر آشکار کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

جب بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی بات آتی ہے تو اہل بیت اطہار کی اولاد امجاد پیش پیش رہیں چاہے وہ اسود عنسی جیسا سیاہ ظاہر وبد باطن یا مسیلمہ کذاب جیسا کذاب عالَم یا مرزا غلام احمد جیسا اَعْوَرُ و خالی از عقل ہو ہر ایک کی ہرزہ سرائی پر اہل بیت نبوت دشمنان دین کی سرکوبی کیلئے ہمہ وقت وہمہ

جہت تیار رہے زمانہ قریب میں جب قادیان سے ایک ایسا شخص جو ظاہری و باطنی طور پر نامکمل تھا دعویٰ نبوت کرنے نکلا تو اس دشمن ناہنجار کے تعاقب میں جن مجاہدین نے سر توڑ کوششیں کیں ان میں سر فہرست اہل بیت اطہار کے نام آتے ہیں آیئے چند مجاہدین ختم نبوت کا ذکر خیر ملاحظہ فرمائیں:

(1) ان مجاہدین میں سر فہرست ایک ایسا نام بھی آتا ہے جنہیں لوگ فاتح قادیانیت تاجدارِ گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ کے نام سے یاد کرتے ہیں آپ وہ عظیم ہستی ہیں جنہوں نے اس وقت مرزا کے ناک میں دم کیا جب وہ بڑی بڑی ہانک رہا تھا اور مقابلے کیلئے آنے کی پیشکش کر رہا تھا آیئے اس بات کو ملاحظہ کرتے ہیں کہ آپ نے اس کو کیسے منہ توڑ جواب دیا۔

1898 میں مرزا قادیانی نے منٹو پارک (موجودہ اقبال پارک) میں ایک جم غفیر کی موجودگی میں مینار پاکستان والی جگہ پر سٹیج لگایا ہوا تھا اور بار بار اعلان کر رہا تھا کہ اگر وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے تو اس سٹیج سے اس کا رد کیا جائے۔ مگر جو بھی یہ کوشش کرتا ناکام رہتا۔ آپ اتفاقاً جامعہ نظامیہ بازار حکیماں لاہور میں مقیم تھے۔ قبلہ عالم کی خدمت میں یہ صورت حال پیش کی گئی تو آپ نے مرزا قادیانی کے مقابل آنے کی ٹھانی۔ بقول صاحبزادہ سید نصیر الدین گیلانی مدظلہ العالی خواجگان تونسہ شریف تک نے یوں بر ملا آپ کو اس کے مقابل آنے سے روکنا چاہا اور فرمایا کہ وہ یقیناً کچھ عملیات کا عامل ہے۔ اور علماء کی زبان بندی پر مہارت رکھتا ہے آپ اپنے روحانی تصرفات سے اسکی بیخ کنی فرمائیں۔ مگر مامور من اللہ ہونے کی بشارت کی وجہ سے آپ نے سر عام اس کی سرکوبی کرنے کی ٹھانی اور منٹو پارک روانہ ہو گئے۔ جب آپ شاہی مسجد کی طرف سے جلسہ گاہ میں پہنچے تو مرزا اس وقت بھی اپنے دعوی ٰباطل کو سٹیج سے دوہرا رہا تھا۔ پنڈال کے قریب پہنچ کر آپ نے وہاں پر موجود مسلمانوں سے مرزا قادیانی کے دعویٰ کا جواب دینے کی اجازت لی۔ اور فرمایا کہ یہ شخص مسیح موعود (نبی) ہونے کا دعویدار ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے جناب رسول مقبول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس غلام ابن غلام ابن غلام کو اپنی ولایت سے سرفراز فرمایا ہے۔ نبی کا درجہ ہر حال میں ولی سے بالاتر ہوتا ہے۔ میں اس شخص پر چار سوال کرتا ہوں یا یہ ان سوالات کو پورا کر دکھائے اور اپنی صداقت کا ثبوت دے۔ ورنہ پھر میں اس کی تردید کرنے کی غرض سے بفضل ایزد تعالیٰ ان سوالات کا جواب دوں گا۔

(1) مرزا قادیانی حکم دے کہ دریائے راوی اپنا موجودہ رخ تبدیل کر کے فی الفور اس پنڈال کے ساتھ ساتھ بہنا شروع کر دے۔ یا میں ایسا کر دکھاتا ہوں۔

(2) ایک نہایت پاکباز لڑکی کو پنڈال کے نزدیک چوطرفہ پردہ میں رکھ کر دعا کی جائے کہ بغیر مرد کے اخلاط کے اللہ کریم اس کے ہاں یہیں ایک

لڑکا دے جو اس کی نبوت یا میری ولایت کی تصدیق کرے۔

(3) اپنے لعاب دھن سے باہر کڑوے پانی کے کنویں کو میٹھا کر دے یا پھر میں کر دیتا ہوں۔

(4) وہ مجھے شیر بن کر کھا جائے یا میں اسے کھا جاتا ہوں۔

آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل رہے تھے کہ گردن سے شیر کے بال نمودار ہونے لگے لیکن آپ کے ساتھ کھڑے ایک مولنا صاحب نے فوراً آپ کی گردن مبارک پر ہاتھ رکھ کر کہا سر کار شریعت! شریعت!! اس پر آپ اپنی اصل حالت پر آگئے مگر اس دوران مرزا قادیانی سٹیج چھوڑ کر بھاگ چکا تھا۔

ما غلاماں از جلالش بے خبر

از جمال لازوائش بے خبر

(پس چہ باید کرد46)

بعد میں آپ اس واقعہ کے یاد آنے پر فرمایا کرتے تھے۔ اگر مولوی صاحب نے مجھے روکا نہ ہوتا تو میں اسے تحت الثریٰ میں بھی ڈھونڈ کر ختم کر دیتا مگر خدا کی مرضی یہ نہ تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ در اصل اسکے پاس تین جن تھے جو اسکے مقابل بولنے والے کی زبان پکڑ لیتے تھے مگر اللہ کے فضل سے وہ مجھ پر حاوی نہ ہو سکے۔ (جنہیں ختم نبوت سے عشق تھا۔ صفحہ 105-106-از طاہر رزاق)

(2) اہل بیت اطہار کے وہ اشخاص جنھوں نے قادیانیوں کی اینٹ سے اینٹ بجا کر ان کے مشن کو تہس نہس کر دیا ان میں سے ایک وہ نام بھی آتا ہے جسے آج بھی امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے. آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جب بھی قادیانیوں کے متعلق معلوم ہوتا کہ یہ فلاں مقام پر اپنے دین کی تبلیغ میں مشغول ہیں تو آپ فوراً اس علاقے میں پہنچ کر دین اسلام کی تبلیغ کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کو مختلف مقامات پر محافل و مجالس ذکر کا اہتمام کروا کر اس میں بیان فرماتے قادیانیوں کے اعتراضات کے جوابات دیتے اور لوگوں کو دین متین کے اس اہم نظریہ پر قائم و دائم رہنے کی تلقین فرماتے آیئے آپکی ختم نبوت کے حوالے سے کی گئی اَنْ تھک محنت کو ملاحظہ کریں

27 اکتوبر 1904 کو مرزا قادیانی بذات خود اپنے حواریوں کے انبوہ کثیر کے ساتھ سیالکوٹ میں اپنے مذہب کی تشہیر واشاعت کے لئے وارد ہوا۔ ان دنوں یہاں مرزائیت کا بڑا شہرہ تھا۔ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر کا سپرنٹنڈنٹ مرزائی تھا۔ لہذا مرزا قادیانی کو اپنے مشن میں کامیابی و کامرانی کی غالب امید تھی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ فورا سیالکوٹ پہنچے اور مختلف بازاروں، محلوں اور مسجدوں میں بڑے پیمانے پر جلسے منعقد کیے اور تقریباً ایک ماہ تک سیالکوٹ میں قیام فرما کر اپنے مخصوص مجاہدانہ انداز میں خطاب فرماتے رہے۔ آپ دلائل قاہرہ کے ساتھ ختم نبوت کے مسئلے کو تفصیلاً سمجھاتے

ہوئے دین متین اور عقائد حقہ پر قائم رہنے کی تاکید فرماتے تھے۔ آپ اکثر ارشاد فرماتے کہ "دوسری نئی چیزوں کے اختیار میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن دین اپناوہی پرانا رکھو۔"

دوران قیام سیالکوٹ تمام اخراجات آپ نے اپنی جیب مبارک سے برداشت کئے۔ مرزا قادیانی کو مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ جس قدر لوگ اس کی بیعت کے لئے تیار تھے وہ اسکی ذلت ورسوائی دیکھ کر بدظن ہو گئے اور حضرت امیر ملت قدس سرہ کے حلقہ ارادت سے وابستہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مرزا قادیانی کو پھر تازیست سیالکوٹ کارخ کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ (برکات علی پور شریف از پیر خیر شاہ امرتسری 1336 ص 9، سوانح امیر ملت 1975، ص 245، ایمان پرور یادیں، ص 37)

مئی 1908 کو جب امیر ملت مرزا قادیانی کا تعاقب کرتے ہوئے لاہور تشریف لاکر یہاں اسے بار بار مناظرے اور مباہلے کا چیلنج کر رہے تھے اس وقت 22 مئی کو آپ نے بادشاہی مسجد میں ہونے والے جلسے کے اندر صدارتی تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا مرزا قادیانی تو حضرت امام حسین پر اپنی فوقیت جتاتا ہے۔ لیکن میں حضرت امام حسین کا غلام ہوں، وہ تو اعلان کرنے پر بھی مقابلے کے لئے نہ آیا میری عادت پیش گوئی کرنے کی نہیں ہے۔ البتہ اس سے قبل نومبر 1904 میں ایک دفعہ مرزا کے مقابلے میں میری زبان سے چند کلمات بطور پیش گوئی کے نکل گئے تھے۔ جس کا ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ نے پورا فرمادیا اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد مرزا کا حواری عبد الکریم ذلت کی موت مر گیا۔ اب پھر میرے دل میں بار بار خیال آرہا ہے جس کو میں باوجود کوشش کے ضبط نہیں کر سکتا۔ اور وہ خیال یہ ہے کہ مرزا قادیانی عنقریب ذلت اور رسوائی کی موت مرے گا۔ اور تم اس کی موت اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ میری اس پیش گوئی کو مرزا کی پیش گوئی کی طرح مت سمجھنا۔ اس کے بعد آپ نے مزید ارشاد فرمایا۔ **جب تک مرزا یہاں سے چلا نہ جاوے۔ میں لاہور سے نہیں جاؤں گا۔**

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی بھی اس جلسہ میں تشریف لائے تھے۔ جلسہ کے اختتام پر انہوں نے حضرت امیر ملت قدس سرہ سے کہا کہ شاہ صاحب! میں تو واپس جاتا ہوں آپ اپنا کام جاری رکھیں۔

حضرت امیر ملت نے ان سے کہا: آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر کیسے تشریف لے جائیں گے۔؟"

حضرت گولڑوی نے فرمایا: میں گھر سے شکار کرنے آیا تھا مگر مجھے معلوم ہوا کہ یہ شکار میرے مقدر میں نہیں ہے بلکہ آپ کے لئے مقدر ہے۔ اس لئے آپ ٹھہریں اور اپنا کام کرتے رہیں۔ (علماء حق اور رد فتنہ قادیانیت ص 135 گنبد خضراء پبلی کیشنز لاہور)

(3) ان مبارک ہستیوں میں ایک اور نام بھی آتا ہے جنہیں آج بھی غزالی زماں حضرت علامہ

مولانا احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانا جاتا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عمر حضور علیہ السلام کے عشق کی شمع جلاتے اور بد مذہبوں اور بالخصوص فتنہ قادیانیت کو زیر کرنے میں صرف فرمادی آپ نے قادیانیت کی سرکوبی میں کہاں تک کوشش کی اسکی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں

مسلم لیگ کی صوبائی کونسل کے اجلاس منعقدہ 1952 میں قادیانیت کے خلاف قرار داد پیش کی۔ اس قرار داد میں مسلم لیگ کے اکابرین سے کہا گیا تھا کہ وہ قادیانیت کے مضمرات اور ان کی اسلام دشمن کاوشوں سے باخبر رہیں اور انگریزوں کے پیدا کئے ہوئے اس فتنے کے استیصال کے لئے جملہ صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔ اس قرار داد کا مقصود یہ تھا کہ اگر ہم پاکستان میں اسلامی آئین نافذ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں عظمت و شان مصطفویؐ کو ہر پہلو سے مقدم رکھنا ہو گا۔ اسلام حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے عبارت ہے اور حضور کی خاتم المرسلینی کا مسئلہ حل کئے بغیر ملک میں اسلام کے نفاذ کا تصور ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ

بمصطفی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر بہ او نرسیدی، تمام بولہبی است

پاکستان کی سیاسی و تہذیبی زندگی کے مبصرین کا کہنا ہے کہ اگر یہ قرار داد اس وقت منظور کر لی جاتی تو قادیانیت کا مسئلہ اسی وقت حل ہو جاتا اور قادیانی عناصر نے بعد کے ادوار میں جس طرح قوت پکڑ کر اس مملکت کو جن عظیم نقصانات سے دوچار کیا وہ پیش نہ آتے مگر افسوس کہ آپ کی پیش کر دہ اس قرار داد کو مسلم لیگی زعماء نے خاطر خواہ پذیرائی نہ بخشی۔ اس سے آپ کو اندازہ ہو گیا کہ یہ مسلم لیگ وہ نہیں رہی جو قائد اعظم محمد علی جناح کی قیادت میں اسلامی نظام کے نفاذ کا پروگرام لے کر چلی تھی۔ چنانچہ یہی دل برداشتگی آپ کی مسلم لیگ سے علیحدگی کا باعث بنی۔ عظمت و شان رسول کے تحفظ کے لئے آپ نے قادیانیوں کا تعاقب جاری رکھا۔

جمیعت علمائے پاکستان، جماعت اہلسنت پاکستان تنظیم المدارس اور دوسری متحدہ تنظیموں کی وساطت سے آپ نے ختم نبوت کے مسئلے کی عظمت واہمیت کو واضح کیا۔ تا آنکہ حکومت نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ (پندرہ روزہ ندائے اہلسنت لاہور یکم تا پندرہ اپریل 1992)

تنگیٔ وقت و طوالت تحریر سے بچنے کیلئے انہی الفاظ پر اکتفاء کرتے ہیں اگر زندگی رہی اور وقت میں گنجائش ہوئی تو ان شاء اللہ اس پر مستقل طور پر کچھ لکھنے کی کوشش کریں گے اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں مالک کائنات ہماری اس چھوٹی سی کاوش کو قبول فرمائے اور ہمیں ان بزرگان دین کی سیرت کو پڑھتے ہوئے ان کے عشق کا کچھ حصہ نصیب فرمائے آمین ثم آمین

عقیدہ ختم نبوت اور اطفال کے حوالے سے ہمارا کردار

از: مولانا نعمان حسین قادری

صدیق اپنے دادا کا بہت لاڈلا تھا۔ دادا سے محبت کی بنا پر وہ اپنا زیادہ وقت ان کے ساتھ ہی گزارتا تھا ۔اور دادا جان نے بھی اپنے پوتے کو ایک عظیم انسان بنانے کی ٹھانی ہوئی تھی۔ اس مقصد کے لئے ان کے درمیان مختلف حوالوں سے گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ اس بار جب گرمیوں کی چھٹیاں ہوئیں تو یہ پلان بنا کہ تھوڑا گھوم پھر لیا جائے اور اللہ کی قدرت کے نظارے کئے جائیں۔

اس مقصد کے لئے پنجاب اور اس کے اطراف کے علاقوں میں جانے کا فیصلہ ہوا۔ اس فیصلے سے صدیق میاں بہت خوش تھے ۔اور زور و شور سے تیاری کر رہے تھے ۔چونکہ اس سفر میں سبھی گھر والے اور صدیق کی جان دادا جان بھی ساتھ تھے تو یہ سفر انوکھا گزرنا تھا۔ دادا جان کیونکہ مطالعے کے شوقین تھے تو انہوں نے چند کتابیں بھی رکھ لیں تاکہ اضافی وقت کو کارآمد بنایا جائے۔ دن گزرتے رہے اور روانگی کا دن بھی آ گیا۔ سب لوگ ٹرین میں بیٹھے اور سفر شروع ہوا۔ سفر لمبا تھا تو صدیق میاں نے دادا جی کا دامن پکڑ لیا اور باتیں شروع ہو گئیں ۔راستے میں ٹرین جہاں سے گزرتی دادا جی کچھ نہ کچھ بتاتے جاتے یا صدیق میاں سوال کر لیتے۔ چلتے چلتے ایک مقام ایسا آیا کہ دادا جی بولتے بولتے اچانک خاموش ہو گئے اور گہری سوچ میں چلے گئے۔ صدیق نے وجہ دریافت کی تو بتایا بیٹا: بس یہ بورڈ دیکھ کر کچھ یاد آ گیا تھا ۔کونسا بورڈ؟ صدیق میاں نے سوال کیا: بیٹا یہ چناب نگر (ربوہ) کا بورڈ۔ اس سے کیا یاد آیا ؟ دادا جی ۔صدیق نے دوبارہ استفسار کیا: بیٹا یہ بات ہے مئی 1974 کی۔

جب چند مسلمان طلبہ ٹرین کے ذریعے یہاں سے گزرے تو چند مرزائی نوجوانوں سے ان کی تکرار ہوئی اور نعرے بازی شروع ہو گئی۔ پھر ٹرین کے سیٹی بجی اور وہ ربوہ سے آگے چل دی ۔اس

وقت ربوہ ایک الگ سے ریاست تھی جس کا اپنا نظام تھا اور مرزا ناصر اس کا کرتا دھرتا تھا۔ جب اسے پتا چلا کہ ریاست ربوہ کے خلاف نعرے بازی ہوئی ہے تو اس نے بدلہ لینے کا منصوبہ بنایا۔ جب وہ ٹرین واپسی میں اسی (ربوہ کے) اسٹیشن پر رکی تو مرزائیوں نے اسلحہ سے ان پر حملہ کر دیا اور ان کی ٹانگیں اور بازو توڑ دیے۔ پورے ملک میں ہی اس واقعے کی خبر پھیل گئی اور جس اسٹیشن پر گاڑی رکتی لوگ بڑی تعداد میں وہاں جمع ہوتے اور اس پر بھرپور جذبات کا اظہار کرتے۔ چونکہ یہ ایک بڑا واقعہ تھا تو اس کی تحقیقات کے لئے پنجاب کے وزیر اعلی حنیف رامے نے عدالتی تحقیقات کا حکم دیا۔ جس پر جسٹس کے ایم صمدانی نے 112 صفحات پر مشتمل رپورٹ وزیر اعلی کو پیش کی۔

اچھا دادا جان یہ تو بتایئے کہ یہ مرزائی کون ہیں؟ بیٹا مرزائی ان لوگوں کو کہتے ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ دادا جی نے جواب دیا۔ اس کا مطلب یہ لوگ مسلمان تو نہیں ہوتے نا؟ صدیق نے سوال کیا: جی بیٹا: یہ مسلمان نہیں ہوتے کیونکہ مسلمان وہ ہوتا ہے جو اللہ کو ایک مانے، آسمانی کتابوں پر ایمان لائے، فرشتوں، یوم آخرت اور انبیائے کرام علیھم السلام پر ایمان رکھے اور حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ کا آخری نبی تسلیم کرے۔ تو مرزائی چونکہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آخری نبی نہیں مانتے اس لئے یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

بہت خوب دادا جی آپ نے تو بہت اہم بات بتائی کہ مسلمان ہونے کے لئے ہمارے نبی محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ کا آخری نبی ماننا ضروری ہے۔ ایک بار ہمارے اسکول میں ایک بزرگ تشریف لائے تھے اور انہوں نے یہ بتایا تھا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالی نے ہر چیز کے بارے میں بیان کر دیا ہے تو کیا ختم نبوت پر بھی قرآن نے کچھ بیان کیا ہے؟ صدیق نے سوال کیا۔ جواب میں دادا جی نے بتایا کہ قرآن پاک کے ساتھ ساتھ حدیث پاک میں بھی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا آخری نبی ہونا بیان کیا ہے۔ پارہ 22 سورہ احزاب آیت نمبر 40 میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: اور ہم نے آپ کو تمام ہی لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

سنن ابو داؤد شریف کی حدیث میں ہے: میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اسی دوران صدیق کی نظر کھڑکی سے باہر پڑی تو

دیکھا کہ ایک بڑی خوبصورت بلڈنگ بنی ہوئی ہے پر درمیان کا ایک بلاک نہیں لگا ہوا۔یہ دیکھ کر انہیں بڑی حیرت ہوئی اور دادا جی کو یہ منظر دکھانے لگے ۔دادا جی نے بھی صدیق کی بات کی تائید کی اور بتایا کہ جس طرح ایک بلاک نہ لگنے سے یہ عمارت ادھوری ہے ،بلاک لگتے ہی پوری ہو جائے گی ،یہی مثال نبوت کی بلڈنگ کی ہے کہ ہمارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد سے پہلے بلڈنگ ادھوری تھی اور آپ کے آنے سے مکمل ہو گئی ۔اب اس میں مزید کسی اضافے کی گنجائش نہیں ہے۔یہی بات آپ نے حدیث پاک میں بیان کی ۔کہ میں عمارت نبوت کی آخری اینٹ ہوں۔

اس سے پہلے کہ صدیق میاں کچھ اور کہتے اچانک ڈبے میں ایک نورانی شخصیت کی آمد ہوئی اور دادا جی انہیں دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے۔گلے ملے اور ساتھ بیٹھنے کا کہا۔صدیق نے بھی ان سے مصافحہ کیا اور بیٹھ گیا۔

بیٹا!یہ علامہ اسمعیل صاحب ہیں۔ہمارے بڑے اچھے دوست ہیں۔بہترین عالم دین اور صاحب مطالعہ شخصیت ہیں۔اور دفاع دین کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔دادا جی نے بزرگ کا تعارف کرواتے ہوئے کہا۔اب علامہ صاحب دادا جی سے مخاطب ہوئے اور دریافت کیا کہ کہاں کا ارادہ ہے ؟جس پر دادا جی نے تفصیل بتائی ۔پھر دادا جی نے صدیق سے ہونے والی گفتگو کا ذکر کیا تو علامہ صاحب فرمانے لگے۔بھئی صدیق میاں!یہ تو آپ نے سن لیا کہ یہ عقیدہ مسلمان ہونے کے لئے کتنا ضروری ہے اور قرآن و حدیث کا اس پر واضح بیان بھی ہے۔

اب ذرا یہ سنئے کہ جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وفات کے بعد مسیلمہ کذاب نے نبی ہونے کا جھوٹا دعوی کیا تو صحابہ کرام نے صدیق اکبر کے کہنے پر اس سے جنگ کی اور 1200 صحابہ کرام اس میں شہید ہوئے ۔اتنی بڑی تعداد نے اس سے پہلے کبھی کسی جنگ میں شہادت نہیں پائی تھی ۔جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے نزدیک اس عقیدے کی حفاظت کے لئے جان قربان کرنی بھی پڑے تو دے دی جائے لیکن اس پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے۔اور یہ تعلیم انہیں بارگاہ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ملی کہ جب اسود عنسی نے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حیات مبارکہ میں دعوی نبوت کیا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کے قتل کا حکم ارشاد فرمایا۔جس پر حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا۔اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کی ۔اور یہی حال بعد والے مسلمانوں کا رہا۔جیسے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

نے مختار ثقفی کو، عبد الملک بن مروان نے حارث بن سعید کو، یوسف بن عمر ثقفی نے ابو مصنور عجلی کو نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے پر قتل کیا۔ علامہ صاحب نے صدیق میاں کو تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

اچھا علامہ صاحب یہ تو بتائیے کہ جب ہر دور میں اس عقیدے پر مسلمانوں نے سخت پہرا دیا اور اس کی حفاظت کے لئے قربانیاں دیں تو ہمارے دور کے لوگوں کا اس پر کیا کردار رہا؟ صدیق نے سوال کیا: جس پر علامہ صاحب نے کہا: کہ جب ہمارے قریبی دور میں مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعوی کیا تو علمانے کتابیں لکھ کر اس کا رد کیا، جن میں سر فہرست نام امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کا ہے۔ آپ نے اس کے رد اور اس عقیدے کی وضاحت کے لئے پانچ کتابیں لکھیں۔ اور اس عقیدہ کی بنیاد پر مرزا کو کافر کہا اور اس پر مدینہ پاک اور مکہ پاک کے علما سے تائید لی۔ اور علمائے حرمین کی تصدیق کے ساتھ مرزا کو کافر قرار دیا گیا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ نے اسے مناظرے کا چیلنج دیا۔ جس میں مرزا نے آنے کی زحمت نہ کی۔ اور بغیر مناظرہ ہی فرار ہو گیا۔ جس کے سبب پیر صاحب کو اس معاملے میں کامیابی ملی اور اس کے فتنے کو بھرپور جواب ملا۔ پھر پاکستان بننے کے بعد ان کی مکاریوں پر سے پردہ ہٹایا گیا۔ اور سانحہ ربوہ کے بعد مہم چلی۔ جس میں ہزاروں نوجوان گرفتار ہوئے ۔ سینکڑوں شہید ہوئے۔ اور بالآخر قادیانیوں کو منہ کی کھانی پڑی۔ اور علمائے کرام اور عوام الناس کی کوششوں سے قادیانیوں کے اس وقت کے خلیفہ مرزا ناصر کو اسمبلی میں بلایا گیا۔ اس سے اس کا عقیدہ پوچھا گیا۔ بہت کوشش کے بعد آخر کار اس نے مان ہی لیا کہ وہ مرزا کو نبی مانتے ہیں۔ اور مرزا کو نبی نہ ماننے والے کو مسلمان نہیں سمجھتے، اسمبلی میں اس سے جرح کرنے والوں میں نمایاں نام علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کا ہے جنہوں نے سب سے پہلے اس مسئلے کو اسمبلی میں اٹھایا اور اس پر قانون سازی کا مطالبہ کیا۔ اور بھرپور جدوجہد اور قربانیوں کے بعد 7 ستمبر 1974 کو یہ قانون پاس ہوا کہ مسلمان وہ ہوتا ہے جو اللہ کو ایک مانے، آسمانی کتابوں پر ایمان لائے، فرشتوں، یوم آخرت اور انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان رکھے اور حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ کا آخری نبی تسلیم کرے۔

اچھا علامہ صاحب: ایک آخری بات اور بتا دیں کیونکہ ہمارا اسٹیشن آنے ہی والا ہے کہ قرآن و حدیث اور صحابہ کرام کے عمل سے تو یہ بات واضح ہے کہ ختم نبوت کا منکر مسلمان نہیں ہے۔ لیکن کیا مزید وضاحت کے لئے آپ اس کی کوئی اور مثال دے سکتے ہیں تا کہ جب میں اپنے دوستوں کو یہ عقیدہ سمجھاؤں تو انہیں بھی سمجھ آجائے۔ صدیق

نے گزارش کرتے ہوئے کہا۔جی بالکل بیٹا:ہم اس بات کو اس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ ہم موسی علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں اور تورات کو اللہ کی کتاب مانتے ہیں۔لیکن اس کے باوجود جب ہم کسی یہودی سے ملیں اور بتائیں کہ ہم بھی موسی علیہ السلام اور تورات کو مانتے ہیں تو وہ یہودی آپ کو یہودی مانے گا؟ہر گز نہیں مانے گا۔

صدیق نے جواباً کہا۔اسی طرح اگر آپ کسی عیسائی کو یہ کہیں کہ میں عیسی علیہ السلام اور انجیل کو مانتا ہوں۔مجھے عیسائی کہہ لو۔تو وہ ہر گز نہیں کہے گا۔کیونکہ یہودی اور عیسائی دونوں یہ کہیں گے کہ یہودی یا عیسائی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے بعد کسی کو نبی نہ مانا جائے تم چونکہ موسی و عیسی علیہم السلام کے بعد محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بھی نبی مانتے ہو اس لئے تم یہودی یا عیسائی نہیں ہوسکتے۔اسی طرح مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ آقا محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد کسی کو نبی نہ مانا جائے۔اور قادیانی حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آخری نبی نہیں مانتے بلکہ مرزا کو بھی نبی مانتے ہیں اس لئے وہ مسلمان نہیں ہیں۔غیر مسلم اور کافر ہیں۔

واہ علامہ صاحب واہ۔آپ نے تو کمال کر دیا۔دادا جی جو بہت غور سے گفتگو سن رہے تھے۔اختتام پر بول اٹھے۔جس پر علامہ صاحب نے مسکرا کر ان کا شکریہ ادا کیا۔پھر دادا جی نے صدیق سے پوچھا!میاں کچھ سمجھے بھی یا نہیں؟جی دادا جی۔سب سمجھ آگیا کہ مسلمان ہونے کے کے لئے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آخری نبی ماننا ضروری ہے اور اس کا نہ ماننے والا کافر ہے۔

یہ عقیدہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔اس کی حفاظت کے لئے 1200 صحابہ کرام نے جام شہادت نوش کیا۔قادیانی مرزا کو بھی نبی مانتے ہیں اور حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں۔اس لئے وہ کافر ہیں۔

ملک پاکستان کے علما اور عوام کی قربانیوں کے باعث 7 ستمبر 1974 کو قادیانیوں کو اسمبلی سے قانونی طور پر کافر قرار دیا گیا۔اس لئے اب یہ قانونی اعتبار سے بھی کافر ہیں۔

اور میں یہ عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ اس عقیدے پر قائم رہوں گا اور سب جاننے والوں کو اس کی اہمیت بتاؤں گا۔اس کے لئے ہر طرح کی قربانی دوں گا۔اور اپنی جان بھی آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ناموس پر قربان کرنے سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔

صدیق نے اپنے عزم کا اظہار کرتے ہوئے جواب دیا۔

تحفظ ناموسِ رسالت میں سلاطین اسلام کا حصہ

از: مولانا حافظ افتخار احمد قادری

اس جہان فانی میں بہت سی عظیم شخصیات نے جنم لیا اور اپنے عزم و ایقان کی بنیاد پر بہت سے گرانما کارنامے انجام دے کر دنیا والوں کے لئے ایک خوبصورت باب مرتب فرمایا دیا۔ جنہوں نے اسلام اور ملت بیضا کا کام کیا، تحفظ ناموسِ رسالت کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دی۔ آج دنیا میں ان کی ذات روشن و منور ہے۔ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عزت و ناموس کے محافظ و نگہبان کل بھی تھے اور آج بھی ہیں اور صبحِ قیامت تک رہیں گے۔

دور بنو امیہ کے مشہور و معروف خلیفۂ اسلام حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور اقدس صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سب و شتم کرنے والے کو قتل کر دیا جائے گا۔(الصارم المسلول، المسئلہ الاولی، ان من سب النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم من مسلم اوکافر فانہ یجب قتلہ:10)

حضرت عمر بن عبد العزیز کے بارے میں منقول ہے: آپ کو ایک شخص نے گالی دی تو آپ نے لکھا کہ کسی شخص کو قتل نہ کیا جائے مگر اسے قتل کیا جائے گا جو حضور اقدس صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو گالی دے۔(السیف المسلول، الباب الاول، الفصل الاول المسئلہ الاولی:99)

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے تاریخی الفاظ:،،جو شخص حضور اقدس صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں گستاخی کرے اس کا خون حلال و مباح ہے،،۔(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ القسم الرابع، الباب الاول، الفصل الثانی، الحجتہ فی ایجاب قتل من سبہ اوعابہ:374)

امام بیہقی نے اس واقعہ کو اس طرح نقل کیا: خلیفہ اسلام حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے دور میں گورنر کوفہ نے خط لکھا کہ ایسے شخص کو کناسہ بازار سے گرفتار کیا گیا ہے جو آپ کو گالیاں دیتا ہے اور گواہی موجود ہے۔ تو میں نے

ارادہ کیا کہ اسے قتل کر دوں یا اسے سزا دوں، پھر سوچا آپ سے مشورہ کرلوں، تو سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے سلام کے بعد لکھا کہ اے گورنر! اگر تو اسے قتل کر دیتا تو میں تجھے قتل کر دیتا، میرا خط پہنچنے کے بعد اسے چھوڑ دو مجھے یہ بات سزا دینے سے زیادہ پسند ہے اور یاد رکھو کہ کسی انسان کو گالی دینے والے کا قتل جائز نہیں سوائے محمد صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی توہین کرنے والے کے کیونکہ جب وہ توہین رسالت کرتا ہے تو اس کا خون حلال ہو جاتا ہے۔(السنن الکبریٰ:08/184)

عباسی دور کے مشہور خلیفہ ہارون الرشید نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: حضور اقدس صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو گالی دینے والے کی سزا کیا ہے اور یہ بھی ذکر کیا کہ فقہائے عراق نے مجھے اس بارے میں کوڑے لگانے کی سزا کا فتویٰ دیا ہے۔ اس سوال پر حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ بھڑک اٹھے اور جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے امیر المومنین! گستاخ رسول گستاخی کے بعد بھی زندہ رہے تو پھر امت کو زندہ رہنے کا حق نہیں۔ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے گستاخ کو فی الفور گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے۔(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم القسم الرابع الباب الاول، المقصد الثانی، فی الحجۃ فی ایجاب قتل من سبہ وعابہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم:484)

حضرت علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمہ فقہائے عراق کے فتویٰ پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: معلوم نہیں وہ فقہائے عراق کون ہیں جنہوں نے ہارون الرشید کو یہ فتویٰ دیا جو اس نے ذکر کیا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ وہ ہوں جو علمی شہرت نہ پا سکے یا جن کے فتویٰ پر اعتماد نہ کیا جاتا ہو یا اس کی نفسانی خواہش اسے اس طرح جھکا رہی ہو یا اس نے جو کہا وہ ان فقہاء کے نزدیک مسب پر محمول کیا ہو یا پھر اختلاف اس امر میں ہو گا کہ کلام مسب ہے یا نہیں یا وہ شخص اپنے مسب سے رجوع کر کے توبہ کر چکا ہو۔ یا ہارون الرشید نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے سامنے اصل بات بیان نہ کی ہو ورنہ وہ شخص جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو مسب کہا ہو اس کے قتل پر اجماع ہے۔
(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ)

ابراہیم فرازی ماہر علام مشہور زمانہ شاعر تھا وہ قاضی عیاض بن طالب کی علمی مجلس میں شریک ہوا کرتا تھا معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام اور حضور اقدس صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں گستاخی کرتا ہے اور مزاق اڑاتا ہے تو قاضیٔ وقت اور دیگر فقہا نے اس کو عدالت میں طلب کیا اور اس کا یہ عمل ثابت ہونے پر پھانسی کی سزا دی گئی۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ القسم الرابع، فی بیان ماھو فی حقہ:371)

فقہائے اندلس نے فقیہ ابن حاتم طلیطلی سے حضور اقدس صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی شان اقدس میں استخفاف کے ثبوت کے بعد اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الرابع:371)

سلطان نور الدین زنگی علیہ الرحمہ کے زمانے کا مشہور واقعہ ہے۔ تین راتیں سلطان نور الدین زنگی علیہ الرحمہ کو حضور اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خواب میں دو نیلی آنکھوں والے آدمی دکھلا کر حکم دیا کہ میری ان سے حفاظت کرو۔ جب سلطان نور الدین زنگی علیہ الرحمہ نے مدینہ منورہ پہنچ کر معلوم کیا تو پتہ چلا کہ دو نصرانیوں نے حضور اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روضہ اقدس تک زیر زمین سرنگ کھود رکھی تھی۔ اُنہوں نے تسلیم کیا کہ عیسائی بادشاہوں نے ان کو بیش بہا دولت دے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جسم اطہر نکال کر لانے پر مامور کیا تھا۔ سلطان نور الدین زنگی علیہ الرحمہ آتش غضب سے بھڑک اٹھے اور ان دونوں کو قتل کر دیا اور حجرہ مبارک کی گرد اتنی گہری بنیادیں کھدوائی کہ پانی نکل آیا تو ان بنیادوں میں اس نے سیسہ ڈلوا دیا تاکہ آئندہ کسی ملعون کو حضور اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی لحد مبارک تک رسائی کا موقع نہ ملے۔ (سہ ماہی انوار رضا کا تحفظ ناموسِ رسالت نمبر:484)

پرنس ارطاق والئی کرک ریجی نالڈ نے جزیرہ نمائے عرب پر لشکر کشی کی تاکہ روضہ اقدس کو منہدم اور خانہ کعبہ کو مسمار کرے۔ مدینہ منورہ سے اسلامی لشکر مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے جن کو دیکھ کر وہ اپنے جہازوں کو چھوڑ کر پہاڑوں اور جنگلوں میں بھاگ گئے۔ مسلمان سپاہ نے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ لیکن ریجی نالڈ جان بچانے اور بھاگ جانے کے بعد بھی اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا۔ مسلمانوں کے ایک کارواں کو 1179ء میں لوٹا اور تمام آدمی گرفتار کر لیے۔ بادشاہ یروشلم نے واپسی کے لئے سفیر بھیجے تو اس نے مزاق اڑایا۔ اسی طرح پھر اس نے 1183ء میں وہی حرکت دہرائی۔ 1186ء میں مسلمان تاجروں کا ایک قافلہ لوٹ کر اہل قافلہ کو گرفتار کر لیا۔ جب ان لوگوں نے رہائی کے لئے کہا تو اس دشمن خدا نے کہا تم محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) پر ایمان رکھتے ہو اس سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ آکر تم کو چھڑائے۔ جس وقت سلطان صلاح الدین ایوبی کو ریجی نالڈ کی اس گستاخانہ گفتگو کی خبر لگی تو اس نے قسم کھائی کہ اگر خدا نے چاہا تو اس کافر کو اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا۔ صلیبی جنگوں میں فرنگیوں کو شکست ہوئی تو بادشاہ اور شہزادے سلطان کے سامنے پیش کئے گئے۔ اس نے ریجی نالڈ کو پہچان لیا اور اسے اپنی قسم یاد آگئی۔ ریجی نالڈ کو اس کی بد اعمالیاں گنوائیں اور خود اس کا سر قلم کر دیا۔ اس کے بعد فرمایا: ہم مسلمان ہیں لوگوں کو خواہ مخواہ قتل نہیں کرتے۔ ریجی نالڈ گستاخ رسول کی پاداش میں قتل کیا گیا۔ (ابن اثیر:11)

خلافتِ عثمانیہ کے دور میں سلطان عبد الحمید جب بادشاہ تھے اور ان کی سلطنت کا دائرہ جزیرہ العرب عراق شام سے لے کر استنبول اور کئی یورپی ملکوں تک پھیلا ہوا تھا۔ اسی زمانے میں استنبول کے ایک اخبار میں خبر چھپی کہ فرانس کی راجدھانی پیرس کے ایک تھیٹر میں حضور اقدس صلَّی اللہ علیہ

واٰلہٖ وسلَّم کی شان اقدس میں گستاخی کرتے ہوئے کردار بنا کر ڈرامہ دکھایا جانے والا ہے۔ سلطان عبد الحمید نے جب یہ خبر پڑھی تو ان کے تن بدن میں آگ لگ گئی کہ میری زندگی میں حضور اقدس صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان اقدس میں کوئی گستاخی کرے اور میں دیکھتا رہوں یہ نہیں ہو سکتا۔ میں تلوار اٹھاؤں گا چاہے میری جان چلی جائے اور میرے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اگر وہ میرے بارے میں کوئی بکواس کرے تو میں درگزر کر دیتا مگر وہ تو حضور اقدس صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں ایسی ناپاک جرأت کرنے لگے ہیں۔

سلطان عبد الحمید نے برداشت نہیں کیا اور اسی وقت حکم دیا: فوراً فرانسیسی سفیر کو بلاؤ۔ جب وہ فرانسیسی سفیر سلطان کے دربار میں آیا تو سلطان جنگی لباس پہن کر دربار میں آئے جو اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ہم جنگ کے لئے تیار ہیں۔ سلطان نے اس فرانسیسی سفیر سے سخت طیش اور غصے میں کہا: کیا تم بھول گئے کہ میں بادشاہ ہوں بلقان، عراق، ملک شام، لبنان، حجاز، کوہ قاف، اناطولیہ اور دارالحکومت استنبول کا۔ کان کھول کر سن لو! اگر تم لوگوں نے حضور اقدس صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان میں توہین پر مشتمل اس ڈرامے کو نہ روکا تو میں تمہارے ملک کو تباہ کر دوں گا۔ پھر سلطان نے وزیرِ اعظم کو کہا! ہم فرانسیسی کی اس گھٹیا حرکت کی وجہ سے ان کے خلاف جنگ کریں گے۔ اس پر پوری دنیا سے احتجاج ہو رہا ہے۔ جب فرانس نے سلطان المسلمین کا یہ تیور اور جواب دیکھا تو فرانس نے وہ ڈرامہ روک دیا اور پھر جب تک ترکی سلطنت باقی رہی تب تک کبھی کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان میں کوئی گستاخی کر سکے۔

(ناموسِ رسالت کی اہمیت اور ہماری زمہ داریاں: 6/7)

قاضی عبد الرحیم متھرا نے شیخ عبد الغنی چیف جسٹس کو استغاثہ بھیجا کہ مسلمان وہاں ایک مسجد تعمیر کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ایک سرکش برہمن نے ان کا سارا عمارتی سامان اٹھوا کر وہاں ایک بت خانے کی عمارت شروع کرا دی۔ جب تادیبی کاروائی کی گئی تو اس نے گواہوں کی موجودگی میں حضور اقدس صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان میں گالیاں بکیں۔ چیف جسٹس نے اس کو طلب کیا۔ اس نے پیش ہونے سے انکار کر دیا۔ اکبر بادشاہ کا زمانہ تھا۔ اس نے بیربل اور شیخ ابو الفضل کو بھیجا کہ وہ اسے لے کر آئیں۔ شیخ ابو الفضل نے اپنی مکمل تحقیق جو گواہی سے کی تھی بیان کی کہ واقعی اس نے گالیاں بکی ہیں۔ علماء کے اس معاملے میں دو گروہ ہو گئے ایک کا فتویٰ قتل کا تھا اور دوسرا تعزیر کا۔ بحث طویل ہو گئی شیخ نے بادشاہ پر اصرار کیا، شاہی محل کی بیگمات سفارشی تھیں، بادشاہ نے واضح حکم دینے کے بجائے گول کر دیا شرعی مسئلہ ہے آپ ہم سے کیا پوچھتے ہیں۔ بالآخر چیف جسٹس شیخ عبد الغنی نے اس گستاخ رسول کے قتل کا حکم دیا۔

(التواریخ عبد القادر بدایوانی: 489)

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں بدر العلماء کا کردار

از: مفتی نازش مدنی مراد آبادی

حضور نبی پاک صاحب لولاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خاتمیت قرآنی اور اجماعی عقیدہ ہے۔ جس میں کسی قسم کا ذرا برابر شک وشبہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا سبب ہے۔ اس قرآنی اور اجماعی عقیدے پر دور رسالت مآب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں ہی جھوٹے مدعیانِ نبوت کی جانب سے طرح طرح سے حملے شروع ہو گئے تھے۔ چنانچہ سہ10ھ میں مسیلمہ کذاب بد بخت نے حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں ایک خط لکھا جس میں اس نے کھلے طور پر اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کیا، وہ اپنے خط کچھ اس طرح تھا

من مسیلمة رسول اللہ الی محمد رسول اللہ

یہ خط مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف

پھر آگے لکھتا ہے جس کا مفہوم کچھ اس طرح سے ہے کہ میں نبوت میں آپ کے ساتھ شریک ہوں نصف دنیا قریش کی ہے اور نصف ہماری ہے۔ سرکار دو عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کے جواب میں اس طرح لکھوایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد رسول اللہ الی مسیلمہ کذاب اما بعد فان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبة للمتقین

محمد رسول (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو اما بعد زمین خدا کی ہے وہ اپنے بندوں میں جس کو چاہے گا وارث بنائے گا اور انجام پرہیز گاروں کے لئے ہے۔

پھر اس کے بعد دور رسالت ہی میں اس بد بخت اور ناہنجار کو کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وصال ظاہری کے

بعد بھی مدعیان نبوت پیدا ہوتے رہے۔ اور واصل جہنم ہوتے رہے۔ جن میں کچھ مشہور نام یہ ہیں۔ اسود عنسی، طلحہ بن خویلد، اور ایک عورت سجاح بنت حارثہ۔

ان جھوٹے مدعیان نبوت کا سلسلہ جاری وساری رہا یہاں تک کہ ہندوستان کے صوبہ پنجاب کے شہر قادیان سے تعلق رکھنے والے ملعون زمانہ شخص مرزا غلام احمد قادیانی کا دور بھی آپہنچا۔ مرزا نے فارسی اور عربی کی کچھ ابتدائی تعلیم اپنے علاقے ہی میں رہ کر حاصل کی۔ اور طب اپنے والد کے پاس سیکھی اور اس کے بعد سیالکوٹ پنجاب میں ملازمت کے دوران انگریزی کی ایک دو کتابیں بھی پڑھیں۔ لکھتے پڑھنے کے بعد مرزا کو روزی کمانے کی فکر لاحق ہوئی تو اس نے محرری کا پیشہ اختیار کیا اسی دوران کچھ گمراہ کن کتابوں کا مطالعہ بھی کرتا رہا۔ اور ساتھ ہی ساتھ علاقے کی مساجد میں وعظ و تقریر کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔ چرب زبانی میں یہ مشہور تھا اس لیے کچھ لوگ اس کے دام تزویر میں آگئے۔ کچھ آزاد سماجی ہندوؤں سے اور عیسائی مبلغین سے اس کے بحث و مباحثے بھی ہوئے اور انہیں باتوں کو بنیاد پر اس کو شہرت حاصل ہو گئی۔

جس نے مرزا کو گمراہیت و کفر کی دہلیز پر لا کر کھڑا کر دیا۔ جس کے بعد مرزا نے اپنے لئے مختلف دعوے کیے۔ ابتداً اس اپنے لیے مہدی موعود کا دعویٰ کیا۔ اس کے بعد اس نے مثل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا پھر مسیح بن مریم ہونے کا دعویٰ کیا۔ حد تو یہ کہ آگے بڑھتے بڑھتے اس نے نبوت کے دروازے پر بھی دستک دے دی اور اپنے لئے تشریعی نبی ہونے کا ادعا کیا۔ پھر بات اور آگے بڑھی اور کھلے طور پر اس نے اپنے آپ کو نبی کہلوانا شروع کر دیا۔ اور حضور نبی مکرم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی شان و عظمت جو قرآن مجید اور سابقہ کتب میں وارد ہیں ان کو اپنے لیے ثابت کرنا شروع کر دیا۔ اور اقتدار کے نشے میں اس نے اللہ عزوجل ورسول صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم اور انبیاء و مرسلین خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے وہ کفریات بکے جن کو پڑھتے ہوئے کلیجہ میں کو آتا ہے۔

جب مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوت نبوت کیا۔ اور خود کو نبی ثابت کرنا چاہا تو اس وقت کے اکابرین اہلسنّت خصوصاً فاتح قادیانیت حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب مجدد گولڑوی اور سید المحدثین علامہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدست اسرارھم جیسی قد آور

شخصیات نے اس کے رد وابطال میں مناظرے کیے، کتابیں تصنیف کی اور تقریر وبیان کے ذریعے لوگوں کو اس کے فتنے سے آگاہ کیا۔ الغرض یہ کہ اکابرین اہلسنّت نے اس فتنہ کے قلع قمع میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں چھوڑا۔

اس کے بعد بھی دیگر علما ومشائخ اور مفتیان کرام نے حسبِ حیثیت ولیاقت اس فتنہ کے رد کے سلسلے میں اور اپنی دینی و ایمانی فریضہ کی ادائیگی میں خاص کردار ادا کیا۔ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک نمایاں کڑی خلیفہ مفتی اعظم ہند، تلمیذ حافظ ملت، مظہر فکرِ اقبال، عظیم اسلامی اسکالر، بدر ملت حضرت علامہ بدر القادری نوری مصباحی علیہ الرحمہ کی ذات بالا صفات بھی ہے۔ آپ نے بھی اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے اس کے رد میں ایک مختصر اور جامع رسالہ "ختم نبوت اور ردّ قادیانیت" تصنیف فرمایا۔ جس میں آپ علیہ الرحمۃ والرضوان نے انتہائی اختصار اور جامعیت کے ساتھ ختم نبوت کا معنی و مفہوم کو اجاگر کیا اور عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت کو آیات قرآنیہ، احادیث طیبہ، اجماع امت اور اقوال ائمہ کی روشنی میں ثابت کیا۔ اور اس فتنہ کے سرکردہ مرزا غلام احمد قادیانی کی گمراہیت اور کفر کا پردہ قاعدہ سے چاک کیا۔ اور امت مسلمہ کی رہبری راہنمائی میں کلیدی کردار پیش کیا۔

دعا گو ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت کی مرقد مبارک پر رحمت ونور کی بارشیں نازل فرمائے۔
آمین بجاہ سید المرسلین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور سید صابر حسین شاہ صاحب

از: مولانا فرمان علی رضوی

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وحساسیت:

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اس رنگ وبو کی بہار اور اپنی محبوب ترین مخلوق انسان کی اصلاح کے لیے ہر دور میں اپنے نبی و رسول مکرم معبوث فرمائے جنھوں نے اس جہاں فانی میں تشریف لا کر اس جہاں کو اپنے جمال کی کرنوں سے روشن و منور فرما کر نسل انسانیت کے گمراہ افراد کو اپنی نگاہ کے فیضان سے قرب الٰہی کی منازل طے کروا کر ان کو مقصد حقیقی سے آگاہ کیا۔ اس سلسلہ نبوت ورسالت کا اختتام ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گری سے ہوا آپ کی تشریف آوری سے در نبوت پر آہنی قفل لگا دیا گیا جس کو کھولنے اور توڑنے کی کسی میں جرأت نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری دور میں ہی کچھ بدبختوں نے اس صف میں شامل ہونے کی ناکام کوشش کی لیکن کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کذاب قراد دیا اور ساتھ یہ بھی مخبر صادق نے خبر دی کہ میری امت میں ایسے تیس کذاب و دجال نمودار ہوں گے جو اپنے بارے میں نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے مگر "لا نبی بعدی" کا فرمان صریح ان کے کذب کے لیے کافی ووافی ہے۔ آپ علیہ السلام کو آخری نبی ماننا ہر مسلمان پر فرض ہے اس کو مانے بغیر کوئی بھی شخص مسلمان کہلانے کے لائق نہیں ہے۔

چونکہ نبی کریم نبی آخر الزمان بن کر تشریف لائے تو اب اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی ذمہ داری امت کے علماء کے سپرد ہے کہ وہ گمراہی کی دلدل میں پھنسی قوم کو وہاں سے نکال کر راہ مدینہ کا مسافر بنائیں جہاں دیگر ضرورت دینیہ کی تبلیغ ضروری ہے وہاں عقیدہ ختم نبوت کی تشہیر و تفہیم از حد ضروری ہے کیونکہ مخبر صادق نے کاذبین کے متعلق آگاہ فرما دیا اس لیے جہاں ایسے لوگ اپنے ناپاک عزائم

پھیلانے کی کوشش کریں تو ان کی تردید ہر ذی علم پر لازم ہے۔

امت مسلمہ کے علماء نے ہر زمانہ میں اپنی منصبی ذمہ داریاں کو خوب نبھایا ہر اسلام مخالف قوت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہر طاغوتی طاقت کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے رہے تا کہ کوئی بد طینت شجر اسلام کو کاٹنے کی کوشش میں کامیاب نہ ہو۔

برصغیر پاک وہند میں اولیاء کا فیضان:۔

برصغیر پاک وہند میں اللہ تعالیٰ کے بڑے جلیل القدر اولیاء کرام پیدا ہوئے ہوئے جو اسلام کے چراغ کے سامنے ایک دیوار کی مانند رہے یہ انہی ہستیوں کے قدموں کی برکت ہے اس پر فتن دور میں بھی یہاں اسلام کی شمع روشن ہے لیکن جب 1857ء کی جنگ کے بعد یہاں انگریز مسلط ہوئے تو انہوں نے چونکہ مسلمانوں سے حکومت چھینی تھی اس لیے وہ ہندو سے زیادہ یہاں کے مسلمانوں کو اپنا خطرناک دشمن تصور کرتے تھے انہوں نے مسلمانوں کی مذہب اور مذہبی لوگ کے ساتھ جنون کی حد تک محبت کو دیکھ لیا تھا اس لیے انہوں نے فیصلہ کیا کہ چند ایسے افراد خریدے جائیں جو اسلامی پیشوا کا روپ اپنا کر ان کی مرضی کے کام کر سکیں۔
افسوس کہ بہت جلد ان کو مسلمانوں کی صفوں میں میر جعفر وصادق جیسے لوگ مل گئے جنھوں نے دنیا کے چند ٹکوں اور سستی شہرت کے حصول کے لیے اپنی دولت ایمان کو ہی بیچ کر آخرت میں جہنم کو خرید لیا۔

انگریز کے انہی زر خریدوں میں ایک نام مرزا غلام قادیانی کا ہے جس نے مجدد و مصلح کی چادر میں اپنے آپ کو قوم کے سامنے پیش کیا پھر بتدریج نبوت کے دعوی تک جا پہنچا۔ علمائے اسلام نے بروقت اس فتنے کو بھانپ لیا اور اس کا تعاقب شروع کر دیا ان علماء میں سر فہرست علامہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ ، اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام آتا ہے۔

اول الذکر دونوں شخصیات نے قلمی میدان میں مرزا کے عقائد و نظریات و نظریات کا رد بلیغ کیا جب کہ قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی علیہ الرحمہ نے قلمی جہاد کے ساتھ ساتھ مرزا کے مناظرہ کا چیلنج بھی قبول کر کے حق و باطل کو واضح کیا۔

بظاہر تو اس وقت یہ فتنہ دب گیا تھا لیکن اس نے اندر ہی اندر پر پرزے نکالنے شروع کیے اور اپنی تخریب کاریوں کا جال وسیع کر کے عوام الناس کو

اس میں پھنسانے کی کوشش کرتے رہے۔ اس لیے ہر دور میں یہ ضرورت رہی کہ ہر سطح پر ان کا تعاقب کر کے عوام الناس کو بدعقیدگی کے طوفان سے بچایا جا سکے۔ اس کام کے اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے چنیدہ افراد کو منتخب فرمایا جو قادیانیوں کے خلاف ہر میدان میں اپنی طاقت کے مطابق کوشاں رہے۔ انہی نفوس قدسیہ میں ایک نام حضرت پیر سید صابر حسین شاہ بخاری دامت برکاتہم العالیہ کا جن کا لمحہ لمحہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے وقف ہے۔

شاہ صاحب کی ولادت و خاندانی پس منظر :۔

آپ 20/ فروری 1966ء میں ضلع اٹک کے ایک گاؤں برہان شریف میں سید مسکین حسین بخاری علیہ الرحمہ کے گھر پیدا ہوئے جو صاحب تقوی و ورع اور مذہبی شخصیت کے مالک تھے آپ کے پڑدادا علامہ سید مخدوم شاہ برہانی اور ان کے برادر حقیقی مفتی سید نواب شاہ برہانی اپنے وقت کے جید عالم دین تھے جن کی ساری زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں بسر ہوئی آپ کے خاندان میں سید عبد اللہ شاہ کاظمی اور سید یوسف شاہ کاظمی دو باکمال مجذوب بزرگ ہو گزرے ہیں۔ آپ کی نانی صاحبہ نے آپ کا نام برصغیر کے مشہور صوفی بزرگ حضرت صابر پیا علی احمد صابری " کلیر شریف " کی نسبت سے صابر حسین شاہ رکھا۔

چونکہ شاہ صاحب کا تعلق ایک عملی و روحانی خانوادے سے ہے اس لیے گھر میں ہی مذہبی ماحول ہونے کی وجہ سے دینی تعلیم کا آغاز گھر سے ہی کیا۔ شوق مطالعہ ، حصول کتب ، قیام لائبریری ذوق تصنیف و تالیف آپ کو ورثہ میں ملا ہے یوں تو آپ نے کئی عنوانات پر قلم اٹھایا مگر فکر رضا کی ترویج و اشاعت اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ آپ کے خاص موضوعات ہیں جن کی وجہ سے آپ پوری دنیا میں جانے و پہچانے جاتے ہیں۔

تصنیفی میدان میں قدم :۔

1985ء میں آپ نے پہلا مقالہ میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عنوان سے رقم فرمایا جو جو تاجدار حرم کراچی میں شائع ہوا۔ اس کے آپ کا قلم اتنی تیز رفتاری سے چلا کہ اس میدان کے بڑے بڑے شہسوار حیران رہ گئے اعلی حضرت فاضل بریلوی کے متعلق تقریبا ایک درجن سے زائد عنوانات ہیں جن پر آپ نے کام کیا جو بعض رسائل و جرائد میں وقتاً فوقتاً شائع ہوئے جن میں بعض الگ کتابی شکل میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ بیسیوں ایسے موضوعات ہیں جن پر آپ کے قلم نے تحقیق کی تو ایسی کہ تحقیق کا حق ادا کر دیا چنانچہ خواص وعام آپ کے کام کو دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ

ایں قوت بزور بازو نیست

اندرون و بیرون ملک تقریبا 15 کے قریب ایسے شمارے ہیں جن کی شاہ صاحب سرپرستی فرما رہے جن میں سے بعض کے مدیر، بعض کے سرپرست اور بعض کے ادارتی رکن ہیں۔

حضور مفکر اسلام کی نظر انتخاب:۔

ماضی قریب میں ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جن حضرات نے کام کیا ہے ان میں ایک نام حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی علیہ الرحمہ کا ہے جو اس فتنے کی ہولناکیوں سے پوری طرح باخبر تھے اور زندگی کے آخری سانس تک لوگوں کو مرزائیوں سے دام فریب سے بچانے کے لیے کوشاں بھی رہے چنانچہ آپ کے وصال سے چند روز قبل جب پیر سید صابر حسین شاہ بخاری دامت برکاتہم العالیہ آپ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو اس دوران جہاں اور کئی امور زیر بحث آئے وہاں مسئلہ ختم نبوت پر بھی بات ہوئی تو آپ کی نظر نے اس کام کے لیے قبلہ شاہ صاحب کو منتخب کیا ماہنامہ الحقیقہ کی جانب سے ایک ضخیم ختم نبوت نمبر کی اشاعت کی خواہش ظاہر کی تو قبلہ شاہ صاحب نے اس کام کا ذمہ لے لیا چند روز بعد حضور مفکر اسلام تو اس جہان فانی کو خیر باد کہہ کر اپنے خالق حقیقی سے ملے مگر شاہ صاحب نے وعدہ وفا کیا اور اپنے مشن میں مصروف ہو گئے اس مشن کی تکمیل کے لیے تقریبا چھ سال محنت کی گئی اور اہل سنت کے مایہ ناز قلمکاروں سے مضامین لکھوائے گئے یہ تو شاہ صاحب جانتے ہیں یا جو اس راہ کے مسافر ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کتنا مشکل کام ہے مگر آپ نے ہمت نہیں ہاری تو وہ دن بھی آ گیا جب آپ کی محنت سے ماہنامہ الحقیقہ کا تحفظ ختم نبوت نمبر پوری آب و تاب سے شائع ہو کر اہل سنت کے مطلع صحافت پر آفتاب نصف النہار کی طرح چمکنے لگا۔

اس کی جلد اول بڑے سائز کے 954 صفحات پر مشتمل ہے جبکہ پیغامات کے 20 صفحات الگ ہیں۔ یہ جلد پانچ ابواب پر مشتمل ہے پہلا باب قرآنیات و احادیث کے نام سے ہے جس میں چوبیس مقالہ جات ہیں دوسرا باب اثر ابن عباس اور تحزیر الناس کے نام سے ہے جس میں دس مقالہ جات ہیں تیسرا باب فتنہ قادیانیت کے نام سے ہے جس میں چودہ مقالہ جات ہیں چوتھا باب حیات عیسی علیہ السلام اور شبہات مرزا کے نام سے ہے جس چار مقالہ جات ہیں پانچواں باب رضویات کے نام سے ہے جو نو مقالہ جات پر مشتمل ہے۔ اس میں "فتح باب نبوت پہ بے حد درود" کے عنوان سے مختصر مگر انتہائی جامع مقدمہ تحریر فرمایا جو آپ کی وسعت مطالعہ پر شاہد ہے جس کی ضرورت و اہمیت کے پیش نظر

2023ء میں جامعہ محمدیہ کریمیہ رم سیالکوٹ کی بزم محبوب کریم کی جانب سے "تاریخ ختم نبوت حقائق کے اجالے میں" کے عنوان سے مقالہ کی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔

اس جلد کی اشاعت کے بعد شاہ جی نے اپنا محاذ خالی نہیں چھوڑا بلکہ تسلسل کے ساتھ اس کام میں مصروف رہے اور تقریباً سات سال کی محنت شاقہ کے بعد ختم نبوت نمبر کی دوسری جلد منظر عام پر آئی اس میں بھی شاہ صاحب نے محنت شاقہ سے 1034 صفحات باضابطہ ابواب بندی کے تحت مرتب فرمائے جب کہ پیغامات کے 8 صفحات الگ ہیں۔ یہ جلد ثانی سات ابواب پر مشتمل ہے جس پہلا باب مہریات آٹھ مقالہ جات، دوسرا باب اقبالیات چھ مقالہ جات، تیسرا باب نیازیات دو مقالہ جات، چوتھا باب نورانیات آٹھ مقالہ جات، پانچواں باب سنی صحافت نو مقالہ، چھٹا باب تحریکات و شخصیات ترتالیس مقالہ جات اور ساتواں و آخری باب تصنیفات چھے مقالہ جات پر مشتمل ہے۔ جب کہ پانچ افراد کے پیغامات بھی شامل ہیں۔ اس کے آغاز میں بھی شاہ صاحب نے 'ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام" کے عنوان سے جلد ثانی کے تعارف اور عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت و ضرورت کے متعلق شاندار اداریہ تحریر فرمایا نیز اس جلد میں شاہ صاحب کے قلم سے لکھے گئے چار مقالہ جات شامل ہیں۔

1۔ علامہ شاہ محمد عبد العلیم صدیقی میرٹھی اور تحفظ ختم نبوت۔ 2۔ اولیائے ربانی اور فتنہ قادیانی۔ 3۔ عقیدہ ختم نبوت اور حضرت طارق سلطانپوری علیہ الرحمہ۔ 4۔ عربی زبان میں رد قادیانیت ایک جائزہ۔

ان مقالہ جات کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر بعد میں فقیر کی زیر نگرانی جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القرآن کامرہ کینٹ کے طلباء کی نمائندہ تنظیم بزم رضا کی جانب سے اول الذکر تین مقالہ جات کو کتابی شکل میں شائع کیا گیا اس کے علاوہ بزم رضا کی جانب سے شاہ صاحب کے قلم سے لکھے گئے دو اور مقالے۔

1۔ پیر سید غلام محی الدین گیلانی المعروف بابو جی گولڑوی اور تحریک ختم نبوت۔ 2۔ پیغمبر آخر الزمان کی نگاہ میں فتنہ قادیان" بھی شائع ہو چکے ہیں مزید کام جاری ہے قارئین سے دعا کی التماس ہے۔ ابھی تیسری جلد پر کام جاری ہے جب رب تعالیٰ کو منظور ہوا تو ان شاء اللہ وہ بھی شائع ہو جائے گی۔

اس کے علاوہ آپ نے "قطب افریقہ مولانا پیر سید عبد اللہ شاہ غزنوی اور تعاقب قادیانیت" کے عنوان سے ایک جامع مقالہ قلمبند کیا جو 40 صفحات

پر مشتمل ہے جسے جمیل العلماء مفتی جمیل احمد نعیمی علیہ الرحمہ کی قائم کردہ "بزم چشتیہ صابریہ" نے کراچی سے شائع ہوا۔

امیر المجاھدین نمبر:۔

جون 2016ء میں ختم نبوت فورم کے منتظم اعلی مولانا مفتی سید مبشر رضا قادری زید شرفہ نے ماہنامہ "الخاتم" (انٹر نیشنل) کا اجراء کیا لیکن چند شماروں کی اشاعت کے بعد بعض وجوہات کی بناء پر وہ تعطل کا شکار ہو گیا پھر قبلہ شاہ صاحب کی تحریک پر 2020ء میں مجلہ کی اشاعت ثانیہ ہوئی اور شاہ صاحب کو اس کا سرپرست اعلی منتخب کیا گیا۔

جب 2020ء میں مجاہد ختم نبوت قائد ملت اسلامیہ امیر المجاھدین علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ کا وصال ہوا تو کئی رسائل و جرائد نے ان کے بارے میں خصوصی اشاعتوں کا اہتمام کیا چونکہ امیر المجاھدین ختم نبوت کے عظیم مجاہد تھے اور قبلہ شاہ صاحب کو ختم نبوت اور اس کے مجاھدین سے جنون کی حد تک عشق ہے اس لیے آپ نے بھی ان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے مجلہ الخاتم کے پلیٹ فارم سے امیر المجاھدین نمبر شائع کرنے کی کوشش شروع کر دی ویسے تو حضور امیر المجاھدین پر بہت کچھ شائع ہوا لیکن میری ناقص معلومات کے مطابق شاہ صاحب کا مرتب کردہ نمبر سب سے نمبر لے گیا یہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد کام ہے اور آنے والے محققین کے لیے مقدمۃ الجیش کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ نمبر بڑے سائز کے 1036 صفحات پر مشتمل ہے جو سولہ ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب پیغامات کے نام سے ہے جس اندرون و بیرون ملک سے 75 مایہ ناز علماء کے پیغامات شامل ہیں، دوسرا باب حیات و خدمات کے نام سے 11 مقالہ جات، تیسرا باب مکالمات کے نام سے 14 مقالہ جات، چوتھا باب درسیات کے نام سے چھ مقالہ جات، پانچواں باب سیاسیات کے نام سے 5 مقالہ جات، چھٹا باب تحریکات کے نام سے 30 مقالہ جات، ساتواں باب رضویات کے نام سے 3 مقالہ جات، آٹھواں باب اقبالیات کے نام سے 5 مقالہ جات نواں باب احترامات کے نام سے 14 مقالہ جات، دسواں باب رشحات کے نام سے 7 مقالہ جات، گیارھواں باب امتیازیات کے نام سے 16 مقالہ جات، بارہواں باب متفرقات کے نام سے 14 مقالہ جات، تیرھواں باب اثرات کے نام سے اثرات کے نام سے 13 مقالہ جات، چودھواں باب سانحات کے نام سے 12 مقالہ جات، پندرہواں باب شذرات کے نام سے 10 مقالہ جات پر مشتمل ہے۔ سولھواں و آخری باب منظومات کے نام سے ہے جس میں 79 شعرا کرام کا منظوم کلام پیش کیا گیا

ہے جنھوں نے حضور امیر المجاھدین کو خراج عقیدت پیش کیاہے۔

مگر افسوس کہ جتنی اس نمبر پر شاہ جی نے محنت کی اتنی خوبصورتی سے اس کی اشاعت نہیں ہو سکی دوسرا المیہ یہ ہوا کہ یہ نمبر مجلہ کی اشاعتی ٹیم کی جانب سے آخری اشاعت ثابت ہوئی اور ایک بار پھر یہ کام تعطل کا شکار ہو گیا مفتی سید مبشر رضا قادری صاحب مجاھد آدمی ہیں لیکن نہ جانے وہ کن مجبوریوں کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں کہ مجلہ کی اشاعت کی جانب ان کی توجہ نہیں ہو رہی دعاہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہمت عطا فرمائے تاکہ وہ اس اہم کام کو تسلسل کے ساتھ جاری رکھ سکیں (آمین)

بعد میں حضور امیر المجاھدین کے سالانہ عرس کے موقع پر اس نمبر کی تلخیص کر کے حضرت علامہ حافظ سعد حسین رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی نگرانی میں قائد عزیمت کے نام سے اس کو شائع کیا گیا لیکن افسوس کہ وہ اشاعت بھی اس نمبر کے شایان شان طریقے سے نہیں ہو سکی۔

اٹک کے مجاھدین ختم نبوت کے کارناموں کو اجاگر کرنے میں شاہ صاحب کا کردار:۔

ضلع اٹک پنجاب کی سرحد پر واقع پر آخری ضلع ہے اس میں بڑے بڑے چوٹی کے علماء نے جنم لیا ہے ایک زمانہ تھا کہ ضلع کی ایک تحصیل حضرو جو علاقہ " چھچھ " کے نام سے معروف ہے اس کو علماء کی کثرت کی وجہ سے بخارا کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اسی تحصیل کا ایک گاؤں جو " شمس آباد " کے نام سے جانا جاتا ہے وہاں 1868ء میں اہل سنت کے معروف عالم دین علامہ قاضی غلام جیلانی علیہ الرحمہ کی ولادت ہوئی جنھوں نے بڑے ہو کر علمی دنیا میں ایک نام پیدا کیا یوں تو قاضی صاحب نے ہر محاذ پر ڈٹ کر کام کیا لیکن بالخصوص عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں آپ نے خوبصورت انداز میں قلمی جہاد کا فریضہ سر انجام دیا اس فتنہ خبیثہ کی سر کوبی کے لیے تین کتابیں لکھیں پہلی کتاب " تیغ گیلانی بر گردن قادیانی ، دوسری کتاب جواب حقانی درردبنگالی قادیانی اور تیسری کتاب بیان مقبول درردِ قادیانی مجہول ہے۔

پہلی کتاب کا پہلا ایڈیشن 1911ء میں حضور صدر الشریعہ کے اہتمام سے بریلی شریف سے شائع ہو کر سامنے آیا بعد میں یہ کتاب مفتی محمد امین قادری علیہ الرحمہ کی کتاب "عقیدہ ختم نبوت" جلد ہفتم کی زینت بنی۔ اس کے بعد دیوبندی مسلک کے مولانا اللہ وسایا صاحب کی جانب سے لکھی گئی کتاب " احتساب قادیانیت " کی جلد 28 میں بھی شائع ہوئی۔ لیکن عصر حاضر میں پھر ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ اس کتاب کو پھر سے شائع کیا جائے

چنانچہ شاہ صاحب نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور برہان شریف سے ختم نبوت اکیڈمی کے تحت اس کتاب کو پوری آب و تاب سے شائع کیا پھر شاہ جی کی تحریک پر قاضی خاندان کے چشم و چراغ جناب ڈاکٹر قاضی امجد حسین کاظمی میدان میں اترے اور اپنے بزرگوں کی تمام کتب کی اشاعت کا بیڑہ اٹھایا دیکھتے ہی دیکھتے قاضی صاحب موصوف کئی کتابوں کو منظر عام پر لے آئے لیکن در حقیقت اس کے پیچھے شاہ جی کی ایک تحریک ہے جنھوں نے آپ کو اس کام کی طرف مائل کیا بعد میں ختم نبوت کے متعلق قاضی خاندان کیا جتنا تحریری کام تھا اس کو ختم نبوت اکیڈمی برہان شریف کی جانب سے نگارشات ختم نبوت کے نام سے یکجا کر کے ایک جلد میں شائع کیا گیا جس کی ضمانت 928 صفحات پر پھیلی ہوئی ہے جس میں چھے مصنفین کی تقریبا 12 کتب شامل ہیں۔اس کتاب پر شاہ جی نے بڑی مفصل تقدیم قلمبند کی ہے جس میں قاضی خاندان کے تمام قلمی مجاہدین کا تعارف اور ان کی تصننفی خدمات کی تمام تفصیل بیان کی گئی ہے اس کے ساتھ علمی خیانت کرنے والوں کا بھی خوب تعاقب کیا ہے۔چنانچہ ایک مقام پر تیغ غلام گیلانی کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

" حسن اتفاق اسی سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے زیر اہتمام دیوبندی مکتب فکر کے مولانا اللہ وسایا صاحب جی جانب سے مرتبہ کتاب " احتساب قادیانیت " کی جلد نمبر 28 میں بھی اس کا تیسر ایڈیشن شائع ہوا۔ مولانا اللہ وسایا صاحب نے صفحہ 4 پر " عرض مرتب " میں اس کتاب میں اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کا اعتراف کچھ ان الفاظ میں کیا ہے:

" اس کتاب میں جگہ جگہ مولانا احمد رضا خان کا بہت احترام سے نام لکھتے ہیں، اس زمانے زمانے میں دیوبندی، بریلوی تنازعہ نے موجودہ صورت اختیار نہ کی تھی علمی اختلاف تھا اور بس"

خدا جانے مولانا اللہ وسایا کو کیا سوجھی کہ انہوں نے اس کتاب میں اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہایت صفائی سے حذف کر دیا۔

تیرے دل میں کس سے بخار ہے

اللہ کی قدرت ایک مقام پر اعلی حضرت کا اسم گرامی ان سے حذف ہونے سے رہ گیا ہے۔ علامہ قاضی غلام گیلانی رحمتہ اللہ علیہ پہلے مرزا آنجہانی کی ہرزہ سرائی نقل کرتے ہیں پھر " اقول "لکھ کر اس کا تعاقب و تبصرہ فرماتے ہیں۔

نمبر شمار 48 کے تحت آپ مرزا آنجہانی کا حضرت عیسی روح اللہ علیہ السلام کی شان اقدس میں ایک نہایت گستاخانہ شعر

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

نقل فرما کر "انتہی بلفظہ الخبیث" لکھ کر "اقول" کے تحت تبصرہ یوں فرماتے ہیں: "اس بیت خبیث کے سبب سے فاصل بریلوی مجدد مئاۃ حاضرہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے مرزا پر اپنی کتاب مستطاب "حسام الحرمین" میں حکم کفر ارتداد فرمایا جس کی حقیقت کی وجہ سے علمائے مکہ و مدینہ زار ہما شرفا و کرامۃ وغیرہ نام نامی بزرگان دین نے اس مرزا کے کفر پر مہریں کر دیں جن حضرات کی تعداد چالیس ہے۔"

(احتساب قادیانیت جلد28، ص27)

ماشاءاللہ، مقام بھی کیا خاص حذف ہونے سے بچا جس میں "حسام الحرمین" کا ذکر خیر بھی ہے اور اسے کتاب مستطاب بھی قرار دیا گیا ہے۔

(نگارشات ختم نبوت ص،14)

اس تقدیم میں کافی معلوماتی مواد ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

امیر المجاھدین قائد ملت اسلامیہ علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ کا تعلق بھی ضلع اٹک سے ہے آپ نے ختم نبوت کے ایک عظیم مجاہد کی حیثیت سے زندگی بسر کی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقام پیدا کیا کہ اپنے تو اپنے غیر بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے آپ کے وصال پر ملال پر قبلہ شاہ صاحب نے آپ کی خدمات جلیلہ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ایک عظیم الشان نمبر مرتب کیا جس کی تفصیل گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔

اس کے علاوہ بھی شاہ جی ان مجاھدین کی کھوج میں رہتے ہیں جن کا کسی بھی حوالے سے ختم نبوت کے موضوع پر کام ہو جن کا تعلق دنیا کے کسی بھی خطے سے ہو،"ختم نبوت کے تحفظ میں اٹک کے سنی علما و مشائخ کا کردار" کے عنوان سے آپ ایک مفصل مقالہ بھی لکھنے میں مصروف ہیں۔ ختم نبوت کے تحفظ میں علماو مشائخ کا کوئی بھی کردار ہو وہ ریکارڈ پر آجائے تاکہ ان کے حالات اور کام کو آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ کیا جاسکے۔

سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹر نیشنل) کا اجراء:۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر کام آپ کی زندگی کا عظیم مشن ہے جیسا کہ ما قبل میں تفصیل سے ذکر کیا جاچکا ہے اسی کو مزید جلا بخشنے کے لئے آپ نے سہ مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹر نیشنل) کا اجراء کیا جس کا پہلا خصوصی شمارہ جنوری تا جون 2022ء کو شائع ہوا جس کی مجلس ادارت 21 ، مجلس مشاورت 17 ،

مجلس نظامت 11 ، مجلس شعریات 4 اور مجلس قانونیات 5 افراد پر مشتمل ہے جن میں دنیا بھر کے مشاہیر علماء کرام شامل ہیں۔ اس شمارے میں شاہ جی قلم سے لکھے دو مقالے اور مختلف کتب پر لکھی گئی 9 تقدیمات شامل ہیں۔

دوسرا شمارہ جولائی تا دسمبر 2022ء میں شائع ہوا جس کی ضخامت 888 صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں کل تیرہ باب ہیں جن میں مختلف ابواب کے تحت شاہ جی کے پانچ اہم مقالہ جات شامل ہیں۔ جو پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔

اب مملکت خداداد پاکستان میں قرار داد ختم نبوت (1974ء/2024ء) کی "گولڈن جوبلی" کے تاریخی موقع پر اس شمارہ کی تیسری اشاعت کے لئے شب وروز کام جاری ہے امید ہے کہ یہ بھی اپنی نوعیت کا ایک منفرد کام ہو گا جو تقریبا 1000 صفحات سے متجاوز ہو گا۔ ان شاءاللہ

شاہ جی اور تقدیمات ختم نبوت:۔

اللہ تعالیٰ نے شاہ جی کے قلم میں خاص برکت اور تاثیر رکھی ہوئی ہے جو بڑی برق رفتاری سے اپنے مقررہ اہداف کی طرف بڑھتا ہے جب کبھی بھی کسی نے جہاں سے بھی صدا لگائی آپ کے قلم نے لبیک کہا متعدد مصنفین کی خواہش ہوتی ہے کہ آپ ہماری کتب پر تقدیم یا تقریظ لکھیں شاہ جی نے بھی کبھی کسی کو نہ نہیں کی۔ ایک عام اندازے کے مطابق تقریبا دو سو سے زائد کتب پر آپ تقدیم یا تقریظ لکھ چکے ہیں جن میں اندرون وبیرون ملک ارباب علم و دانش کی کتابیں شامل ہیں اسی لیے علمی دنیا میں آپ کو ماہر تقدیمات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ روایتی انداز میں تقدیم یا تقریظ لکھنے سے گریز کرتے ہیں بعض دفعہ تو ایسے بھی ہوتا ہے کہ قاری کو شاید اتنی معلومات اصل کتاب سے میسر نہ ہوں جتنی آپ تقدیم میں قاری کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کے موضوعات پر لکھی گئی چند ان کتب و رسائل اور ان کے مصنفین کی یہاں نشاندہی کی جاتی ہے جن پر آپ نے تقدیمات و تقریظات لکھی ہیں:

1: نگارشات ختم نبوت / ختم نبوت اکیڈمی برھان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان

2: قادیانیت کی گرتی ہوئی دیوار کو ایک دھکا اور / ڈاکٹر امجد حسین کاظمی

3: تیغ غلام گیلانی بر گردن قادیانی / علامہ قاضی غلام گیلانی شمس آبادی

4: شعور تحفظ ختم نبوۃ / محمد بدیع الزماں بھٹی ایڈووکیٹ

5: تاریخ ختم نبوت اور ناموس رسالت / مقصود احمد اصلاحی

6: تاریخ مباحثہ لاہور / محمد ثاقب رضا قادری

7: تحفظ ختم نبوت اور امام احمد رضا بریلوی / مفتی محمد تصدق حسین قادری

8:سہ ماہی مجلہ المنتہٰی لاہور، تحفظ ختم نبوت اور بابو پیر بخش لاہوری نمبر / مدیر اعلیٰ خواجہ غلام دستگیر فاروقی

9:سیف مہریہ بر فتنہ مرزائیہ / صادق علی زاہد

10:اکابرین ختم نبوت / ابو سعید سردار محمد اکرم بٹر

11:تحفظ عقیدہ ختم نبوت / مفتی محمد عبد الحلیم نقشبندی

12:قادیانی کلمہ / مفتی سید مبشر رضا قادری

13:تحفظ ناموسِ رسالت کے تقاضے / حافظ امانت علی سعیدی

14:سہ ماہی سنی پیغام نیپال، رد قادیانیت نمبر / مدیر اعلیٰ مولانا محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابو العلائی

15:اولیات ختم نبوت / خواجہ غلام دستگیر فاروقی

16:ختم نبوت اور رد قادیانیت / علامہ بدر القادری

17:ختم نبوت کی حقیقت / عبید الرسول غزالی

18:الفرقان فی ردفتنۂ قادیان / مفتی سجاد علی فیضی

19:تحفظ عقیدۂ ختم نبوت / مفتی عبد الرحمن نعیمی

20:اربعین ختم نبوت / علامہ محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابو العلائی

21:عقیدۂ ختم نبوت سوالات وجوابات کے آئینے میں / مفتی محمد فرمان علوی

(ہنوز یہ سلسلہ جاری وساری ہے)

آپ کی انہی خدمات جلیلہ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے سہ ماہی مجلہ "ذوق" اٹک کی جانب سے فضیلۃ الشیخ نمبر مرتب کیا گیا جو 2021ء میں شائع ہوا جس میں صفحات کی تعداد ایک ہزار ہے۔

اس نمبر سے اگرچہ شاہ جی زندگی اور آپ کے کام کے متعلق کافی معلومات یکجا ہو گئی ہیں مگر ابھی آپ پر مزید کام کرنے کی ضرورت ہے کاش کوئی ادارہ اس کام کی طرف متوجہ ہو اور آپ کے متفرق کام کو اکٹھا کرنے کی کوشش کرے۔ چند عنوان فقیر کی نظر میں ہیں شاید ان پر کسی کو کام کرنے کی توفیق نصیب ہو جائے۔

1: آپ نے جو امام اہل سنت کے متعلق مضامین لکھے وہ تمام جمع کیے جائیں۔

2: بیرون ملک جو مضامین شائع ہوئے ان کو اکٹھا کیا جائے۔

3: آپ کی تقدیمات کو دو حصوں میں مرتب کیا جائے ایک حصے میں ختم نبوت کے حوالے سے لکھی گئی کتابوں پر تقدیمات و تقریظات ہوں دوسرے حصے میں دیگر موضوعات پر لکھی گئی کتابوں پر تقدیمات یکجا ہوں۔

4: آپ نے ختم نبوت کے جو متعلق مضامین لکھے اگرچہ وہ مختلف انداز میں شائع ہو چکے ہیں مگر ان کو یکجا کرنے کی ضرورت ہے۔

5: اس کے علاوہ جو متعدد موضوعات پر آپ کا تحریری کام ہے اس کو ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے اور آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر دراز رکھے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

عقیدہ ختم نبوت کلام اعلیٰ حضرت کے آئینے میں

از: علامہ عدنان حسن زار مدنی

معزز قارئین! یہ بات واجب الحفظ ہے کہ عقیدۂ ختمِ نبوت ہمارے ایمان کی اساس ہے اور یہ عقیدہ روحِ ایمان ہے پیدائش کے دن جب ہمارے کان میں اذان دی جاتی ہے تو عقیدۂ ختمِ نبوت بھی ہماری تحنیک میں شامل کر دیا جاتا ہے،

عقیدۂ ختمِ نبوت ایمانی اور قرآنی عقیدہ ہے جس کے متعلق بکثرت نصوصِ قرآنیہ وارد ہیں، اور صحاح میں بکثرت احادیث جو کہ حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اس مبارک عقیدے کی ترجمانی کرتی ہیں،

ذخیرۂ احادیث میں تقریباً 200 احادیث صراحت کے ساتھ اس عقیدے کو بیان کرتی ہیں اور بے شمار روایات سے استدلال کرتے ہوئے عقیدۂ ختمِ نبوت کو ثابت کیا جاسکتا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۠ (۴۰)

ترجمۂ کنز العرفان: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔ (الاحزاب 40)

اسی طرح ختم نبوت کو واضح کرتی صریح حدیث پاک ہے: أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (رواہ الترمذی: رقم الحدیث 2219) میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"۔

یہ نظریہ کتنا اہم ہے؟ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نظریے کے دفاع میں صحابہ کرام علیھم الرضوان کی مبارک جماعت سے لے کر سلف و خلف نے لاتعداد قربانیاں پیش کی ہیں اور کرتے رہیں گے۔

بالخصوص برصغیر پاک و ہند میں اگر دیکھا جائے تو جب ملعون مرزا غلام احمد قادیانی (اللہ یزید عذابہ) نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے فاسد و باطل نظریات کی پرزور مخالف کی گئی۔ شدت کے ساتھ اس کی تردید کی گئی، اس کے رد میں علمائے ربانیین نے کتب تصانیف کیں، مناظرے کیے، اجلاس کا انعقاد کیا، کانفرنسیں منعقد ہوئیں، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، علمائے ربانیین کے ساتھ ساتھ شعرائے اسلام نے بھی عقیدۂ ختمِ نبوت کے دفاع کو اپنی نظر و فکر کا محور بنایا اور

مختلف اصناف سخن میں مضبوط بیانیے کے ساتھ اس کا اظہار کیا۔

ویسے تو ماضی قریب اور عصر حاضر کے شعرائے اسلام کی ایک لمبی فہرست ہے جنھوں نے اپنے اشعار میں عقیدۂ ختمِ نبوت کا اظہار کیا ہے۔

لیکن کیونکہ ہمارا موضوع "عقیدۂ ختم نبوت کلام اعلیٰ حضرت کے آئینے میں" ہے

اس لیے ہم یہاں امام اہلسنت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ کے چند اشعار ذکر کر کے ان کی مختصر تشریح پیش کریں گے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی دین مصطفیٰ کے لیے وقف تھی، امام احمد رضا کوئی عام شخص نہیں تھا، وہ علم لدنی کا حامل تھا، عطائے خداوندی کا اس پہ کرم تھا، فضل رسول کا اس پہ سایہ تھا، عشق مصطفی نے اسے ایسا کمال بخشا تھا کہ وہ اپنے محبوب کے وفاداروں پر اس درجہ مہربان تھا کہ قدموں کے نیچے دل بچھا کر بھی وہ اہتمام شوق کی تشنگی کو محسوس کیا کرتا تھا اور جہاں وہ اہلِ ایمان کے لیے لالہ کے جگر کی ٹھنڈک تھا وہیں وہ اہلِ کفر کی بغاوت کے سامنے غیظ و جلال کا دہکتا ہوا انگارہ تھا، اپنے محبوب کے گستاخوں پر جب وہ قلم کی تلوار لے کر نکلتا تھا تو انگلیوں کی ایک ایک جنبش پر ہزاروں تڑپتی ہوئی لاشوں کے انبار لگا دیا کرتا تھا۔

امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نظم و نثر تقریر و تدریس ہر میدان میں ناموس رسالت کا دفاع کیا ہے۔

آپ علیہ الرحمہ نے عقیدۂ ختمِ نبوت کے دفاع میں 7 کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ اور سینکڑوں نصوص سے اس نظریے کو روز روشن کی طرح واضح کیا ہے، ایک مقام پہ فرماتے ہیں:

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا، ان کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض اجل وجزءِ ایقان ہے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے، نص قطعی قرآن ہے اس کا منکر، نہ منکر بلکہ شک کرنے والا، نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے اس عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی، کافر ہونے میں شک و تردّد کو راہ دے وہ بھی کافر ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج15 ص630)

یہ تو ان کے بحر علم سے ایک قطرہ پیش کیا ہے جسے سیرابی چاہیے وہ فتاوی رضویہ کی طرف رجوع کرے۔

صرف یہی نہیں بلکہ نظم کے میدان میں آپ کا نعتیہ دیوان حدائق بخشش دیکھا جائے تو جگہ جگہ عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع نظر آئے گا۔ ایک مقام پہ لکھتے ہیں

آتے رہے انبیا کَمَا قِیْلَ لَھُمْ
وَ الْخَاتَمُ حَقُّکُمْ کہ خاتم ہوئے تم

یعنی جو ہوا دفترِ تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اَکْمَلْتُ لَکُمْ

مفہوم : اس رباعی میں جس شان کے ساتھ عقیدۂ ختمِ نبوت کو بیان کیا گیا اہل فن خوب جانتے ہیں۔

اس کا مفہوم دیکھیں: قرآن مجید فرقان حمید میں جگہ جگہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر کیا گیا ہے، اور بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کی آمد کا سلسلہ جو آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا ظاہر ہے اس سلسلہ کا اختتام بھی ہونا تھا۔ تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

اے میرے حضور بلاشبہ انبیاء آتے رہے لیکن خاتم الانبیاء ہونا آپ کا حق تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب نبیوں کے آخر میں آنے کا اعزاز آپ کو دیا اور اللہ نے ختم نبوت کا تاج آپ کے سر پر سجایا۔

جیسے آپ آخری نبی ہیں ایسے ہی آپ کی کتاب بھی آخری ہے مطلب یہ ہے کہ جب آسمانی کتابوں کا سلسلہ قرآن مجید پر آکر مکمل ہوا تو آخر میں مہر لگا دی گئی کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔ کہ آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور سلامِ رضا کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں اور حظ اٹھائیں۔

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

مفہوم: اللہ اللہ کیسا شاندار بیانیہ ہے کہ یارسول اللہ آپ اول بھی ہیں اور آخر بھی ہیں کہ نبوت و رسالت کا آغاز بھی آپ سے ہوا۔ جیسا کہ فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ الله مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ: وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نبوت آپ کے لیے کب واجب ہوئی؟ تو آپ نے فرمایا: "جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے" (رواہ الترمذی: رقم الحدیث 3609)

(یعنی آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے بھی میں نبی تھا) اور نبوت و رسالت کا اختتام بھی آپ پر ہوا کہ آپ کو خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔ ایک اور شعر دیکھیے۔

نہ رکھی گل کے جوشِ حسن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغِ رسالت کا

مفہوم : معزز قارئین آپ نے مسلم شریف کی وہ مشہور و معروف حدیث شریف سنی ہوگی جس میں فرمایا کہ میں قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا (کہ اب قصر نبوت میں مزید کسی اینٹ کی حاجت نہیں ہے)

اسی چیز کو امام اہلسنت ایک اور پیرائے میں بیان کرتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ گلشن نبوت و رسالت میں بڑے پھول کھلتے رہے ہیں لیکن آپ اس گلشن میں کھلنے والے آخری پھول ہیں کہ آپ کے بعد کوئی پھول نہ کھلے گا اللہ نے آپ کو آخری بنایا ہوا

ہے۔ایک اور جگہ فرماتے ہیں

سب سے اوّل سب سے آخر
اِبتِدا ہو اِنتِہا ہو

مفہوم۔ حضور اول بھی ہیں اور آخر بھی ہیں، ابتدا بھی ہیں اور انتہاء بھی ہیں۔

تخلیق کے اعتبار سے اول ہیں اور آپ کے نور سے ہی تخلیق کی ابتداہوئی تو ابتداء بھی ہیں کہ ارشاد فرمایا۔

يَا جَابِرُ، إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُوْرِهِ ، (أخرجه عبد الرزاق في المصنف (الجزء المفقود من الجزء الأول من المصنف الرقم:63)

اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق (کو پیدا کرنے) سے پہلے تمہارے نبی (محمد مصطفی) کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا

اور آخر بھی ہیں کہ بعثت میں آخری ہیں یعنی خاتم النبیین آخری نبی ہیں۔جیسا کہ اوپر دلائل مذکور ہیں۔ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

سب تمہاری ہی خبر تھے
تم مُؤَخَّر مُبتَدا ہو

مفہوم :سبحان اللہ یہ کیسا عمدہ تخیل ہے کہ ایک نحوی انداز میں عقیدۂ ختمِ نبوت سمجھایا گیا ہے

اس شعر کی شرح کرتے ہوئے صاحب شرح حدائق بخشش لکھتے ہیں۔ مبتداء در اصل پہلے (مقدم) ہوتا ہے اور خبر بعد میں (متوخر) یہ علم نحو کا قاعدہ اور اصطلاح ہے اور اگر کبھی اس کا الٹ (ہو جائے تو التقدیم ماحقه التاخیر یفید الحصر۔ جس کا حق پیچھے ہو اس کو پہلے کر دینے سے حصر کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ لان المبتداء ذات والخبر حال من احواله ا والذات مقدم علی احواله (شرح جامی)

اور کافیہ میں ہے واصل المبتداء التقدیم - کہ مبتداء میں اصل یہ ہے کہ پہلے ہو۔ کیونکہ وہ ذات ہے اور خبر اس کی حالت کو بیان کرتی ہے اور ذات ہو گی تو حالت ہو گی)

اعلیٰ حضرت نے اس شعر میں فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی ذات در اصل تو ساری کائنات سے پہلے کی ہے (جیسا کہ ارشاد فرمایا"اول ما خلق اللہ نوری")

لیکن آپ کو مبتداء مؤخر (خاتم النبیین) اس لیے بنایا گیا تا کہ حصر کا فائدہ حاصل ہو وہ یہ کہ سارے نبی حضور علیہ السلام ہی کی آمد کا اعلان کرتے رہیں۔ خدا بھی آپ ہی کی شانیں بیان فرمائے اور خدا کے سارے نبی بھی اپنے اپنے دور میں اپنی اپنی امت کے سامنے اور ایک بار سارے مل کر معراج کی رات حضور علیہ السلام کے روبرو بھی آپ کی عظمت کے خطبے پڑھیں۔

(شرح حدائق بخشش769)

ان کے علاوہ بھی کئی اشعار ہیں جو کہ حدائق بخشش کے قاری پر مخفی نہیں ہیں۔

اللہ کریم ہمیں تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین

ختم نبوت کے تحفظ میں خانوادہ امام احمد رضا کا کردار

از: اساتذۂ جامعۃ المدینہ فیضان عطار
نیپال گنج، نیپال

امام العلماء مفتی رضا علی خان اور تحفظِ ختم نبوت

امام العلماء مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ علیہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے جد امجد ہیں۔ آپ ہی وہ ذات ہیں جس کے وسیلے سے خاندان رضا میں علمی فیوض و برکات کا سلسلہ شروع ہوا۔ آپ نے اپنی زندگی میں تحفظ عقائد و معمولات کا فریضہ خوب خوب انجام دیا۔ تحفظ عقائد ہی کا جذبہ تھا کہ آپ نے تحفظِ ختم نبوت کی بھی خدمت انجام دی۔ ذیل میں آپ کے مختصر حالات اور اسی حوالے سے کچھ باتیں سپرد قرطاس و قلم کی جارہی ہیں۔

ولادت: مولانا رضا علی خاں صاحب 1224ھ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت: شہر ٹویک میں مولوی خلیل الرحمن صاحب مرحوم و مغفور سے علوم درسیہ حاصل کر کے 22 سال کی عمر میں 1245ھ کو سند فراغ حاصل کر کے مشار الیہ اماثل واقران و مشہور اطراف و زمان ہوئے۔ خصوصاً فقہ و تصوف میں کامل مہارت حاصل فرمائی۔

بیعت و خلافت: مولانا رضا علی بریلوی کو شیخ وقت حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ (شاگرد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی و خلیفہ شاہ محمد آفاق مجددی نقشبندی دہلوی) سے بیعت و خلافت حاصل تھی اور سلسلۂ نقشبندیہ میں مرید کرتے تھے۔

فتویٰ نویسی: امام العلماء اپنے وقت کے قطب، ولی کامل، اور روہیل کھنڈ کے بزرگ ترین علماء میں تھے۔ خاندان میں آپ ہی نے سب سے پہلے فتویٰ نویسی کا شرف حاصل کیا۔ 1816ء میں روہیلہ حکومت کے خاتمہ، "بریلی شریف" پر انگریزوں کے قبضہ اور حضرت مفتی محمد عیوض صاحب کے "روہیل کھنڈ (بریلی)" سے "ٹونک" تشریف لے جانے کے بعد بریلی کی مسند افتاء خالی تھی۔ ایسے نازک اور پر آشوب دور میں امام العلماء علامہ مفتی

رضا علی خاں نقشبندی علیہ الرحمہ نے بریلی کی مسند افتاء کو رونق بخشی ۔ یہیں سے خانوادۂ رضویہ میں فتاویٰ نویسی کی عظیم الشان روایت کی ابتداء ہوئی۔

تصانیف: آپ کی تصانیف میں صرف خطبات جمعہ و عیدین کا ایک مجموعہ بنام "مجموعہ خطبۂ علمی "اور ایک میلاد نامے کا تذکرہ ملتا ہے ۔ جو58 صفحات پر مشتمل تھا، یہ میلاد نامہ پہلی بار 1851ء میں نول کشور لکھنؤ سے چھپا۔ مجموعہ خطبۂ علمی کے متعلق حکیم الاسلام علامہ مفتی حسنین رضا خان قادری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"انھوں نے خطبہ جمعہ و عیدین لکھے جو آج کل خطبۂ علمی کے نام سے ملک بھر میں رائج ہیں۔یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اس خاندان کے مورث اعلیٰ مولانا رضا علی خاں صاحب کے خطبے جو خطبۂ علمی کہلاتے ہیں وہ مولانا رضا علی خاں صاحب کے ہی تصنیف کردہ ہیں اور کم وبیش ایک صدی سے سارے ہندوستان کے طول وعرض میں جمعہ وعیدین کو پڑھے جاتے ہیں۔اور ہر مخالف وموافق انھیں پڑھتا ہے۔ان کو شہرت سے انتہائی نفرت تھی اس لیے انھوں نے خطبے اپنے شاگرد مولانا علمی کو دے دیے، مولانا علمی نے خود بھی اس طرف اشارہ کیا ہے البتہ خطبۂ علمی میں اشعار مولانا علمی کے ہیں۔"

عادات وخصائل: آپ بہترین واعظ اور خطیب تھے ،آپ کی تقریر دلوں پر اثر کرتی تھی، کسی سے باتیں کرتے تو نہایت نرمی سے کرتے،سلام میں پہل کرتے، قناعت پسند تھے، تواضع اور بردباری آپ کا شیوہ تھا،علم فقہ میں مہارت تامہ حاصل تھی۔

رد فرق باطلہ: مولوی اسمٰعیل دہلوی کی رسوائے زمانہ کتاب "تقویۃ الایمان" جب منظر عام پر آئی تو بریلی میں آپ ہی کے حکم سے اس کا رد لکھا گیا اور تمام بریلی کے علمائے کرام سے اس کی تصدیق کرائی گئی، پھر کتابی شکل میں اس کو شائع کیا گیا،اس مجموعہ کا نام "تصحیح الایمان رد تقویۃ الایمان" رکھا گیا،اس کے مرتب آپ کے شاگرد ملک محمد علی خاں ہیں۔مطبوعہ نسخہ تو نایاب ہے البتہ قلمی نسخہ رضا لائبریری رام پور میں ہے۔

مرزا عبد الوحید بیگ لکھتے ہیں: 1774ء میں حافظ الملک حافظ رحمت خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شہید ہو جانے کے بعد روہیل کھنڈ کا علاقہ شجاع الدولہ اور اس کے بیٹے آصف الدولہ کے قبضہ و اقتدار میں 26/سال رہا۔روہیل کھنڈ کا مرکز بریلی تھا ،آصف الدولہ کے عہد حکومت میں بریلی شہر کے اندر رافضیت کو بہت فروغ ملا ،محلہ چھیپی ٹولہ میں کالا امام باڑا اور مسجد آصفیہ اسی زمانے کی یادگار ہیں۔ رافضیت کا فروغ اتنا ہوا کہ بہت سے غیر پختہ عقیدے والے سنی بھی تعزیہ کی طرف راغب ہو گئے اور انھوں نے بریلی کی جامع مسجد کے صحن کے برابر میں ایک سہ دری میں تعزیے اور علم رکھ دیے ۔ حکیم مرزا حسن جان بیگ عہد آصفیہ کے خاتمہ پر جامع مسجد کے متولی ہوئے تو انھوں نے سہ دری میں

تالا لگوا دیا تا کہ تعزیہ داری کی بدعت حدود مسجد میں نہ ہو سکے ،ان کے انتقال کے بعد مولانا مرزا مطیع بیگ برادر مولانا مرزا غلام قادر بیگ استاذ اعلیٰ حضرت جامع مسجد کے متولی ہوئے تو انھوں نے امام العلماء مولانا رضا علی خاں کی ہدایت کے مطابق سہ دری سے تعزیے اور علم الگ کرا دیے اور اس سہ دری کا نام نبی خانہ رکھ دیا جس کا نام پہلے کے لوگوں نے امام باڑا رکھ دیا تھا ،شہر کے بعض جاہلوں نے متولی صاحب کے اس اقدام پر بہت شور مچایا اور ان کو بد عقیدہ کہنا شروع کر دیا ،امام العلماء کا بریلی کے عوام بڑا ادب و احترام کرتے تھے ،امام العلماء نے رد بدعت اور رافضیت میں ایک فتویٰ جاری کیا اور تحریر فرمایا کہ متولی کا اقدام درست ہے اور یہ سنی حنفی مسلک پر ہیں ،اس فتوے پر بریلی کے دوسرے علما نے بھی دستخط کیے۔ اس کے بعد امام العلماء خود جامع مسجد تشریف لاتے تھے اور سہ دری جس کا نام نبی خانہ رکھ دیا گیا تھا اس میں محفل میلاد کا انعقاد ہر جمعرات کو کرتے اور اس میں وعظ فرماتے ،آپ کے اس وعظ کی محفلوں کے ذریعہ بریلی کی جامع مسجد سے تعزیہ داری کا سلسلہ ختم ہوا اور جہلا نے رافضیت سے توبہ کر لی۔

آپ آزادی پسند تھے ،انگریزی اقتدار کو بالکل پسند نہیں فرماتے تھے ،علماے کرام نے جب فتوی جہاد دیا تو آپ نے اس کی بھرپور حمایت کی اور عوام کو انگریزوں کے خلاف تیار کیا۔ مجاہدین کی پوری مدد کی۔ مجاہدین کو گھوڑے پہنچانے میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا۔

وصال: آپ کا وصال 62/ کی عمر میں 6/ جمادی الاولیٰ 1286ھ بمطابق اگست 1869ء میں ہوا۔ آپ کا مزار نزد سٹی اسٹیشن بریلی واقع قبرستان بہاری پور، سول لائن میں ہے۔

تحفظ ختم نبوت اور امام العلماء:

امام العلماء مفتی رضا علی خان علیہ الرحمہ اپنے وقت کے مفتی تھے، ممکن ہے کہ انھوں نے ختم نبوت کے حوالے سے فتویٰ دیا ہو لیکن جب فتاویٰ محفوظ ہی نہیں تو فتاویٰ کی جہت سے آپ کی خدمات تحفظ ختم نبوت پر لکھنا ممکن ہی نہیں۔ لیکن امام العلماء کی ایک کتاب موجود ہے جس کی روشنی میں آپ کی خدمات تحفظ ختم نبوت پر کچھ روشنی ملتی ہے۔ وہ کتاب ہے "خطبۂ علمی"۔ جی، ہاں! یہ کتاب اگرچہ مولانا حسن بریلوی صاحب کے نام سے شائع ہوتی آرہی ہے لیکن در حقیقت اس کو معرض وجود میں لانے والی ذات امام العلماء ہیں۔ سیرت اعلیٰ حضرت سے علامہ حسنین رضا خان کا اقتباس گزرا۔ مزید رئیس التحریر علامہ یسین اختر مصباحی علیہ الرحمہ کی تحریر بھی دیکھیں۔ آپ لکھتے ہیں:

متحدہ ہندوستان میں رائج و مشہور "خطبۂ علمی" حضرت مولانا رضا علی بریلوی ہی کے تحریر کردہ ہیں۔ جو آپ کے ایک عزیز شاگرد، مولانا محمد حسن علمی، بریلوی (متوفی 1293ھ/ 1876ء) کے نام سے شائع ہو کر، متحدہ ہندوستان کے شہر شہر

میں مقبول ہوئے۔

امام العلماء نے خطبۂ علمی ترتیب دیا تو کئی خطبوں میں آپ نے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی شان کے بیان کے لیے آخر الانبیاء، خاتم النبیین، نبی آخر الزمان، عاقب، مقفی، خاتم الانبیاء، خاتم الرسل، صاحب الخاتم کا استعمال فرمایا ہے۔ اب اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ جب جب کوئی خطیب خطبہ پڑھے گا تو سامعین و مخاطبین کے ذہن و فکر میں یہ عقیدہ جاگزیں اور راسخ ہو تا جائے گا کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم آخر الانبیاء ہیں، خاتم النبیین ہیں، نبی آخر الزمان ہیں، عاقب ہیں، مقفی ہیں، خاتم الانبیاء ہیں، خاتم الرسل ہیں اور صاحب الخاتم ہیں۔ اور یہ تحفظ ختم نبوت نہیں تو اور کیا ہے۔ اب ذیل میں خطبہ کے ان اقتباس کو نقل کیا جاتا ہے جن سے حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے خاتم النبیین ہونے کا اعلان ہو رہا ہے۔ خطبہ نمبر 3 کے خطبہ ثانیہ میں ہے:

وَالصَّلَاةُ عَلَى نَبِيِّه وَحَبِيبِه الَّذِى أَسْمَاءُه مُحَمَّدٌ أَحْمَدُ حَامِدٌ مَحْمُودٌ أَحِيدٌ وَحِيدٌ مَاحٍ حَاشِرٌ عَاقِبٌ طٰهٰ يٰس طَاهِرُ طَاهِرُ طَيِّبٌ سَيِّدٌ رَسُولٌ نَبِيٌّ رَسُولُ الرَّحْمَةِ قَيِّمٌ جَامِعٌ مُقْتَفٍ مُقَفِّي رَسُولُ الْمَلَاحِه رَسُولُ الرَّاحَةِ كَامِلِ اكليلٌ مُدَّثِرٌ مُزَّمِّلٌ عَبْدُ اللهِ حَبِيبُ اللهِ صَفِيُّ اللهِ نَجِيُّ اللهِ كَلِيمُ اللهِ خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ خَاتِمُ الرُّسُلِ

اسی خطبہ میں آگے "صَاحِبُ الْخَاتَمِ" بھی ہے۔

نیز خطبہ نمبر 6 کے خطبہ اول میں ہے:

صَلَى اللهُ تَعَالَى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ شَفِيعِ الْمُذْنِبِينَ وَعَلَى آلِه الطَّيِّبِينَ وَأَصْحَابِه الْمُطَهِرِينَ وَمَنِ اتَّبَعَهُمْ أَجْمَعِينَ

مزید گیارہواں خطبہ کے اول خطبہ میں ہے:

ثُمَّ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَيْرِ الْوَرىٰ بَدْرِ اللهِ فِى نُورِ الْهدىٰ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ ادنىٰ رَسُولِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ الْحَرَبَيْنِ إِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ شَفِيعِ الْأُمَمِ فِى الدَّارَيْنِ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

یہ تو وہ الفاظ ہیں جو براہِ راست حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے خاتم النبیین ہونے کے عقیدہ پر واضح اور ظاہر و باہر ہیں۔ ان کے علاوہ بھی اس خطبۂ علمی میں کئی مقامات ہیں جن کا خلاصہ حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا خاتم النبیین ہونا ہے مثلاً خیر الوریٰ، سید المرسلین، سید الانبیاء والمرسلین وغیرہ۔

امام المتکلمین علامہ نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ اور تحفظ ختم نبوت

کہتے ہیں کہ پھل کو دیکھ کر درخت کا اندازہ بخوب ہو جاتا ہے۔ اس تناظر میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان دیکھ کر ان کے والد ماجد امام المتکلمین علامہ نقی علی خان علیہ الرحمہ کی بلندی مراتب بہ خوب آشکار ہو جاتے ہیں۔ آپ مرجع العلماء تھے جنھوں نے اپنی پوری زندگی دین کی خدمت کے لیے وقف کر دی۔ آپ کی زندگی کا ایک اہم گوشہ تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے آپ کی خدمات ہیں۔ اسی عنوان پر راقم کچھ لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ لیکن اس سے

قبل علامہ نقی علی خان علیہ الرحمہ زندگی کی مختصر جھلکیاں پیشِ خدمت ہیں۔

ولادت: امام العلماء مولانا رضا علی خاں صاحب کے فرزند مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت جُمادی لآخرہ کے آخری دن یا رجب کی چاند رات 1246ھ مطابق 1830ء کو بریلی کے محلہ ذخیرہ میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت: آپ نے جملہ علوم وفنون کی تعلیم اپنے والدِ ماجد امام العلماء مولانا رضا علی خاں سے حاصل کی، آپ ایّامِ طُفولیت سے ہی پرہیز گار اور متّقی تھے؛ کیوں کہ آپ امام العلماء مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ تربیت رہے، جو نامورَ عالم اور عارف باللہ بزرگ تھے، جن کی پرہیز گاری کا جَوہر مولانا نقی علی خاں کو ورَثہ میں ملا تھا، اور پھر بفضلِ الٰہی میلانِ طبع بھی نیکی کی طرف تھا، مولانا نقی علی خان علم و عمل کے بحرِ ذخّار تھے، آپ کی ذات مرجعِ خلائق وعلماء تھی، آپ کی آراء واقوال کو علمائے عصر ترجیح دیتے تھے، کثیر علوم میں تصنیفات مطبوعہ وغیر مطبوعہ آپ کے علم وفضل کی شاہد ہیں۔

بیعت و خلافت: حضرت مولانا نقی علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے صاحب زادے امام احمد رضا فاضل بریلوی اور مولانا عبد القادر بَدایُونی صاحب کے ہمراہ 5 جُمادی الآخرہ 1294ھ کو خانقاہِ برکاتیہ مارَہرَہ شریف حاضر ہوئے، اور حضرت شاہ آلِ رسول قادری برکاتی مارَہرَوی رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ بیعت حاصل کیا، امام احمد رضا خان بھی حضرت شاہ آلِ رسول کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے، اسی مجلس میں شاہ صاحب نے دونوں افراد کو خلافت وجملہ اجازات سے سرفراز فرمایا۔

فتویٰ نویسی: تیرہویں صدی ہجری میں حضرت علاّمہ نقی علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ ماجد امام العلماء حضرت مولانا رضا علی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے 1246ھ مطابق 1831ء میں سر زمینِ بریلی پر مسندِ اِفتاء کی بنیاد رکھی، اور چونتیس 34 سال تک فتویٰ نویسی کا کام بحُسن وخوبی انجام دیا، امام العلماء نے اپنے فرزندِ سعید حضرت علاّمہ نقی علی صاحب کو خصوصی تعلیم دے کر مسندِ اِفتاء پر فائز کیا، مولانا نقی علی خان نے مسندِ اِفتاء پر رَونق افروز ہونے کے بعد سے 1297ھ تک نہ صرف فتویٰ نویسی کا گراں قدر فریضہ انجام دیا، بلکہ مُعاصر علماء وفقہاء سے اپنی علمی بصیرت کالوہا منوالیا۔

درس و تدریس: حضرت علاّمہ نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند پایہ عالم اور اپنے وقت کے بے مثال فقیہ تھے، آپ نے درس کی طرف خصوصی توجہ فرمائی، آپ کی شخصیت من حیث التدریس مشہور تھی، طلبا دُور دُور سے آپ کے پاس اکتسابِ علم کے لیے آتے، آپ بہت ذَوق وشَوق کے ساتھ طلبا کو تعلیم فرماتے، حضرت علاّمہ قوم کی فلاح وبہبود کے لیے دینی تعلیم کو لازمی قرار دیتے۔

تصنیف و تالیف: حضرت علاّمہ نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کو کتب بینی، فتویٰ نویسی، درس

وتدریس، عبادت وریاضت، خدماتِ دینی وملی کے علاوہ تصنیف وتالیف سے بھی بہت شغف تھا، تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی آپ اپنے دَور میں نادر روزگار تھے، اور جامعیّتِ علوم میں ہم عصر علماء پر فَوقیت رکھتے تھے، آپ کو متعدد علوم پر دسترس حاصل تھی، آپ نے اردو زبان کو اپنی گراں قدر تصانیف سے مالا مال کیا، آپ نے مختلف علوم وفنون اور موضوعات پر کتابیں لکھیں، خاص طَور پر سیرتِ نبوی، اصلاحِ مُعاشرہ، تعلیم و تعلّم، علمِ مُعاشرت، تصوّف وغیرہ موضوعات ومسائل پر نہایت جامع اور بلند پایہ تصانیف قلم بند کی ہیں جن میں تفسیر الم نشرح، جواہر الارکان، سرور القلوب وغیرہ مشہور ومعروف ہیں۔

سفرِ آخرت: حضرت علاّمہ نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کا خونی اِسہال کے عارضہ میں ذی قعدہ1297ھ مطابق1880ء کو وصال ہوا، علماء نے اس کو شہادت سے تعبیر کیا، آپ کے والد ماجد امام العلماء مولانا رضا علی خاں کے پہلو میں محوِ استراحت ہوئے۔

تحفظ ختم نبوت اور امام المتکلمین: امام المتکلمین علامہ مفتی نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں جب "مسئلہ امتناع و امکان نظیر" اور "اثر ابن عباس" سامنے آیا تو آپ نے بریلی شریف سے ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کا پرچم بلند فرمایا۔ الحمدللہ آج تک یہ پرچم بلندیوں پر ہے۔ اس پر آپ اور آپ کی اولاد امجاد کی کئی تصانیف اور حیات وخدمات شاہد وناطق ہیں۔ 1871ء میں شیخو پور ضلع بدایوں میں "مسئلہ امتناع و امکان نظیر" پر مولانا عبد القادر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (م: 1901ء) اور مولوی امیر احمد سہوانی کے مابین مناظرہ ہوا۔

مولانا نذیر احمد سہوانی (م: 1881ء) نے اس مناظرہ کی روداد مناظرہ احمدیہ کے نام سے طبع کرا دی۔ اس مناظرہ میں اثر ابن عباس کا موضوع بھی زیر بحث آیا۔ اس میں ایک عبارت یہ تھی "بے شک اللہ نے سات زمینیں پیدا کیں، ہر زمین پر آدم ہے، تمہارے آدم کی طرح اور نوح ہے تمہارے نوح کی طرح اور ابراہیم ہے تمہارے ابراہیم کی طرح اور موسی ہے تمہارے موسی کی طرح اور نبی ہیں تمہارے نبی (حضور اکرم) کی طرح"۔ مولانا نذیر احمد سہوانی نے "مناظرہ احمدیہ کے آخر میں یہ بھی لکھا: "مولوی احسن نانوتوی بھی اسی (صحت اثر ابن عباس) کے معتقد ہیں اور اس مضمون پر ان کی مہر ثبت ہے اور اسی کے اور علماء دین بھی قائل و معتقد ہیں"۔

امام المتکلمین علامہ مفتی نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت کے تحفظ کا علم اٹھایا اور میدان عمل میں کود پڑے۔ اس حقیقت کا اظہار پروفیسر ایوب قادری نے "سوانح مولانا احسن نانوتوی" میں یوں کیا ہے:

"اثر ابن عباس کے مسئلہ میں علماء بریلی اور بدایوں نے مولانا محمد احسن کی بڑی شد و مد سے مخالفت کی۔ بریلی میں اس محاذ کی قیادت مولانا نقی علی خان کر رہے تھے اور بدایوں میں مولوی عبد

القادر سر خیل جماعت تھے"۔

1290ھ / 1873ء میں نماز عید الفطر کے موقع پر امام المتکلمین علامہ مفتی نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عید گاہ میں مولوی احسن نانوتوی کے نماز پڑھانے کو پسند نہ کیا، چناں چہ تنازع طول پکڑ گیا۔ بگڑتی صورت حال دیکھ کر مولوی احسن نانوتوی کو امام المتکلمین علامہ مفتی نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کی امامت میں نماز پڑھنے کا فیصلہ کرنا پڑا، طرفہ تماشہ یہ ہوا کہ جب مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے عید گاہ کے قریب پہنچنے کی خبر آئی تو مولانا احسن نانوتوی فوراً مصلے پر پہنچ گئے اور نماز پڑھادی۔

امام المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ عید گاہ کے قریب حسین باغ میں بڑی تعداد میں موجود مسلمانوں کی عید کی نماز کی امامت کی۔

علامہ نقی علی خان علیہ الرحمہ اسی پر بس نہیں ہوئے بلکہ اس تعلق سے آپ نے امکان نظیر کے متعلق استفتاء تیار کیا اور ملک کے مختلف علماے اہل سنت کو استفتاء ارسال کر کے جواب حاصل کیے جس سے امکان نظیر کو جائز قرار دینے والوں کی قلعی کھل گئی اور ان کا خوب رد ہوا۔ اس تعلق سے سید صابر حسین شاہ بخاری لکھتے ہیں:

آپ(رئیس المتکلمین) اثر ابن عباس کے مطابق عقیدہ رکھنے والے کو اہل سنت کے خلاف جانتے تھے۔ علماے کرام کی اکثریت بھی آپ کی حمایت میں اٹھ کھڑی ہوئی۔ آپ نے اس حوالے سے ایک استفتاء علماے کرام پور کو بھیجا جس کا جواب علامہ مفتی نور النبی رام پوری رحمۃ اللہ علیہ نے دیا اور آپ کے موقف کی تائید وحمایت کی اس فتوی پر مولانا سدید الدین خان خلف مولانا رشید الدین خان، مولانا مفتی ولی النبی رام پوری، مولانا سید حسین شاہ محدث رام پوری، مولانا محمد حیدر علی رام پوری مولانا شیخ محمد علی درویش مطوف رام پوری، مولانا عبد الحق خیر آبادی بن علامہ فضل حق خیر آبادی، مولانا عبد العلی رام پوری، مولانا محمد یعقوب علی خان رام پوری اور مولانا محمد اظہر الدین احمد رام پوری (رحمۃ اللہ علیہم) نے بھی تصدیقات فرمائی ہیں۔

اسی طرح آپ نے ایک استفتاء ممتاز عالم دین علامہ مفتی ارشاد حسین مجددی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بھیجا۔ آپ نے بھی قرآن وحدیث، محدثین اور فقہاے عظام کے ارشادات کی روشنی اس حقیقت کو ظاہر وباہر فرمایا کہ اس پر عقیدہ رکھنا اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے، خاتم النبیین حضور علیہ السلام ہیں اور حدیث شاذ ہے۔

امام المتکلمین علامہ مفتی نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ اپنے موقف وعقیدہ میں حق وصواب پر تھے۔ اس لیے آپ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں مسلسل کوشش میں لگے رہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کی حمایت میں علماے کرام نے کئی کتب ورسائل لکھے۔ جن میں مولانا فضل مجید بدایونی(المتوفی ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء تلمیذ مولانا عبد القادر بدایونی قدس سرہ) کی"

تحقیقات محمدیہ حل اوہام نجدیہ ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء"، مولانا ہدایت علی کی "الکلام الاحسن"، مفتی حافظ بخش آنولوی رحمۃ اللہ علیہ کی "تنبیہ الجہال بالالہام الباسط المتعال" اور فتاویٰ علماے بدایوں و بریلی "فتاویٰ بے نظیر در نفی مثل آں حضرت بشیر ونذیر" نمایاں طور پر قابل ذکر ہیں۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے امکانِ نظیر کے خلاف لکھی گئی کتاب "تنبیہ الجہال" کی تصدیق کرتے ہوئے علامہ نقی علی خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ھٰذا ھو الحق الصراح و الصدق الفراح و اللہ الہ

ادی إلیٰ سبیل النجاح محمد نقی علی عفی عنہ

فتاویٰ بے نظیر میں آپ اپنی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قطع نظر اس سے کہ علماء نے حدیث ان اللہ خلق سبع ارضین آہ میں ہر طرح کلام کیا ہے، بعدِ ثبوتِ رفع وتسلیمِ صحتِ متن واسناد مفیدِ اعتقاد نہیں بلکہ جس حالت میں مضمون اس کا، دلالت آیات اور احادیث صحیحہ وعقیدہ اہل حق کے خلاف ہے پس جو شخص اس حدیث سے وجود و تحقیق امثال سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال کرے سخت جاہل اور معتقد فعلیتِ مثلِ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمعنی مشارکت فی الماہیت والصفات الکمالیہ مبتدع و مخالف عقیدہ اہل سنت ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

محمد نقی علی خان ولد مولوی رضا علی خان

خاتم النبیین کا ذکر: آپ نے تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے لیے جہاں علماے کرام سے امکان نظیر کے رد پر فتویٰ لکھنے کے لیے استفتاء بھیجے، معتقدِ امکانِ نظیر کا عملی رد کیا وہیں اپنی کتابوں میں بھی اس کا ذکر کیا اور حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے خاتم النبیین ہونے پر بالدلیل تحریر لکھی۔ انوارِ جمالِ مصطفیٰ میں لکھتے ہیں: اور (حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم) یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں سب پیغمبروں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد خلق پر بھیجا گیا۔

فائدہ: شاید اس میں یہ نکتہ تھا کہ امت آپ کے اخلاق اور احوال اگلی امتوں کے دیکھ بھال کر کمالات اولین و آخرین حاصل کرے اور جن باتوں سے اگلے لوگ ہلاک ہوئے اور ان پر عتاب ہوا بچتے رہے یا یہ بھید تھا کہ دین آپ کا دائم و باقی ناسخ سب شرائع و ادیان کا ہے۔ اگر ظہور آپ کا اور پیغمبروں سے پہلے ہوتا ان کی شریعت ظاہر نہ ہوتی اور دین ان کا رواج نہ پاتا بلکہ در حقیقت ختم نبوت ایک کمال مستقل ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی مرتبہ نہیں۔ اس واسطے یہ کمال بھی پروردگار تقدس و تعالیٰ نے آپ کے لیے خاص فرمایا۔ پنجاہ و پنجم اور آپ کو خاتم النبیین کہا قال اللہ تعالیٰ:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا

علاوہ بریں جس طرح پہلا اسم یعنی اول ایک اسم الٰہی کی مظہریت پر دلالت کرکرتا ہے اس اسم یعنی آخر سے دوسرے اسم کی مظہریت ثابت ہوتی ہے اور ان دونوں کے اجتماع سے ایک معنیٰ عجیب پیدا ہوتے ہیں کہ جس طرح پروردگار سب شئ کو محیط ہے کہ اول بھی وہ ہی ہے اور آخر بھی رہی ہے اُسی طرح بسبب اس کے کہ ایک پرتو اس احاطہ کا اُس جناب پر بھی واقع ہوا ہے وہ جناب بھی نبوت و رسالت کو محیط ہیں کہ اول النبیین بھی وہ ہی ہیں اور آخر النبیین اور خاتم النبیین بھی وہ ہی ہیں اور جو اس لفظ کو بموجب قرأت عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے خاتم النبیین بفتح تا پڑھیں تو ایک اور خاصہ آپ کا ثابت ہوتا ہے۔

پنجاہ و ششم کہ سوا آپ کے یہ لقب بھی کسی کو حاصل نہ ہوا۔ مہر سے اعتبار بڑھتا ہے اور آپ کے سبب سے پیغمبروں کا اعتبار زیادہ ہوا اور مہر سے زینت ہوتی ہے اور آپ انبیاء کی زینت ہیں۔ کما لایخفی۔

علامہ نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ من و عن یہی عبارت اپنی مایہ ناز کتاب "تفسیرِ الم نشرح" صفحہ نمبر 202 پر تحریر فرمائی ہے۔

امام اہل سنت اور تحفظ ختم نبوت

(کتب و فتاویٰ امام کی روشنی میں)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فروغ عقیدۂ ختم نبوت اور منکر ختم نبوت کی تکفیر و تبکیت کے سر خیل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ذیل میں اسی حوالے سے آپ کی خدمات سپرد قلم کرنے کی سعی کررہا ہوں لیکن اس سے قبل امام اہل سنت کی مختصر حالات زیب قرطاس کررہا ہوں تاکہ مختصراً شخصیت کا بھی تعارف ہو جائے۔ اور کوشش یہی رہے گی کہ امام اہل سنت کی زندگی کی کہانی خود ان کی زبانی پیش کی جائے۔

ولادت: (میری ولادت) 10 شوال 1272ھ روز شنبہ (یعنی ہفتہ) وقت ظہر مطابق 14 جون 1856ء کو ہوئی۔

اسمِ گرامی: آپ کا نامِ مبارَک محمد ہے، اور آپ کے دادا نے احمد رضا کہہ کر پکارا اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔

اندازِ تعلیم: (فرماتے ہیں:) میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا، جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے، ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیتا، جب سبق سنتے تو حَرف بَحَرف لفظ بہ لفظ سنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے۔ ایک دن مجھ سے فرمانے لگے کہ احمد میاں! یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جِن؟ کہ مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی! میں نے کہا: اللہ پاک کا شکر ہے میں انسان ہی ہوں ہاں اللہ پاک کا فضل و کرم شامل حال ہے۔

ایک روز اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ بعض ناواقِف حضرات میرے نام کے آگے حافِظ لکھ دیا کرتے ہیں، حالانکہ میں اِس لقب کا اَہل

نہیں ہوں (پھر کچھ مدت کے بعد فرمایا:) میں نے کلامِ پاک بالتَّرتیب بکوشِش یاد کرلیا اور یہ اِس لیے کہ ان بندگانِ خُدا کا (جو میرے نام کے آگے حافِظ لکھ دیا کرتے ہیں) کہنا غلط ثابت نہ ہو۔

سِنِ فراغت اور فتویٰ نویسی: میں نے جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغُ التحصیل علما میں شمار ہونے لگا تو 14 شعبان 1286ھ کو منصب افتا عطا ہوا اور اسی تاریخ سے بحمدِ اللہ نماز فرض ہوئی۔ منصب افتا ملنے کے وقت فقیر کی عمر 13 برس دس مہینہ چار دن کی تھی جب سے اب تک برابر یہی خدمتِ دین لی جارہی ہے۔

مدتِ تربیت: (بد مذہبوں کے رد اور فتویٰ نویسی کے بارے میں فرماتے ہیں): یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طِب کی طرح یہ بھی صِرف پڑھنے سے نہیں آتے۔ ان میں بھی طبیبِ حاذِق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ میں بھی ایک حاذِق طبیب (یعنی ماہر استاذ والدِ ماجد رئیس المتکلمین مفتی نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے مطب میں سات برس بیٹھا، مجھے وہ وقت، وہ دن، وہ جگہ، وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔

شرفِ بیعت: آپ رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں دوپہر کو سویا تو (خواب میں) حضرت جدِّ امجد رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ایک صندوقچی عطا فرمائی اور فرمایا عنقریب آنے والا ہے وہ شخص جو تمہارے دردِ دل کی دوا کرے گا۔ دوسرے یا تیسرے روز حضرت مولانا عبدُ القادر رحمۃُ اللہ علیہ بدایون سے تشریف لائے اور اپنے ساتھ مارہرہ شریف لے گئے۔ وہاں جاکر شاہ آلِ رسول مارہروی سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔

اَعداءُ اللہ سے نفرت: بحمدِ اللہ تعالیٰ بچپن سے مجھے نَفرت ہے اَعداءُ اللہ (اللہ کے دشمنوں) سے اور میرے بچوں کے بچوں کو بھی بفضلِ اللہ تعالیٰ عَداوتِ اَعداءِ اللہ (یعنی اللہ کے دشمنوں سے دشمنی) گھٹی میں پلادی گئی ہے۔

خدا اور محبوبِ خدا کی محبت: بحمدِ اللہ اگر (میرے) قلب (دل) کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" دوسرے پر لکھا ہوگا "مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم"۔()

اپنی خبرِ رحلت: اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہ علیہ نے اپنی وفات سے 4 ماہ 22 دن پہلے خود اپنے وِصال کی خبر دے کر پارہ 29 سورۃُ الدّھر کی آیت 15 سے سالِ انتقال کا استخراج فرمادیا تھا۔ اِس آیتِ شریفہ کے علمِ اَبجد کے حساب سے 1340 عَدد بنتے ہیں اور یہی ہجری سال کے اعتبار سے سنِ وفات ہے۔ وہ آیتِ مبارَکہ یہ ہے:

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ

ترجمۂ کنزالایمان: اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا۔

وصالِ مبارک: 25 صفرُ المظفَّر 1340ھ مطابق 28 اکتوبر 1921ء کو جمعۃُ المبارک کے دن ہندوستان کے وقت کے مطابق 2 بجکر 38 منٹ (اور

پاکستانی وقت کے مطابق 2بجکر8منٹ) پر ، عین اذانِ جُمعہ کے وَقت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہ علیہ نے وصال فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پُرانوار مدینۃُ المرشد بریلی شریف میں آج بھی زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

امام احمد رضا اور تحفظ ختم نبوت: امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے نہ صرف فتاویٰ لکھے بلکہ کتب و رسائل بھی تحریر فرمائے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور منکر ختم نبوت کی تردید میں امام اہل سنت رضی اللہ عنہ کے چند فتاویٰ اور کتب و رسائل کے اسماء پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

تحفظ عقیدۂ ختم نبوت اور رد قادیانیت میں کتب: امام اہل سنت رضی اللہ عنہ نے تحفظ عقیدۂ ختم نبوت اور رد قادیانیت میں مستقل جو کتب رسائل تحریر فرمائے ان کے نام درج ذیل ہیں:

(1) جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ (2) قہر الدیان علی مرتد بقادیان (3) المبین معنی ختم النبیین (4) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب (5)الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی۔

مرزا قادیانی اور قادیانیوں کے بارے میں فتاویٰ: امام اہل سنت نے جہاں قادیانی اور قادیانیوں کی تردید و ابطال میں کتب و رسائل تحریر فرمائے وہیں وقتاً فوقتاً فتاویٰ بھی تحریر فرمائے۔ ان میں سے چند کے اقتباس درج ذیل ہیں:

قادیانی بلا شبہ کافر و مرتد ہے: مرزا کی بعض نئی تحریریں خود (میری) نظر سے گزریں جن میں قطعی کفر بھرے ہیں بلا شبہ وہ (قادیانی) یقیناً کافر مرتد ہے

مرزا مسیحِ دجال ہے: (فقیر کو) مرزا کے مسیح و مثل مسیح ہونے میں اصلاً شک نہیں مگر لا واللہ نہ مسیح کلمۃ اللہ علیہ صلوٰۃ اللہ بلکہ مسیح دجّال علیہ اللعن و النکال۔

مرزا کے کفر و ارتداد پر علمائے حرمین شریفین کا اتفاق: مجدد کا کم از کم مسلمان ہونا تو ضرور ہے اور قادیانی کافر مرتد تھا ایسا کہ تمام علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا کہ: من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر۔ جو اس کے کافر اور عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔)

مرزائیوں کو مسلمان جاننے والا مرتد ہے: ہاں اگر صاحبِ خانہ مرزائیوں کو مسلمان جانتا ہو تو وہ خود ہی مرتد ہے اور اس کے یہاں تقریب میں جانا حرام۔

قادیانی کی نماز، نماز نہیں: نہ قادیانیوں کی نماز ہے نہ ان کا خطبہ، خطبہ کہ وہ مسلمان ہی نہیں، اہلِ سنت اپنی اذان کہہ کر اسی مسجد میں اپنی خطبہ پڑھیں اپنی جماعت کریں یہی اذان وخطبہ وجماعت شرعاً معتبر ہوں گے۔

امام اہل سنت اور تحفظ ختم نبوت

(حدائق بخشش کی روشنی میں)

اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ امام العلماء اور مرجع العلماء ہیں۔ آپ نے اپنی

پوری زندگی محبت رسول مقبول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم، تحفظ عقائد اہل سنت اور تردید فرق باطلہ میں گزری۔ اس وقت راقم کا موضوع ”اعلیٰ حضرت کی خدماتِ تحفظِ ختمِ نبوت حدائق بخشش کی روشنی میں“ ہے۔ اس لیے راقم اولاً اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی مختصر سوانحِ زندگی بعدہ آپ کی خدماتِ تحفظِ ختم نبوت پر کچھ تحریر نوکِ قلم کر رہا ہے۔

ولادت: سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی شہر بریلی یوپی کے محلہ جسولی میں 10 سوال / 1272 / 14 جون 1856 کو پیدا ہوئے۔ آپ کا نام احمد رضا رکھا گیا آپ کے بچپن میں آپ کا گھرانہ محلہ جسولی سے محلہ سوداگران بریلی میں منتقل ہو گیا۔

بچپن اور تعلیم: نہایت ناز و نعم میں گزرا مگر آپ کھیل کود کی طرف کبھی رغبت نہیں تھی فطری طور پر ذہین تھے اور ہمیشہ علم میں مشغول رہتے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مرزا غلام قادر بیگ سے حاصل کی اور چار سال کی چھوٹی سی عمر میں قرآن کریم ناظرہ ختم کی چھ سال کی عمر میں مجمع عام میں۔ تقریر کی اس کے بعد مکمل تعلیم اپنے والد ماجد سے پائی۔ چھوٹی سی عمر میں تمام علوم کی تحصیل سے فارغ ہو گئے اسی دن پہلے فتویٰ لکھا جو بالکل صحیح تھا اور پھر آپ کو مسند افتاء پر بیٹھا دیا جہاں سے آپ نے پوری عمر میں بے شمار فتاویٰ لکھے اور ایک ہزار کے قریب کتابیں تحریر فرمائیں۔ جن میں فتاویٰ رضویہ، کنز الایمان، حسام الحرمین، مطلع القمرین وغیرہ کافی مشہور ہیں۔

تدریس کتب درسیہ: علوم دینیہ کی تحصیل کے بعد امام احمد رضا نے تدریس کی طرف خاطر خواہ توجہ دی تشنگان علوم جوق در جوق آپ کے کاشانہ اقدس پر حاضر ہوتے اور چشمہ علم و حکمت سے سیر اب ہوتے تھے۔ آپ نے باضابطہ کسی مدرسہ میں مدرس بن کر نہیں پڑھایا لیکن اس کے باوجود آپ کی تدریسی خدمات کم و بیش چالیس سے پچاس سال کو محیط ہے جیسا کہ آپ کی تصانیف میں وقتاً فوقتاً آپ کی تحریر سے واضح ہوتا ہے۔ چناں چہ آپ نے 1268ھ میں بعد فراغت تدریس میں مصروف ہو گئے جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں: فقیر کا درس محمدہ تعالی تیرہ برس دس مہینے چار دن کی عمر میں ختم ہوا، اس کے بعد چند سال تک طلباء کو پڑھایا۔

وصال مبارک: 25 صفرُالمظفَّر1340ھ مطابق28 اکتوبر 1921ء کو جمعۃُ المبارک کے دن ہندوستان کے وقت کے مطابق2 بجکر 38 منٹ پر، عین اذانِ جُمعہ کے وَقت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے وصال فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پُرانوار مدینۃُ المرشد بریلی شریف میں آج بھی زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

اشعار بر ختم نبوت: امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نثر و نظم دونوں صنف میں تحفظ عقائد کا فریضہ انجام دیا۔ تحفظ ختم نبوت بھی دونوں صنف میں فرمایا لیکن راقم کا موضوع حدائق بخشش اور تحفظ ختم نبوت ہے۔ اس لیے کتب ورسائل اور فتاویٰ کی بجائے آپ کے دیون ”حدائق بخشش

"میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ پر مشتمل اشعار سپرد قرطاس کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ سلام امام اہل سنت میں ختم نبوت کو بیان کرتا ہوا یہ شعر ملاحظہ فرمائیں:

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

مزید اشعار دیکھیں:

سب سے اوّل سب سے آخر
اِبتِدا ہو اِنتِہا ہو
سب تمہاری ہی خبر تھے
تم مُؤخَّر مُبتَدا ہو
قُربِ حق کی منزلیں تھے
تم سفر کا مُنتَہیٰ ہو

مزید ایک رباعی بھی دیکھیں جس میں ختم نبوت کا ذکر ہے:

آتے رہے انبیاء کما قیل لھم
و الخاتم حقکم کہ خاتم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفتر تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اکملت لکم

استاذ زمن علامہ حسن رضا خان اور تحفظ ختم نبوت

استاذ زمن علامہ حسن رضا خان علیہ الرحمہ 4/ربیع الاول 1276ھ مطابق 19/ اکتوبر 1859ء کو حضرت مولانا نقی علی خان کے گھر پیدا ہوئے۔ اِبتدائی تعلیم اپنے والد ماجد اور برادرِ اکبر سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ نعت گوئی کی تعلیم بھی اپنے برادرِ اکبر سے پائی، اور کلام مجاز میں بلبل ہندوستان حضرت داغ دہلوی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ داغ دہلوی کے قیام رام پور کے دوران آپ اُن کے پاس حاضر ہوا کرتے۔ داغ دہلوی کو آپ سے خاص اُنس تھا اور اکثر پیارے شاگرد کہہ کر خطاب کیا کرتے۔ سراج العارفین سید ابوالحسین احمد نوری قادری برکاتی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور سند خلافت سے شرف یاب ہوئے۔

مولانا حسن رضا کو خدائے بخشندہ نے ایک سیال وفیاض قلم عطا فرمایا تھا۔ موصوف نے نثر و نظم میں بہت سی گراں قدر یادگار اپنے پیچھے چھوڑی ہیں۔ آپ کے نثری رسائل کی تعداد سے بارہ سے متجاوز ہے:

(1)دین حسن(2) نگارستانِ لطافت(3)تزکِ مرتضوی(4) آئینۂ قیامت،(5)بے موقع فریاد کے مہذب جواب،(6) سوالات حقائق نمابرروٴس ندوۃ العلما،(7)فتاویٰ القدوۃ لکشف دفین الندوۃ،(8)ندوہ کا تیجہ رودادِ سوم کا نتیجہ، (9)ہدایت نوری بجواب اطلاعِ ضروری، (10)اظہارِ روداد،(11) کوائف اخراجات (12)باقیات حسن(آپ کے بکھرے ہوئے شہ پاروں کا

مجموعہ)۔

یوں ہی نظم کے میدان میں آپ نے پانچ لاجواب مجموعے پیش فرمائے ہیں:(1) ذوقِ نعت،(2)وسائل بخشش،(3)صمصامِ حسن،(4) قندپارسی،(5) ثمر فصاحت۔

آپ کا ایک بڑا کارنامہ دار العلوم منظر اسلام کا اہتمام، انتظام و انصرام ہے۔22/ رمضان المبارک1326ھ مطابق1908 کو50 سال6ماہ کی عمر میں وصال ہوا۔

استاذِ زمن اور تحفظ ختم نبوت: آپ کی مستقل کوئی تحریر یا تصنیف قادیانی کی تکفیر پر نہیں مل سکی۔ البتہ آپ نے رجب 1323ھ مطابق یکم ستمبر 1905ء کو ایک ماہانہ رسالہ جاری کیا جس کا نام علامہ حسن نے ''قہر الدیان علی مرتد بقادیان'' تجویز کیا جو منکر ختم نبوت قادیانی کی تکفیر پر روشن دلیل ہے۔

اشعار بر ختم نبوت: آپ نے ختم نبوت پر اشعار بھی لکھے ہیں۔ چند اشعار درج ذیل ہیں:

تمام ہو گئی میلادِ انبیا کی خوشی
ہمیشہ اب تیری باری ہے بارہویں تاریخ

اے نظم رسالت کے چمکتے ہوئے مقطع
تو نے ہی اسے مطلع انوار بنایا

تھی جو اس ذات سے تکمیل فرامیں منظور
رکھی خاتم کے لیے مُہر نبوت محفوظ

حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان اور تحفظ ختم نبوت

امام اہل سنت کے خلفِ اکبر حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی علمی جلالت کا یہ عالم تھا کہ آپ کو علماء و عوام نائب امام احمد رضا کہا کرتے تھے۔ آپ نے بھی امام اہل سنت کی جانشینی کا مکمل حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ جس جس جہت سے امام اہل سنت نے دین کی خدمت کی آپ نے بھی ان کے نقشِ قدم کی پیروی کی۔ امام اہل سنت نے ایک اہم دینی خدمت رد فرق باطلہ انجام دی تو آپ کے خلف اکبر نے بھی باطل فرقوں کی تردید کا کام کیا۔ ان میں سے منکر ختم نبوت کی تبکیت و تردید بھی ہے۔ ذیل میں اسی حوالے سے کچھ باتیں تحریر کی جارہی ہیں لیکن خدمات کے ساتھ شخصیات کا بھی مختصر تعارف ہو جانا مناسب ہے اس لیے پہلے شخصیت کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

ولادت باسعادت: حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد حامد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادتِ باسعادت مرکز اہل سنت بریلی شریف میں ماہ ربیع الاول شریف 1292 / ہجری 1875 / عیسوی میں ہوئی۔ عقیقہ میں حضور حجۃ الاسلام کا نام حسبِ دستورِ خاندانی محمد رکھا گیا۔ آپ کا عرفی نام حامد رضا اور آپ کا خطاب حجۃ الاسلام ہے۔

تعلیم و تربیت: حضور حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت آغوشِ والد ماجد امام اہل سنّت مجدد

دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ میں ہوئی۔ والد ماجد آپ سے بڑی محبت فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ ،، حامد منی وانا من حامد ،، حضور حجتہ الاسلام نے جملہ علوم و فنون اپنے والدِ ماجد سے حاصل کیے- یہاں تک کہ حدیث، تفسیر، فقہ وکتب، معقول و منقول کو پڑھ کر صرف 19 / سال کی عمر شریف میں فارغ التحصیل ہوگئے۔

بیعت و خلافت: آپ کے مرشد گرامی حضرت نور العارفین مولانا سید ابو الحسین نوری (م 1324ھ/1906ء) اور مرشد ہی کے حکم سے آپ کے والد نام دار امام احمد رضا قادری برکاتی نے آپ کو تمام سلاسل عالیہ اور تمام علوم عقلیہ و نقلیہ اور اوراد و اشغال میں ماذون فرمایا۔طریقت و معرفت کے تیرہ سلاسل میں آپ کو اجازت و خلافت حاصل ہوئی۔

درس و تدریس: افتا کی مصروفیت کے ساتھ ساتھ ” منظر اسلام “ بریلی شریف میں تدریس کا فریضہ بھی انجام دیا کرتے اور تدریس و تفہیم کتب کا عالم یہ ہوتا کہ ”منظر اسلام میں نہ صرف حدیث بلکہ معقول و منقول کے اعلیٰ درجات کی کتابیں بھی آپ نے ایسی پڑھائیں کہ شاید و باید ہر درجہ میں پڑھنے والوں کا ہجوم رہا“۔

تصنیف و تالیف: حضور حجتہ الاسلام قدس سرہ العزیز صاحبِ تصنیف بزرگ تھے، آپ کی علمی جلالت کا صحیح پتہ اور علم تو آپ کی تصانیف سے زیادہ ممکن ہے- ذیل میں آپ کی چند قلمی یادگار کی نشاندہی کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں:

(1) مجموعہ فتاویٰ (یہی فتاویٰ حامدیہ کے نام سے شائع ہوا) (2) الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی (3) نعتیہ دیوان (یہی دیوان ”بیاض پاک“ کے نام سے شائع ہوا) (4) تمہید و ترجمہ الدولۃ المکیہ (5) الاجازات المتینہ لعلماء بمکۃ والمدینہ (6) تمہید کفل الفقیہ الفاہم (7) خطبہ الوظیفۃ الکریمہ (8) سد الفرار (9) سلامۃ اللہ لاہل السنۃ من سبیل الفساد و الفتنۃ (10) حاشیہ ملا جلال (11) کنز المصلی پر حاشیہ (12) اجلیٰ انوار رضا (13) آثار المبتدعین لہدم حبل اللہ المتین (14) وقایہ اہل سنت

وصال: حضرت حجتہ الاسلام کی علالت کا آغاز 1357ھ/1939ء سے ہی ہو گیا تھا، لیکن اس عالم میں بھی آپ نے متعدد تبلیغی اسفار کیے، جن میں جودھ پور اور بنارس کے اسفار خاص ہیں۔ آپ اپنے وصال سے ایک سال قبل ہی اپنی رحلت کے حالات و کوائف بیان فرمانے لگے تھے، آپ اپنے وصال کی کیفیت بیان کرتے اور فرمایا کرتے تھے: زبان سرکار صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم پر درودوسلام اور ذکر میں مشغول ہو کر، روح قرب وصال سے چھلکتے ہوئے کیف و سرور کے جام سے محظوظ ہوگی۔ آپ کا وصال مبارک 17/ جمادی الاولی 1362ھ مطابق 23/ مئی 1943ء دوران نماز عشاء حالت تشہد میں ہوا، نماز جنازہ تلمیذ رشید حضرت محدث پاکستان علامہ سردار احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی

،لاکھوں کی تعداد میں عاشقان حجۃ الاسلام شریک جنازہ تھے۔

حضور حجۃ الاسلام اور تحفظ ختم نبوت: آپ نے منکر ختم نبوت و مدعی نبوت قادیانی اور قادیانیوں کے رد میں رسالہ ”الصارم الربانی علی اسراف القادیانی“تحریر فرمایا۔ اور اسی رسالہ میں آپ نے قادیانی اور قادیانیوں کو ضال مضل اور بد دین فرمایا۔ آپ لکھتے ہیں:

” بالجملہ یہ مسئلہ قطعیہ یقینیہ عقائد اہل سنت و جماعت سے ہے، جس طرح اس کا راساً منکر گمراہ بالیقین، یونہی اس کا بدلنے والا اور نزول عیسی بن مریم رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کو کسی زید و عمرد کے خروج ڈھالنے والا بھی ضال مضل، بددین کہ ارشادات حضور سید عالم کی دونوں نے تکذیب کی“

اشعار کے ذریعہ تحفظ ختم نبوت: حضور حجۃ الاسلام نے بھی نثر کے ساتھ ساتھ نظر میں بھی نبی کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے آخری نبی ہونے کے ذکر کے ذریعہ تحفظ ختم نبوت کی کوشش فرمائی۔ چند اشعار درج ذیل ہیں:

مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان اور تحفظ ختم نبوت

اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں بہت سے علمائے کرام ہوئے، جنھوں نے دین کی خاطر اپنی پوری زندگی وقف کر دی ۔ انہی علمائے کرام سے اعلی حضرت کے شہزادہ حضور مفتی اعظم ہند مفتی مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جنھوں نے دین اسلام کی حمایت، حفاظت و صیانت میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ جب جیسا موقع آیا آپ نے خدمت دین کے لیے اس راستہ کو اپنایا۔ کبھی میدان دعوت و تبلیغ کے لیے پورے ہندوستان کا دورہ کیا، کبھی تصنیف و تالیف کے ذریعہ خدمت دین کی، کبھی تقریر و خطابت سے اسلامی تعلیمات کو عام کیا۔ یہاں حضور مفتی اعظم ہند کے مختصر حالات اور تحفظ ختم نبوت کے تعلق سے ان کی خدمات پر روشنی ڈالنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

ولادت اور اسم گرامی: حضور مفتی اعظم قدس سرہ 22 ذی الحجہ 1310ھ بمطابق 17 جولائی 1893 بروز جمعہ بوقت صبح صادق دنیا میں تشریف لائے ۔ حضرت شاہ ابو الحسین احمد نوری رحمۃُ اللہ علیہ نے ”ابو البرکات محی الدین جیلانی“ نام تجویز فرمایا، عقیقہ نامِ محمد پر ہوا جب کہ عرفی نام مصطفیٰ رضا خان رکھا گیا۔ مفتیِ اعظم ہند آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ہے۔

بیعت و خلافت: 25/ جماد الثانی 1311 ہجری چھ ماہ تین دن کی عمر شریف میں حضرت ابو الحسین نوری رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے انگشت شہادت آل الرحمن محمد ابو برکات محی الدین جیلانی کے دہن میں مبارک میں ڈالی مفتی اعظم شیر مادر کی طرح چوسنے لگے۔ نوری میاں نے انھیں داخل کا سلسلہ فرمایا اور تمام سلاسل کی اجازت و خلافت سے سر فراز فرمایا۔

تعلیم و تربیت: حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے قران کریم اعلی حضرت سے بھی پڑھا، منجھلے اور چھوٹے چاچا کے علاوہ حامد رضا خان سے بھی پڑھا۔ اس کے بعد عربی اور فارسی انہی حضرات سے پڑھا۔ جب مدرسہ اہل سنت قائم ہوا تو وہاں کے اساتذہ سے بھی پڑھا، مولانا بشیر احمد علی گڑھ سے بھی پڑھا، مولانا ظہور الحسین فاروقی سے بھی پڑھا، جب مولانا رحم الہی مظفر نگر مدرس دوم ہو کر آئے تو ان سے خاص طور پر پڑھا۔ یہ میرے خاص اساتذہ تھے۔ جب متوسطات پڑھ چکا تو زیادہ تر اعلی حضرت کی خدمت میں حضوری حاصل رہتی جس سے مجھے فوائد کثیرہ حاصل ہوئے۔

تصنیفی خدمات: حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے تمام قلمی جواہر پارے آپ کی علمیت و صلاحیت اور فقہی بصیرت وزرف نگاہی کے منہ بولتے شاہ کار ہیں۔ آپ نے اپنی مصروفیات و مشاغل کے باوجود مختلف موضوعات پر تصنیف و تالیف کا ایک بہت بڑا ذخیرہ چھوڑا ہے۔ اللہ رب العزت نے آپ کے ہاتھ میں ایسی روانی عطا فرمائی تھی کہ کتاب و سنت کے خلاف اگر کسی بھی طرف سے کسی بھی طرح کی کوئی آواز اٹھتی تو بے تابانہ تعاقب فرماتے اور بلا خوفِ ظالم و لائم احقاقِ حق و ابطالِ باطل فرماتے اپ کی تصنیفات و تعلیقات میں سے چند کے نام پیش خدمت ہے:

(1) فتاویٰ مصطفویہ، تاریخی نام المکرمۃ النبویۃ فی الفتاوٰی المصطفویۃ (1329ھ) (2) وقعات السنان فی حلق المسماۃ بسطِ البنان (1330ھ)(3) ادخال السنان الی حَنکِ الحلَقی بسط البنان (1332ھ) (4) الموت الاحمر علی کل الجنس الاکفر (1337ھ) (5) طرق الھدی والارشاد الی احکام الامارۃ والجہاد (1341ھ) (6) تنویر الحجہ بالتواء الحجہ (7) طرد الشیطان (عمدۃ البیان) (8) الحجۃ الباہرہ (9) القول العجیب فی جواز التثویب (1339ھ) (10) مسائل سماع وغیرہ۔

درس و تدریس: مفتیِ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے 1328ھ میں جامعہ رضویہ منظرِ اسلام میں طلبہ کو دینی تعلیم دینے کا سلسلہ شروع کیا پھر مظہر اسلام میں تدریس کا فریضہ انجام دیا لیکن دارُ الافتاء اور فتویٰ نویسی کی مصروفیات زیادہ ہونے کی وجہ سے مخصوص طلبہ کو ہی پڑھاتے تھے۔

تاریخ وصال، جنازہ اورو عمر شریف: امام احمد رضا کی آنکھوں کا تارا ہم سینوں کا سہارا 91/سال 21 دن کی عمر شریف میں مختصر علالت کے بعد 14/ محرم الحرام رات ایک بج کر 40 منٹ پر کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ، نماز جمعہ کے بعد اسلامیہ گراؤنڈ کے وسیع میدان میں تین بج کر 15 منٹ پر پڑھائی گئی اور تقریبا چھ بجے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے بائیں جانب مدفون ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں لاکھوں

لوگ شریک ہوئے۔

تحفظ ختم نبوت اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ: حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے تحفظ عقائد میں جو خدمات پیش کی ہیں وہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

الرمح الدیانی علی راس وسواس الشیطانی: آپ علیہ الرحمہ نے 1331ھ میں ایک کتاب "الرمح الدیانی علی راس وسواس الشیطانی" لکھی۔ اس میں حضور مفتی اعظم ہند نے علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر گفتگو کی ہے اور منکرین کا رد بلیغ فرمایا ہے لیکن ساتھ ہی جگہ بہ جگہ منکر ختم نبوت و مدعی نبوت قادیانی کا بھی رد کیا ہے اور یہ بحثیں حسام الحرمین کو پیش نظر رکھ کر کی گئی ہیں۔ اس لیے یہ کہنا بجا ہے کہ یہ رسالہ حسام الحرمین کا نچوڑ ہے۔

تصحیح یقین بر ختم نبیین: یہ کتاب حضور مفتی اعظم ہند نے منکر ختم نبوت مرزا قادیانی کے رد میں عام فہم اور جامع انداز میں تحریر فرمایا ہے۔ اس میں آپ نے قرآن و حدیث سے لفظ خاتم النبیین کا معنیٰ و مفہوم واضح فرمایا ہے اور معترضین کے اعتراضات کا مسکت جواب بھی دیا ہے۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

پہلے اس کی تمہید اٹھاؤ یعنی ختم نبوت کا انکار اور قرآن عظیم میں جو خاتم النبیین صاف فرمایا گیا ہے اس کی تاویلیں کرو۔ سب میں پہلے اس کی کوشش اسماعیل دہلوی نے کی کہ کہا: خدا تو قادر ہے کہ ایک آن میں محمد جیسے کروڑوں پیدا کر ڈالے مگر اسے ادعائے نبوت کا وقت نہ ملا۔ پھر اس کی اس ناپاک کوشش سے قاسم نانوتوی نے فائدہ اٹھانا چاہا اور تحذیر الناس اسی بارے میں تصنیف کی مگر وقت کی بات کہ وہ بھی اس کا وقت نہ پاسکا اور قبل اس کے کہ وہ دعوی نبوت کرے دنیا سے اُٹھ گیا۔ پھر ان دونوں کے کیے سے قادیانی نے فائدہ اٹھایا اور بڑے شد و مد سے دعوی نبوت و مسیحیت کیا اور ایک قادیانی ہی کیا اکثر کو ان بے ہودہ کوششوں سے اپنے ناپاک مقصد میں مدد ملی، گھر گھر نبوت کے دعوے ہونے لگے۔ مسموع ہوا کہ اب بھی کوئی احمد ا، نامی مدعی نبوت ہے، آج ہمدم 28/ اکتوبر ہمارے امنے ہے، اس کے مراسلات میں ایک حیدر آبادی صاحب نے ایک اور مجہول منکر ختم نبوت کا بے سر و پا مضمون شائع کیا ہے اور اس کے رد کی استدعا کی ہے، اول ہم تحقیق مسئلہ کریں پھر مجہول صاحب کے جنون کا علاج۔

حاشیہ الاستمداد: اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک منظوم کتاب "الاستمداد علی اجیال الارتداد" لکھی جس میں پہلے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ نعت پیش کیا ہے اور پھر اٹھنے والے تمام فتنوں کے بارے میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے استمداد کیا گیا ہے۔ مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر حاشیہ "کشف ضلال دیوبند" کے نام سے لکھا۔ اس میں امام اہل سنت کے ایک شعر میں فرماتے ہیں:

اسرا رویت ختم نبوت سب کو
عدم میں لاتے یہ ہیں

اس پر حاشیہ لکھتے ہوئے حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو لاکھوں فضائل عالیہ خاصہ عطا فرمائے کہ کسی نبی اور رسول نے نہ پائے، ازاں جملہ فوق سماوات معراج ہونا، اس زندگی میں دیدار الٰہی نہ ہوا، خاتم النبیین ہونا۔ ظاہر ہے کہ یہ فضائل فقط رسول کہنے میں نہیں آسکتے۔ ورنہ رسول تو سب ہے سبھی میں ہوتے جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے نئی شریعت دے کر بھیجا۔ اگر صرف رسولوں کو یہ شرف ملتا تو سارے کے سارے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو اللہ تبارک و تعالی کا دیدار ہوا ہوتا۔

لیکن امام ابو الوہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو جتنی خوبیاں جتنے کمال ہیں، سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں۔ صاف کہہ دیا کہ حضور میں کوئی خوبی کوئی کمال ایسا نہیں جو سب رسولوں میں نہ ہو، یہ معراج جو دیدار و ختم نبوت، شفاعت کبری و افضیلت مطلقہ وغیرہا تمام خصائص حضور سے صریح انکار کیا، یہ کھلا کفر ہے۔

سامان بخشش اور تحفظ ختم نبوت: حضور مفتی اعظم ہند نے بذریعہ اشعار بھی تحفظ ختم نبوت کا فریضہ انجام دیا۔ آپ کے نعتیہ مجموعہ سے چند مثالیں دیکھیے:

تمہیں سے فتح فرمائی تم ہی پر ختم فرمائی
رسل کی ابتدا تم ہو، نبی کی انتہا تم
تمہارے بعد پیدا ہو نبی کوئی نہیں ممکن
نبوت ختم ہے تم پر کہ ختم الانبیاء تم ہو
تم ہو فتح باب نبوت تم سے ختم دور رسالت
ان کی پچھلی فضیلت والے صلی اللہ تعالی علیہ
والہ وسلم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم

حکیم الاسلام علامہ حسنین رضا خان اور تحفظ ختم نبوت

تاریخِ ولادت: حضرت مولانا حسنین رضا خان رحمۃ اللہ علیہ 1310ھ / 2189ء کو بریلی شریف میں استاذ زمن علامہ حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے بھتیجے، داماد اور خلیفہ تھے۔

تحصیلِ علم: حضرت مولانا حسنین رضا خان رحمۃ اللہ علیہ حضور مفتی اعظم ہند شاہ محمد مصطفے رضا خان سے صرف چھ ماہ بڑے تھے اور علوم دینیہ کی تحصیل میں دونوں عم زاد ہم سبق رہے ہیں۔ رسم بسم اللہ خوانی کے بعد گھر ہی میں حصولِ تعلیم میں مصروف و مشغول ہوئے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث

بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزند اصغر مفتی اعظم کو پڑھانے کے ساتھ مولانا حضرت حسنین رضا کو بھی پڑھانا شروع کر دیا، اور جب دونوں کی عمریں بارہ برس ہو گئیں، تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے 1322ھ / 1904ء میں دارالعلوم منظر اسلام قائم فرمایا، تو اس دارالعلوم میں ان دونوں کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تین تلامذہ ملک العلماء حضرت علامہ ظفرالدین بہاری اور مولانا عبد الرشید عظیم آبادی اور مولانا نواب مرزا، پانچوں تلامذہ سے دارالعلوم منظر اسلام کا آغاز ہوا۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام کے طلباء کی استعداد و قابلیت علیٰ وجہ البصیرت نہایت ارفع و اعلیٰ ہوا کرتی تھیں۔ خانوادۂ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دو طالب علم حضرت مفتیِ اعظم ہند جب کہ دوسرے شہزادے مولانا حسنین رضا خان رحمۃ اللہ علیہ۔ ان دونوں کے امتحان کے حوالے سے ممتحن کی رائے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ عید الاسلام علامہ عبد السلام جبل پوری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

”طلباء نے امتحان بہت عمدہ و اعلیٰ درجہ کا دیا، کل نظم و نسق مدرسہ اور طرز تعلیم و طریقۂ درس و تدریس نہایت فائق و شائستہ ہے۔ اور مدرسین طلباء ہر طرح پر قابل آفرین و تحسین ہیں۔ فارسی کتب درسیہ اور ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح جامی، ایسا غوجی، شرح تہذیب، قطبی، ملا حسن، حمد اللہ، شرح وقایہ، ہدایہ، نور الانوار، شفاء شریف وغیرہا کتب زیر درس میں جو مقام طلباء کے سامنے امتحاناً پیش کیے گئے۔ عبارتیں صحیح پڑھ کر مقاصد کتاب و مطالب عبارات کو بعض طلباء نے معاً بعض نے تاملاً معقول طور پر اچھی طرح بیان کیا خصوصاً میاں مولوی مصطفیٰ رضا خاں اور میاں مولوی حسنین رضا خاں نے جس عمدگی اور خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ نہایت بلند مرتبہ کا شاید و باید محققانہ امتحان دیا۔ حق تو یہ ہے کہ وہ انھیں کا حصہ تھا۔ بارك الله في علمهما وفهمهما۔ اتنی قلیل مدت میں اس مدرسہ کا ایسا نمایاں عالی مفاد اور طلباء کا کافی استعداد آپ ہی اپنا نظیر اور روشن دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر و برکت اور روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔“

حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب نے معقولات کی چند کتب، مناظر اہل سنت حضرت علامہ ہدایت رسول صاحب رام پوری سے بھی رام پور جا کر پڑھیں۔ نیز قطب الارشاد حضرت علامہ مفتی ارشاد حسین رام پوری کے درس میں بھی شریک ہو کر مستفاد ہوئے۔

اجازت و خلافت: آپ سلسلہ عالیہ قادریہ میں شیخ المسلمین حضرت شاہ سید ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہ سے بیعت تھے۔ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے

چاروں سلاسل طریقت اور احادیث مبارکہ کی اجازت سے نوازا تھا۔

درس و تدریس: فارغ التحصیل ہونے کے بعد مولانا حسنین رضا خاں اپنے مادر علمی دار العلوم منظر اسلام میں مسند درس و تدریس کو زینت بخشی۔ اور تقریباً دس سال تک طالبان علوم دینیہ کو فیضیاب فرماتے رہے۔ آپ سے اکتساب علم کرنے والوں میں اپنے دور کے نامور علماء مشائخ اور مناظر ہیں۔

صحافتی خدمات اور ماہ نامہ الرضا کا اجراء: حضرت مولانا حسنین رضا رحمۃ اللہ علیہ نے درس و تدریس کے زمانہ ہی میں صحافتی خدمات بھی انجام دیں۔ چناں چہ اسی دوران آپ نے ماہنامہ الرضا بریلی کا اجرا کیا۔ یہ ماہوار جریدہ بہت معروف ہوا۔ امام احمد رضا قدس سرہ کی حیات میں اس کے متعدد شمارے شائع ہوئے۔ جغرافیائے ہند کے بلا دوا مصار میں بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا تھا۔ در حقیقت اس زمانے میں اس کی سخت ضرورت بھی تھی۔ لیکن تدریسی خدمات کی وجہ سے ماہنامہ الرضا کے لئے جتنے وقت کی ضرورت ہوتی تھی۔ آپ اس کو نہیں دے پاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ماہ نامہ کو وقت پر آنے میں تاخیر ہو جاتی تھی۔ ماہنامہ الرضا کی اشاعت کی خاطر آپ نے دار العلوم کی تدریسی خدمات سے اپنے آپ کو مستعفی کر لیا۔ اور وقت اب صرف ماہنامہ الرضا وحسنی پریس اور دیگر اشاعت کتب میں صرف کرنے کا عزم مصمم کر لیا۔ اور پھر پوری توجہ اس میں لگا دی۔

تصانیف: آپ کی یادگار قلمی کاوشیں درج ذیل ہیں: (1) دشت کربلا (2) نظام شریعت (3) اسباب زوال (4) سیرت اعلیٰ حضرت (5) وصایا شریف (6) غیر مطبوعہ نعتیہ دیوان

تحفظ ختم نبوت میں آپ کا کردار:

آپ نے عقیدہ ختم نبوت کی تفہیم اور منکر ختم نبوت کی تکفیر پر مشتمل کتاب کے ترجمہ نگاری اور فتنہ قادیانیت کی بیخ کنی کی تحریک میں علمائے اہل سنت کے ساتھ کارنامہ انجام دیا۔

تحریک رد قادیانیت میں شرکت: تحریک کے متعلق علامہ حسنین رضا حیات و خدمات میں ہے:

تحریک وہابیت کی نوزائیدہ فتنے مثلاً دیوبندیت، نیچریت، قادیانیت، غیر مقلدیت وغیرہ اٹھنے والے فتنوں کے سدباب کے لیے شہزادگان امام احمد رضا بریلوی حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان، مفتی اعظم مولانا مصطفی رضا خان دیگر علمائے کرام کے ہمراہ فاضل بریلوی کا دست راست بن کر کام کرتے رہے۔

منکر ختم نبوت کی تکفیر پر مشتمل کتاب کا ترجمہ:

آپ باطل فرقوں کے صندوق میں آخری کیل کی حیثیت رکھنے والی علمائے حرمین کی تقاریظ پر مشتمل کتاب "حسام الحرمین" کا اردو ترجمہ کیا۔ جس سے پہلے عربی داں ہی مستفید ہوتے تھے لیکن آپ نے اردو میں ترجمہ کر کے اس کتاب اور اس میں بیان کردہ عقائد حقہ سے اردو داں طبقہ کے استفادہ

کا سامان بھی فراہم کر دیا۔

مفتی تقدس علی خان اور تحفظ ختم نبوت

جس طرح ایک جسم کو باقی رکھنے کے لیے روح کا ہونا ضروری ہے عین اسی طرح ایک مومن کو اپنے ایمان پر قائم رہنے کے لیے اعتقاد ختم نبوت کا رکھنا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے، کیوں کہ عقیدہ ختم نبوت یہ ایمان تک پہنچنے کی سیڑھی ہے اور کوئی شخص اس سیڑھی کو ترک کر کے ایمان تک پہنچنے کا دعوی کرے تو اس کا یہ دعوی باطل و مردود اور جہنم میں لے جانے کا سامان ہے۔ مختلف زمانوں میں فتنہ کاروں نے جھوٹے مدعیانِ نبوت، نبوت کا دعوی کرتا رہا اور علماے حق اہل سنت جم کر ان کی مذمت کرتے رہیں اور ان کے فتنہ بھرے سر کو خاک میں ملاتے رہے اور ان کو مختلف دلائل کی روشنی میں ان کا کافر و مرتد اور بدترین و جھوٹا ہونا ثابت کیا۔

انہی میں سے ایک عظیم شخصیت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ ہیں جن کا اس میں ایک اہم اور کلیدی کردار رہا اور ان کے خاندان میں ایک سے بڑھ کر ایک علامہ تشریف لائے جو تحفظ ختم نبوت کے لیے ہر طرح سے میدان میں آکر ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کی سر کوبی کی، خواہ تحریری طور پر ہو یا تقریری طور پر، درسی ہو یا تدریسی، نظمی ہو یا نثری طور پر ہر انداز میں حفاظت کیا۔ ذیل میں ان میں سے صرف ایک شخصیت کے تحفظ ختم نبوت پر کی ہوئی کوشش کا تذکرہ کرتے ہیں جن کا اسم مبارک مفتی تقدس علی خان ہیں۔

ولادت: مفتی تقدس علی خان صاحب کی ولادت رجب المرجب 1325ھ / اگست 1907ء کو آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ محلہ سوداگران بریلی شریف (یوپی، ہند) میں ہوئی، شہنشاہِ سخن حضرت مولانا حسن رضا خان صاحب نے آپ کا تاریخی نام "تقدس علی خان" رکھا۔ آپ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔

تعلیم و تربیت: آپ نے پانچ سال کی عمر میں 1330ھ / 1912ء کو ناظرہ قرآن مکمل کیا۔ ابتدائی کتب درسِ نظامی دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے مدرس حضرت مولانا محمد خلیل الرحمٰن بہاری سے پڑھیں۔ درسِ نظامی کی متوسط کتب صاحب زادۂ شہنشاہِ سخن اور داماد و خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ حسنین رضا خان اور مولانا عبد المنان خان شہباز گڑھی سے پڑھیں۔ شرح جامی کا خطبہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب سے پڑھنے کی سعادت پائی۔ خود مفتی تقدس علی خان صاحب فرماتے ہیں:

"میری عمر 12 یا 13 سال کی تھی، جب میں نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے شرح جامی کا درس لیا۔"

آپ کے منتہی کتب کے اساتذہ صدر المدرسین علامہ ظہور الحسین رامپوری اور ان کے وصال کے بعد ان کے صاحب زادے علامہ نور الحسین رامپوری رہے۔ مفتی تقدس علی خان صاحب نے دورۂ حدیث حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان سے کیا

،انھیں سے ردالمحتار کا مقدمہ پڑھا اور فتاویٰ نویسی کی مشق بھی کرتے رہے۔ آپ کی صلاحیت، اطاعت ،حجۃ الاسلام سے محبت اور حجۃ الاسلام کی شفقت و کرم نوازی کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ زمانہ طالب علمی میں ہی آپ حجۃ الاسلام کے نائب مشہور ہوگئے۔ آپ سفر و حضر میں حجۃ الاسلام کے رفیق وخادم اور اعزا میں سب سے قریب تھے۔ 1345ھ /1927ء کو تقریباً بیس سال کی عمر میں آپ نے دارالعلوم منظر اسلام بریلی سے درسِ نظامی سے فارغ التحصیل ہو کر سندِ فراغت حاصل کی۔

بیعت و خلافت: مفتی تقدس علی خان سات سال کی عمر میں 1332ھ /1914ء کو اعلیٰ حضرت سے سلسلہ قادریہ رضویہ میں بیعت ہوئے، چناں چہ آپ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

مجھے اعلیٰ حضرت قبلہ سے 1332ھ میں ارادت حاصل ہوئی۔ ان کا دستخط شدہ شجرہ میرے پاس محفوظ ہے۔ بعد میں شرح جامی کا خطبہ پڑھ کر شرفِ تلمذ بھی حاصل کیا۔ نیز مفتیِ اعظم ہند مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان نے بھی آپ کو خلافت سے نوازا، اسی محبت و عقیدت کی بناء پر مفتی تقدس علی رضوی صاحب نے مکاشفۃ القلوب مترجم کا انتساب مفتیِ اعظم کے نام کیا۔

مفتی صاحب کی تصنیفی خدمات: مفتی تقدس علی خان صاحب کی زیادہ توجہ درس و تدریس کی جانب تھی اس کے باوجود آپ نے تصوف کی اہم کتاب مکاشفۃ القلوب کا بامحاورہ اور سہل ترجمہ کیا، جسے دیگر کئی مطابع نے بھی اسے شائع کیا ہے لیکن دعوتِ اسلامی کے ادارۂ تصنیف و تالیف المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) کراچی نے تخریج اور حواشی کے ساتھ جمادی الاخریٰ 1436ھ / اپریل 2015ء کو خوبصورت انداز، بہترین کاغذ اور اعلیٰ میعار کی پرنٹنگ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی بعض تصانیف ہندوستان میں رہ گئیں یا ضائع ہو گئیں۔

تدریسی خدمات: فراغت کے بعد آپ نے دارالعلوم منظر اسلام میں تدریس کا آغاز کیا جب کہ نائب مہتمم کے عہدے پر تو آپ زمانہ طالبِ علمی میں ہی فائز ہو گئے تھے۔ تقریباً پچیس سال پر محیط یہ دورِ تدریس و نظامت غالباً محرم الحرام 1371ھ / اکتوبر 1951ء کو فیملی سمیت آپ کے پاکستان ہجرت فرمانے پر اختتام پذیر ہوا۔ بعد ہجرت کراچی میں کچھ قیام کیا اس کے بعد مفتی تقدس علی خان صاحب نے تخمیناً ربیع الاخر 1371ھ / جنوری 1952ء کو اپنی فیملی کے ساتھ پیر جو گوٹھ کا سفر کیا اور وہاں مقیم ہوگئے۔ یہاں آپ نے مدرسہ قادریہ قائم فرمایا اور خدمت تدریس سے لوگوں کو بہرہ ور کرنے لگے اور جب 10 شعبان 1371ھ / 5 مئی 1952ء کو درگاہ قادریہ راشدیہ پیر جو گوٹھ میں جامعہ راشدیہ کا افتتاح ہوا تو مدرسہ قادریہ کو جامعہ راشدیہ میں منتقل کر دیا جہاں آپ نے 37 سال تدریس کے فرائض سرانجام دیے اور ایک عالَم کو علم دین سے سیراب فرمایا۔

وطنی خدمات: مفتی تقدس علی خان صاحب 1390ھ/1960ء میں ہونے والے بنیادی جمہوریت کے انتخابات میں کامیاب ہوئے اور چھ سال تک یونین کمیٹی کے چیئرمین رہ کر قوم و وطن کی خدمت کی۔

وفات و مدفن: 3/رجب 1408ھ / 22 فروری 1988ء کو آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی اس لیے بغرض علاج کراچی تشریف لے آئے، اپنی ہمشیرہ کے گھر نرسری میں قیام فرمایا، حاجی شفیع محمد حامدی، حاجی حنیف اللہ والا اور حاجی عبد الغفار پردیسی صاحب آپ کو سول ہسپتال لے گئے، آپ کو اسٹریچر پر لٹا کر دل وارڈ میں منتقل کر دیا گیا، آپ نے چوتھے کلمے کا ورد شروع کر دیا اور قریب موجود احباب کو بھی پڑھنے کا فرمایا، مسلسل یہ ورد جاری رہا ،پھر آپ کی سانس اکھڑنے لگی، دوپہر پونے بارہ بجے آپ کو آبِ زم زم اور کھجور دی گئی، بارہ بجے آپ کے خادم و شاگرد حافظ امتیاز صاحب نے سورۂ یسین کی تلاوت شروع کی، 12 بج کر 10 منٹ پر جیسے ہی سورہ یسین شریف مکمل ہوئی آپ کا وصال ہو گیا۔ صبح دس بجے استاذ العلما مفتی محمد رحیم کھوسہ سکندری صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ تدفین پیر جو گوٹھ قبرستان میں اپنے والد، بیٹے اور بیٹیوں کی قبور سے متصل کی گئی، ہر سال 3 رجب کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔

تحفظ ختم نبوت اور آپ کا کردار و عمل:

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہی ایسے بدبخت سامنے آیا تھا جس نے خود کو نبی ہونے کا دعوی کیا تو نبی علیہ السلام نے قتل کا حکم دیا۔ دعویٰ نبوت کا یہ سلسلہ دراز ہوا اور سن 19ویں صدی کے اخری سالوں میں قادیان ضلع گوردہ سپور ہند کے رہنے والے کذاب مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی ہونے کا اعلان کیا اپنی نبوت ثابت کرنے کے لیے خاتم النبیین کے معنی و تشریح اپنی مرضی کے مطابق کیے اور نبی ہونے کا دعوے کیے اور اسی کے پھیلائے ہوئے غلاظت پاکستان میں بڑی تیزی سے پھیلنا شروع ہوا جس کی سرکوبی کے لیے وقتا فوقتا علماے اہل سنت وجماعت کوشاں رہے۔ علامہ تقدس علی خان نے بھی منکر ختم نبوت کی بیخ کنی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

فتویٰ تکفیر منکر ختم نبوت کی تصدیق: بعض شیاطین دیوبندیہ جب حسام الحرمین شریف کا کوئی جواب نہیں لا سکے تو یوں مکر و فریب کر کے عوام کو دھوکے دیے کہ حرمین شریفین کے علماء اردو زبان سے ناواقف تھے ان کے سامنے دیوبندی مولویوں کی عبارتوں کے غلط ترجمے عربی میں پیش کیے گئے۔ مزید کہتے ہیں کہ انھوں نے ہماری اصل اردو زبان نہیں سمجھی اور کفر کے فتوے دے

دیے۔ حالاں کہ یہ بالکل جھوٹ اور غلط بات ہے کوئی دیوبندی قیامت تک نہیں بتا سکتا کہ عربی ترجمہ میں کون سا لفظ غلط ہے۔

اُنھیں کی رد میں کثیر علماے اہل سنت و جماعت نے متفق اللفظ و یک زبان ہو کر کتاب مستطاب ”حسام الحرمین شریف“ کی تصدیق و توثیق و تصحیح اور طوائف قادیانیہ وہ دیوبندیہ وہابیہ وہ قاسمیہ وہ گنگوہیہ و تھانویہ و انبیٹھیہ کی تذلیل و تکفیر و تفضیح و تقبیح فرمائی ہے۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام اہل سنت وجماعت بریلی شریف کے علماء نے بھی فتویٰ جاری فرمایا جس میں پہلا رد مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام کے جاری کیے ہوئے فتوے کی عبارت کچھ اس طرح ہے:

کتاب لاجواب حسام الحرمین الشریفین کے سب احکام بے شک حق و صواب ہیں، بے شبہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے کثیر کفریات واضحہ قبیحہ کے سبب کافر ہے اور یقیناً ایسا کہ اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں ادنیٰ شک، ذرا تامل، کچھ تردد تھوڑا سا شبہ کرنے والا بھی اس کی طرح کافر کہ جس طرح ایمان کو ایمان جاننا لازم ہے۔ یوں ہی کفر کو کفر ماننا۔ جو کفر کو کفر نہ جانے گا وہ ایمان کی قدر کیا جانے گا۔ قادیانی اس لیے کافر ہے کہ اس نے ختم نبوت کا انکار کیا اور انکار ختم نبوت، قرآن کا انکار ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آدمی کچھ کافر ہو کچھ مسلمان۔ اگر سارے قرآن پر دعوی ایمان رکھتا ہو اور ایک کلمہ کی قرآنیت سے منکر ہو۔ وہ سب کا منکر اور کھلا کافر ہے۔

اس فتویٰ کی تصدیق علامہ تقدس علی خان نے ان الفاظ میں تصدیق فرمائی: لقد اجاب المجیب و افادہ

تحریک ختم نبوت میں شرکت: مفتی تقدس علی خان نے تحفظ ختم نبوت کے لیے ہجرت پاکستان کے بعد ”تحریک ختم نبوت“ میں شریک رہے اور نہ صرف شریک تحریک رہے بلکہ اس تحریک کو کامیاب بنانے کی خوب جد وجہد کی۔ مفتی اعظم اور ان کے خلفاء میں ہے: مفتی صاحب پاکستان تشریف لانے کے بعد تحریک ختم نبوت میں علماے اہل سنت کے شانہ بشانہ کام کیا۔

اور جد وجہد اور کوشش و محنت کا یہ عالم رہا کہ جب شرکاے تحریک ختم نبوت کو گرفتار کیا گیا تو ان میں مفتی صاحب بھی گرفتار ہوئے۔ چناں چہ سید صابر حسین شاہ بخاری تحریک ختم نبوت 1953ء کے گرفتار ہونے والے علماے کرام کی فہرست میں 50 ویں نمبر پر مفتی صاحب کا اسم گرامی یوں لکھتے ہیں: مولانا مفتی تقدس علی خان بریلوی (م 1408ء/1988ء)۔

مفتی اعجاز ولی خان اور تحفظ ختم نبوت

خاندان اعلیٰ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے خدمت دین کے لیے منتخب فرمالیا ہے۔ امام العلماء علامہ رضا علی خان علیہ الرحمہ سے اب تک اس خان میں علماے کرام کی ایک تعداد نے خدمت دین کر کے

دین اسلام کی دعوت و تبلیغ و اس کی حفاظت و صیانت کا کام کیا ہے۔ انہی میں ایک شخصیت مفتی اعجاز ولی خاں علیہ الرحمہ کی ہے۔ آپکی خدمات کا دائرہ وسیع ہے اس لیے راقم یہاں صرف تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے آپ کی خدمات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے لیکن مناسب ہے کہ شخصیت کی خدمات سے قبل شخصیت کے بارے میں اختصار سے کچھ معلومات بھی رقم کر دی جائیں۔

تاریخ ولادت: مفتی صاحب 11/ ربیع الآخر 1332ھ مطابق 20/ مارچ 1914ء میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ عقیقہ کی تقریب میں آپ کا نام محمد رکھا گیا، اعجاز ولی خان عرف قرار پایا۔ آپ اپنا نام اس طرح لکھا کرتے تھے: فقیر قادری محمد اعجاز الرضوی عفی عنہ۔

تحصیل علم دین و تربیت: 25 شعبان المعظم 1336ھ مطابق 5 جون 1918ء کو رسم بسم اللہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے بسم اللہ شریف پڑھا کر باقاعدہ تعلیم کا آغاز فرمایا، قرآن مجید آپ نے حافظ عبدالکریم قادری صاحب سے پڑھنے کی سعادت حاصل کی، حفظ القرآن کی تکمیل حافظ عبدالقادر بریلوی صاحب سے کی۔ مفتی اعجاز ولی خان صاحب کو بچپن کے تقریباً آٹھ سال تک اعلیٰ حضرت کی قربت حاصل رہی۔ مفتی اعجاز ولی خان صاحب جب کچھ بڑے ہوئے تو دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لے لیا، ابتدأً تا متوسطات کتب درس نظامیہ اپنے بڑے بھائی مفتی تقدس علی خان، حضرت مولانا مختار احمد سلطان پوری ثم بریلوی اور حکیم الاسلام مفتی محمد حسنین رضا خان بریلوی سے پڑھیں، شرح جامی مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب اور تفسیر جلالین اپنے ماموں زاد بھائی مولانا سردار علی خان عزو میاں بریلوی ثم ملتانی سے پڑھی۔ درسیات کی تکمیل کے لیے صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی کے پاس مدرسہ عربیہ حافظیہ سعیدیہ دادوں ضلع علی گڑھ، یوپی ہند میں میں تخمیناً محرم 1356ھ مطابق مارچ 1937ء کو حاضر ہوئے، شعبان 1356ھ مطابق اکتوبر 1937ء کو سند تکمیل و سند حدیث حاصل کی۔ یہاں آپ کو صدرالشریعہ کے شاگرد حضرت مولانا حافظ قاری غلام محی الدین رضوی شیری صاحب سے شرفِ تلمذ حاصل ہوا۔

مدرسہ عربیہ حافظیہ سعیدیہ دادوں سے فارغ التحصیل ہو کر بریلی شریف آئے تو مفتی اعظم ہند مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب سے سند حدیث کی درخواست پیش کی، مفتی اعظم ہند آپ کو 1356ھ مطابق 1937ھ کو سند حدیث عطا فرمائی، بعد ازاں حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان صاحب نے تقریبا 8 ذوالحجہ 1356ھ مطابق 9 فروری 1938ء کو سند حدیث عطا فرمائی، اسی عرصے میں الہ آباد یونیورسٹی میں فاضل دینیات کا امتحان دیا اور کامیاب

ہونے پر فاضل دینیات کی ڈگری حاصل کی۔

بیعت و خلافت: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب نے آپ کو رسم بسم اللہ کے موقعہ پر 25شعبان 1336ھ مطابق 5جون 1918ء کوسلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں داخل فرمایا، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب نے آپ کو 8ذوالحجہ 1356ھ مطابق9فروری 1938ء کو سلسلہ قادریہ رضویہ حامدیہ کی خلافت عطافرمائی۔ 7رجب1383ھ مطابق 24نومبر1963ءکو سطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز سید حسن سنجری کے دربار گہربار میں مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان نوری صاحب نے آپ کو سلسلہ قادریہ رضویہ نوریہ کی خلافت عطافرمائی۔ نیز آپ نے شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی (41) رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں خلافت کاشرف حاصل کیا۔

درس و تدریس: مفتی اعجاز ولی خان بہترین مدرس تھے آپ نے تدریسی دنیا میں بڑانام پیدا کیا۔ بریلی شریف، جھنگ، جہلم، لاہور میں کتب معقول ومنقول کی تدریس میں بڑی شہرت حاصل کی۔ ہند وستان و پاکستان میں آپ کی تدریسی زندگی کا خلاصہ ملاحظہ کیجیے:

آپ نے تخمیناً 1357ھ مطابق 1938ء تا 1362ھ مطابق1943ءتک تقریباچار سال این بی ہائی اسکول بریلی شریف میں ٹیچنگ کی۔ اس کے بعد دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف اوردارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں معقولات کی تدریس میں دوسال مدرس رہے۔ اس کے ساتھ مفتی اعظم ہند کی سرپرستی میں رضوی دارالافتاء بریلی شریف میں فتاویٰ نویسی کرنے لگے۔ (غالباشوال)1364ھ مطابق (ستمبر)1945ء کو آپ مدرسہ منہاج العلوم پانی پت تشریف لے گئے وہاں آپ نے ایک سال فرائض تدریس سرانجام دینے کے بعد آپ دارالعلوم منظر اسلام واپس تشریف لے آئے اور پڑھانے کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دیا۔

ہجرتِ پاکستان سے قبل آپ نے تقریبا دس سال ہند میں تدریسی خدمت انجام دی اور ہجرت پاکستان کے بعد پاکستان کے مختلف شہروں میں آپ نے درج ذیل درس و تدریس کا کام کیا:

6صفر1367ھ مطابق20دسمبر1947ء آپ نے پاکستان ہجرت کی اور جامعہ محمدی شریف بھوانہ (ضلع چنیوٹ،پنجاب) میں تدریس کا آغاز کیا، 1370ھ مطابق 1951ء تک آپ یہاں رہے ،بطور مدرس ونائب شیخ الحدیث آپ نے وہاں تین چار سال پڑھایا۔ آپ کے ایام تدریس میں وہاں فاضل عربی اور دورۂ حدیث کا آغاز ہوا۔ پھر آپ نے 1370ھ مطابق 1951ء تا1373ھ مطابق 1954ء کے درمیانی مدت میں دارالعلوم اہل سنت وجماعت جہلم میں تدریس فرمائی۔ شوال1373ھ مطابق جون 1954ء میں آپ جامعہ نعیمیہ لاہور میں بطور شیخ الحدیث و الفقہ تشریف لے آئے ،تقریبا چھ سال بحسن وخوبی یہ ذمہ داری نبھاتے

رہے۔اسی دوران آپ نے1373ھ مطابق 1954ء میں حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری کے دربار گہربار کے قریب جامعہ گنج بخش قائم فرمایا،اس جامعہ کے قیام میں حضرت سید محمد معصوم شاہ مالک نوری کتب خانہ نے دل کھول کر امداد دی۔ حضرت مفتی اعجاز ولی خاں رضوی رحمۃ اللہ علیہ صبح کو داتا صاحب کی مسجد میں درسِ قرآن دیتے اور جامعہ گنج بخش کے طلبہ کو پڑھاتے۔اس مدرسہ نے آہستہ آہستہ اپنا نام پیدا کر لیا۔1375ھ مطابق 1956ء میں مرکزی جامع مسجد محلہ اسلام پورہ لاہور میں خطیب مقرر ہوئے ،وہاں آپ نے مدرسہ حامدیہ رضویہ کی بنیاد رکھی،اسے مدرسے اور جامعہ گنج بخش کے مہتمم آپ خود تھے۔1379ھ مطابق 1960ء میں انتظامیہ کے اصرار پر آپ اہل سنت کے قدیم دارالعلوم جامعہ نعمانیہ لاہور میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے، آپ نے یہاں تیرہ سال پڑھایا۔

تصنیفی خدمات: آپ علی رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف خدمات کے ذریعہ بھی دین کی بہت سی خدمات سر انجام دیے کچھ خدمات درج ذیل ہے:

(1) تنویر القرآن علیٰ کنز الایمان (2) تکمیل الحسنات، (3) سلوک المختار ترجمہ کشف الاسرار، (4) ترجمہ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، (5) قانونِ میراث (6) تسہیل الواضح خلاصہ النحو الواضح۔

تحفظ ختم نبوت میں آپ کا حصہ: تحریک ختم نبوت 1953 ایک عظیم تحریک ثابت ہوئی جس میں مسلمانوں کو کامیابی ملی کہ قادیونیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا لیکن یہ کام یوں ہی نہیں ہو گیا بلکہ اس میں علمائے کرام اور عوام کی قربانیاں شامل ہیں۔ علامہ اعجاز ولی خان نے بھی اس تحریک میں شرکت کی اور ہر ممکن خدمت انجام دی جس کے پاداش میں آپ کو سلاخوں کے پیچھے قید و بند کی صعوبتیں بھی اٹھانی پڑیں۔ رکن شوریٰ مولانا شاہد مدنی لکھتے ہیں:

آپ نے 1953ء میں ہونے والی تحریکِ ختمِ نبوت میں بھرپور حصہ لیا،جس کی وجہ سے (غالبا جمادی الاخریٰ 1372ھ مطابق مارچ 1953ء سے) تقریبا ساڑھے تین ماہ سیفٹی ایکٹ کے تحت نظر بند رہے۔

شرف ملت علامہ عبد الحکیم شریف قادری لکھتے ہیں: 1953ء میں تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے کی بنا پر ایک سو(100)دن(Day) سیفٹی ایکٹ کے تحت نظر بند رہے۔

سید صابر حسین شاہ بخاری نے مذکورہ تحریک میں شریک ہونے والے علمائے اہل سنت آپ کا نام نامی 24ویں نمبر پر یوں درج کیا ہے: مولانا مفتی اعجاز ولی خان رضوی علیہ الرحمہ (م 1393ھ/1973ء)

وفات و تدفین: شوال المکرم 1393ھ مطابق نومبر 1973ء کو آپ بیمار ہو گئے، آپ کو لاہور کے میو ہسپتال میں داخل کروادیا گیا، علاج شروع

ہوا مگر مرض بڑھتا گیا، دوا کی مگر افاقہ نہ ہوا اور مفتی صاحب اسی بیماری میں 24 شوال 1393ھ / 20 نومبر 1973ء کو میو ہسپتال لاہور میں رات اڑھائی بجے وِصال فرماگئے، نماز جنازہ مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ سید ابوالبرکات احمد قادری صاحب نے پڑھائی۔ تقریباً پچاس ہزار افراد نے آپ کے جنازے میں شرکت کی۔ آپ کی خواہش کے مطابق میانی قبرستان لاہور میں دفن کیا گیا۔

مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خان اور تحفظ ختم نبوت

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا وہ عقیدہ ہے جس کے اعتقاد کے بغیر انسان مسلمان نہیں ہو سکتا اور اس عقیدہ پر جب بھی حملہ کیا گیا علمائے اسلام نے اس کی بیخ کنی کے لیے جی توڑ و جان توڑ جد وجہد کی۔ ان علمائے اسلام میں سے نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ حجۃ الاسلام مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خان قادری علیہ الرحمہ (عرف جیلانی میاں) بھی ہیں۔ اس مقالہ میں راقم الحروف مفسر اعظم ہند کی تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے خدمات کو تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

تاریخ پیدائش: حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی پیدائش 10/ ربیع الاول 1325ھ مطابق 1907ء کو ہوئی۔ حجۃ الاسلام کے یہاں یہ پہلی ولادت تھی جس کی وجہ سے پورے گھرانے میں بہت ساری خوشیاں منائی گئیں۔ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنیت، "تحنیک" چھوہارے کی قاش چبا کر حضرت مفسر اعظم ہند کو کھلایا۔

تعلیم و تربیت: خاندانی دستور کے مطابق جب آپ کی عمر چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو 14/ شعبان المعظم 1329ھ بروز چہار شنبہ مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ و الرضوان نے علما و مشائخ اور دیگر احباب کی موجودگی میں حضرت مفسر اعظم ہند کی رسم بسم اللہ خوانی ادا کرائی اور اسی موقع پر آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں بیعت فرما کر بشرط علم و عمل اجازت و خلافت بھی عطا فرمادی۔ اس کے ساتھ ہی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جیسے قطب وقت نے اپنی ہی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا:

"میرا یہ پوتا میری زبان ہوگا"

مفسر اعظم ہند نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ و الرضوان کی اہلیہ مکرمہ یعنی اپنی دادی صاحبہ اور اپنی والدہ ماجدہ سے ابتدائی تعلیم، ناظرۂ قرآن اور اردو کی ابتدائی کتابوں کی تکمیل فرمائی۔ سات سال کی عمر میں یادگار اعلیٰ حضرت جامعہ رضویہ منظر اسلام میں داخل ہو کر اس وقت کے اساتذۂ منظر اسلام سے علوم اسلامیہ کی تحصیل فرمائی۔ مشکوٰۃ المصابیح خاص طور حضرت حجۃ الاسلام سے پڑھی۔

19/ سال کی عمر میں 1344ھ / 1925ء میں آپ نے جملہ علوم مروجہ اور درس نظامی میں شامل جملہ فنون کی تکمیل فرمائی۔ حضرت حجۃ الاسلام نے جماعت اہل سنت کے مقتدر علماء و مشائخ کی

موجودگی میں آپ کی دستار بندی فرمائی اور اپنی نیابت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

درس و تدریس: دار العلوم منظر اسلام کا اہتمام سنبھالتے ہی حضور مفسر اعظم نے خود بھی درس دینا شروع کر دیا۔ آپ جب بریلی شریف میں ہوتے تو بڑی پابندی سے دارالعلوم میں آتے دفتری حساب کتاب کی دیکھ بھال کے بعد طلبہ کو درس دیتے۔ آپ چوں کہ عربی زبان و ادب میں مہار رکھتے تھے لہذا طلبہ کو عربی زبان و ادب میں دلچسپی لینے کی تلقین کرتے اور صرف و نحو وغیرہ سے لے کر انشاء وغیرہ کے درس میں خاصی دلچسپی لیتے۔ طلبہ سے عربی میں گفتگو فرماتے اور انھیں بھی عربی بولنے کی حوصلہ افزائی کرتے مسلم شریف، ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، شفاء شریف اور کتاب التوحید از ابن عبد الوہاب نجدی بہت ہی انشراح صدر اور مناظرانہ انداز میں پڑھاتے اور طلبہ کو اعتراض وارد کرنے کا موقع دیتے اور جب انھیں اعتراض وارد کرنے میں عاجز پاتے تو خود اعتراض کرتے اور طلبہ سے جواب طلب فرماتے اور بعدہ خود وضاحت فرماتے۔ کبھی کبھی کتب متوسطات بھی بڑے ذوق و شوق سے پڑھاتے۔ دارالعلوم کی چھٹی کے بعد تفسیر جلالین کا عام درس دیتے۔ جس میں مختلف درجوں کے طلبہ شریک ہوتے۔ یہاں تک کہ کبھی کبھی اساتذہ بھی آپ کے درس میں شریک ہو جاتے اور محفوظ ہوتے۔

تصانیف: آپ نے مندرجہ ذیل تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ (1) ترجمہ تحفۂ حنفیہ (2) ترجمہ الدرر السنیہ (3) نعمۃ اللہ (4) رحمۃ اللہ (5) ذکر اللہ (6) حجۃ اللہ (7) فضائل درود شریف (8) تفسیر سورۂ بلد (9) تشریح قصیدۂ نعمانیہ (10) زیارت قبور (11) نور الصفاء (12) تفسیر آیات تشابہات (13) گلزار احادیث (15) چہل حدیث۔

ماہ نامہ اعلیٰ حضرت کا اجراء: اعلیٰ حضرت کو صحافت کی اہمیت کا بخوبی احساس تھا۔ مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ان کی تعمیر و ترقی کے لیے آپ نے جو دس نکاتی فارمولہ سنیوں کے سامنے پیش فرمایا تھا ان میں رسائل و جرائد کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔ حضرت مفسر اعظم ہند صحافتی اہمیت و افادیت کو بخوبی جانتے تھے۔ منظر اسلام کی تعمیر و ترقی کے لیے بھی آپ نے اس ضرورت کو شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ عقائد اہل سنت کی ترویج و اشاعت کے میدان میں بھی ایک ماہنامہ کی شدید ضرورت آپ کے مد نظر تھی۔ اس لیے آپ نے جمادی الثانی 1380ھ دسمبر 1960ء میں فروغ اہل سنت، اشاعت افکار رضا اور منظر اسلام کے عروج و ارتقا کے لیے "ماہنامہ اعلیٰ حضرت" جاری فرمایا۔

وصال پُر ملال: اپنے علم و فن کی خوشبو بکھیرتا رضا کا یہ شگفتہ پھول مؤرخہ 11/ صفر المظفر 1385ھ/ مطابق 12/ جون 1965ء بروز ہفتہ بعد نماز فجر (جب کہ آپ فجر کی نماز ادا کر چکے تھے اور اوراد و ظائف میں مصروف تھے) تقریباً سات بجے اپنے لبہائے مبارکہ پر تبسم سجائے اس دنیا سے روپوش ہو گیا۔ مورخہ 12/ صفر المظفر مطابق 13/

جون بروز اتوار تقریبا8/ بجے صبح آپ کی نماز جنازہ اسلامیہ انٹر کالج بریلی کے میدان میں ہوئی۔ تقریبا ساڑھے نو بجے صبح کو سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کی مشرقی جانب آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

تحفظ ختم نبوت میں خدمات: دیگر علمائے اہل سنت کی طرح آپ نے بھی تحفظ ختم نبوت کا فریضہ انجام دیا اور منکرِ ختم نبوت کی سرکوبی کی۔ ذیل میں چند جھلکیاں پیش ہیں:

قادیانیت کے تکفیری فتویٰ کی تائید و تصدیق:

قادیانیت، دیوبندیت، وہابیت، نیچری، چکڑالوی وغیرہ فرقہائے باطلہ کی تردید میں شائع ہونے والی "حسام الحرمین" کی "ہندی تصدیقات "یعنی "الصوارم الہندیہ" مرتبہ شیر بیشۂ سنت علامہ حشمت علی خان علیہ الرحمہ میں مذکورہ باطل فرقوں کی تردید و تکفیر پر مشتمل فتویٰ کی تصدیق کرکے تحفظ ختم نبوت کا فریضہ سر انجام دیا۔ حضور مفسر قرآن درج ذیل الفاظ میں تصدیق کرتے ہیں: للہ در المجیب محمد ابراہیم رضان رضوی عفی عنہ (نائب مہتمم دار العلوم منظر اسلام)

حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خاتم النبیین کا ذکر: کسی بھی بات یا عقیدیا کام کی تبلیغ و ترویج کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کا خوب خوب ذکر کیا جائے تاکہ سامعین اور مخاطبین کے ذہن و فکر میں وہ بات و عقیدہ جا گزیں اور راسخ ہو جائے۔ حضور مفسر قرآن بھی اپنی تقریر و تحریر میں حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خاتم النبیین کا تذکرہ کرتے رہتے تھے۔ ذیل میں آپ کے ایک مضمون کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ آپ لکھتے ہیں:

اب ہم معرفت اور معروف سے بحث کر رہے ہیں اور ہمارے سامنے تفاسیر مثل مدارک التنزیل اور تفسیر خازن رکھی ہوئی ہیں۔

وَ لَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْۙ-وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ (ای من مبعث النبی) یَسْتَفْتِحُوْنَ ای یستنصرون به علی الذی کفروا یعنی مشرکی العرب اذا قاتلوه مرقالوا اللهم انصر بالنبی المبعوث فی آخر الزمان الذی تجد نعته فی التوراة) فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ اور پھر جب آئی یہود کے پاس کتاب (قرآن حکیم) اللہ کے پاس سے اس کی تصدیق کرتی ہوئی جو ان کے ساتھ ہے (یعنی توریت) اور حال یہ ہے کہ قرآن و رسول آنے سے قبل اور بعثت نبوی سے پہلے وہ یہودی مدد مانگتے تھے کافروں کے خلاف (یعنی مشرکین عرب کے خلاف اور دعا میں یہ کہتے تھے)

اللهم انصر بالنبی المبعوث فی آخر الزمان الذی نجد نعته فی التوراة. اے ہمارے اللہ! ہماری مدد فرما اس نبی کے وسیلہ سے جو مبعوث ہوگا آخر زمانہ میں وہ کہ اس کی نعت و اوصاف پاتے ہیں (لکھی ہوئی) توریت میں۔ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا وہ تشریف لایا کہ جس کو وہ خوب ما عرفوا کی طرح جانے اور پہچانتے تھے تو منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت کافروں پر۔

ریحان ملت علامہ ریحان رضاخان اور تحفظ ختم نبوت

تاریخ ولادت: ریحان ملت مولانا محمد ریحان رضاخان رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۳۴ء کوبریلی شریف محلہ خواجہ قطب میں ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی آپ کے جدامجد حضور حجۃ الاسلام نے ریحان رضا منتخب فرمایا اور خاندانی روایات کے مطابق محمد نام پر آپ کا عقیقہ ہوا۔

تعلیم و تربیت: ابتدائی تعلیم والدہ ماجدہ سے گھر میں حاصل کی، پھر دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا، کتب متوسطات پڑھنے کے بعد والد گرامی حضرت مفسر اعظم ہند کی اجازت سے حضرت محدیث اعظم ہند پاکستان علامہ سردار احمد رضوی کی بارگاہ میں اعلی تعلیم حاصل کرنے کے لیے پاکستان تشریف لے گئے تین سال تک منتہی کتب بڑی مستعدی کے ساتھ آپ نے پڑھی اور جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے جماد الاولی ۱۳۷۵ھ مارچ ۱۹۵۵ء میں دستار فضیلت اور سند فراغت سے نوازے گئے۔

بیعت و خلافت: آپ کے جد امجد حضرت حجۃ الاسلام نے صرف پانچ سال کی عمر میں داخل سلسلہ فرماتے ہوئے خلافت بھی عطا فرما دی تھی والد گرامی حضرت مفسر اعظم ہند، نانا جان مفتی اعظم ہند، قطب مدینہ حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین مدنی سے بھی اجازت اور خلافت حاصل تھی۔

تدریس: سند فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ کی صلاحیت و قابلیت کو دیکھ کر جامعہ کے اراکین نے جامعہ رضویہ منظر اسلام کے لیے آپ کو مدرس منتخب فرمالیا۔ آپ جامعہ میں بحیثیت مدرس بارہ سال تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ تدریس کا ملکہ آپ کو بہت ہی بہتر حاصل تھا۔ افہام و تفہیم کا انداز نرالا تھا۔ طلبہ آپ کی درس گاہ میں بلا جھجک اعتراض کیا کرتے تھے اور ہشاش بشاش رہا کرتے تھے۔ آپ اعتراض کا جواب متانت و سنجیدگی سے دیا کرتے تھے۔ غرضیکہ مسلسل زبان فیض ترجمان سے گوہر افشانی کیا کرتے، دوران تدریس آپ نے درس نظامی کی مختلف کتابیں پڑھائیں۔ تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، ادب سے آپ کو زیادہ دلچسپی تھی۔ یہاں پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جب آپ کے کندھوں پر جامعہ کی نظامت کا بار گراں آیا تو اس کے فرائض کی انجام دہی اور دیگر سماجی وسیاسی امور میں منہمک ہونے کی وجہ سے کافی عرصہ تک درس و تدریس سے آپ علیحدہ رہے۔ ایک طویل مدت کے بعد مدرسین کی کمی کی وجہ سے آپ نے دوبارہ 1980ء سے لے کر 1982ء تک جامعہ میں شیخ الحدیث کے عہدہ پر بخاری شریف و مسلم شریف اور دیگر درسی کتابوں کا درس دیا۔ جامعہ کے منتہی طلبہ اس وقت بھی آپ کی قابلیت و صلاحیت کے معترف تھے۔

وفات و مدفن: حضرت مولانا ریحان رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸ر مضان المبارک ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۵ء وفات ہوئی۔ مزار شریف اعلی حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی اور حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا بریلوی کے درمیان بنا ہوا ہے۔

تحفظ ختم نبوت اور ریحان ملت: حضور ریحان ملت علیہ الرحمہ منظر اسلام کی نظامت و اہتمام اور سیاسی سرگرمیوں کے سبب تحریری کام کے لیے وقت نہیں ملا۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وعظ گوئی کا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ نے اسی وعظ گوئی کے ذریعہ حضور کے خاتم النبیین ہونے کا ذکر کرتے جس سے سامعین پر عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا اور عقیدۂ ختم نبوت ذہن میں راسخ ہوتا۔ حضور ریحان ملت اپنے والد گرامی مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خان علیہ الرحمہ کے عرس چہلم میں اپنی تقریر میں ایک مقام پر عقیدہ ختم نبوت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ اسی گستاخ رسول (ابن عبد الوہاب نجدی) کی پیروی اور اس کے اتباع کا نتیجہ ہے کہ انھوں نے نہ صرف شان رسالت میں گستاخیاں کیں، بلکہ ذات باری تعالیٰ پر بھی جھوٹ کی تہمتیں لگانے سے باز نہ آئے۔ کسی نے کہا کہ اللہ جھوٹ پر قادر ہے۔ قادر ہی نہیں بلکہ اس سے جھوٹ واقع ہو چکا۔ کسی نے حضور علیہ الصلوۃ و السلام کا علم ہر پاگل بچے اور جانوروں کے علم کے برابر گردانا۔ کسی نے حضور کے علم کو شیطان کے علم سے کمتر بتایا۔ کسی نے کہا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ کسی نے ختم نبوت کا انکار کیا۔ غرض ان کا ہر لفظ اور ہر جملہ توہین باری تعالیٰ و تنقیص شان رسالت پر مبنی ہے۔

گنبدِ خضریٰ کے انہدام اور ترجمہ قرآن کنز الایمان پر پابندی کے خلاف ممبئی میں منعقد عالمی سنی کانفرنس میں آپ اپنے خطبہ صدارت میں حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے خاتم النبیین و ختم الانبیاء ہونے کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

علماء ذی وقار! مشائخ کرام! دانشوران قوم! شعرائے اسلام و جملہ حاضرین محفل! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آیئے سب سے پہلے ریحان عشق و محبت کی شگفتگی اور غنچہ ہائے عقیدت کی تازگی کے لیے جان ایمان روح ایمان اصل ایمان کنز الایمان ریحان کی جان سید انس و جان انیس بیکراں چارہ ساز دردمنداں مکین گنبد خضری جس کے زیرِ لواء آدم و من سوا ختم الانبیا فخر رسل سید کل محبوب داور شفیع محشر نور مجسم فخر آدم و بنی آدم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ روحی فداہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں صلوۃ و سلام کا نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان اور تحفظ ختم نبوت

تاریخ اسلام ایسے بے شمار افراد کا تذکرہ اپنے

دامن میں سمیٹے ہوئے ہے جن کی زندگی کا ہر ہر لمحہ دین کی خدمت و تبلیغ اسلام اور مذہب کی ترویج و اشاعت میں گزرا، گلشن اسلام کی ساری رونقیں ورعنائیاں انہی دیوانگان عشق کے دم قدم سے ہیں، نہ عرب وعجم کی قید، نہ قلم و تلوار کا فرق۔ جس میدان میں قدم رکھ دیں جھنڈے گاڑ دیتے ہیں صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ بھی آسمان علم و فضل کے ماہ کامل تھے۔ آپ مجدد اسلام اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے برادر اوسط استاد زمن شہنشاہ سخن مولانا حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کے منجھلے پوتے ہیں۔ آپ کے والد ماجد مولانا حسنین رضا خان علیہ رحمہ اعلی حضرت علیہ رحمہ کے بھتیجے شاگرد اور خلیفہ تھے۔

ولادت باسعادت: 14 شعبان المعظم 1348 ہجری 1930 عیسوی میں محلہ سوداگران بریلی شریف میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کا نام محمد اور عرفیت تحسین رضا ہیں صدر العلماء اور مظہر مفتی اعظم آپ کے مشہور القابات ہیں۔

تعلیم و تربیت: ابتدائی تعلیم مقامی مکتب سے حاصل کی، بعد ازاں والد ماجد نے دارالعلوم منظر اسلام میں داخلہ کرا دیا جہاں آپ نے درسیات کی کتب متداولہ پڑھیں۔ پھر دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی والی بریلی میں داخلہ لے لیا۔ تقسیم ہند کے وقت جب محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ پاکستان تشریف لے آئے تو آپ دورہ حدیث کے لیے محدث اعظم علیہ الرحمہ کے پاس جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل اباد تشریف لے آئے اور صرف چھ ماہ کی مختصر مدت میں دورہ حدیث شریف مکمل کیا۔

بیعت و خلافت: حضرت صدر العلماء 1943ء میں عرس رضوی کے حسین موقع پر والد ماجد علیہ الرحمہ کے حکم سے سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور 1380ھ میں عرس رضوی ہی کے پر بہار موقع پر سرکار مفتیٔ ہند علیہ الرحمہ نے اکابر علماء و مشائخ کی موجودگی میں آپ کو اجازت و خلافت سے نوازا۔

تدریسی خدمات: حضرت صدر العلماء نے دوران تعلیم ہی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے حکم سے دار العلوم مظہر اسلام میں تدریس کا اغاز فرما دیا تھا پھر پاکستان سے واپسی بعد کے 1975ء تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس کے بعد دار العلوم منظر اسلام میں صدر مدرسین کی حیثیت سے تشریف لے آئے اور سات سال تک یہاں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ 1982ء میں جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف کے قیام سے لیکر تقریباً تیئس (23) سال بحیثیت شیخ الحدیث یہاں درس و تدریس میں مشغول رہے، پھر جب حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان علیہ الرحمہ نے 2005ء میں عظیم الشان اسلامی یونیورسٹی "مرکز الدرسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا" بریلی شریف قائم فرمائی تو حضور تاج الشریعہ دام ظلہٗ علینا کی دعوت پر آپ "جامعۃ الرضا" تشریف لے آئے اور تادم وصال بحیثیت شیخ

الحدیث وصدر المدرسین فیض کا دریا لٹاتے رہے۔

وفات: حضرت صدر العلماء چندر پور کے تبلیغی دورے پر تشریف لے جاتے ہوئے ضلع وردھا مہاراشٹر امیں 18 رجب المرجب 1428 ہجری 13 اگست 2007ء بروز جمعۃ المبارک وصال فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

خدمات تحفظ ختم نبوت: حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے باقاعدہ کوئی تصنیف نہیں اور نہ کوئی فتویٰ پیش نظر ہے۔ البتہ جامعہ تحسینیہ ضیاء العلوم سے شائع چند فتاویٰ کے مجموعہ میں ایک فتویٰ ہے جس میں دیگر فرق باطلہ کے ساتھ منکر ختم نبوت و مدعی نبوت قادیانی کی تردید و تکفیر ہے جس کی تصدیق حضور صدر العلماء نے فرمائی ہے اس لیے اس تصدیق کے ذریعہ حضور صدر العلماء نے تحفظ ختم نبوت کا فریضہ انجام دیا۔ اس فتویٰ کا مطلوبہ اقتباس اور اس پر صدر العلماء کی تصدیق نقل کی جارہی ہے:

اکابر نے تقریظات حسام الحرمین شریف میں جابجا نام بنام ثلٰثہ سابقہ پر حکم کفر فرمایا:

ان غلام احمد قادیانی ورشید احمد ومن تبعہ کخلیل احمد انبیٹھی و اشرف علی وغیرہم لا شبہۃ فی من شك بل فی من توقف فی کفرھم بحال من الاحوال. یعنی غلام احمد قادیانی ورشید احمد اور جو اس کے پیرو ہو جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی تھانوی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شک نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انھیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔

اس فتویٰ کی تصدیق کرتے ہوئے صدر العلماء لکھتے ہیں: الجواب صحیح، واللہ تعالیٰ اعلم۔ تحسین رضا غفرلہ

تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری اور تحفظ ختم نبوت

دنیاے اہل سنت کی عظیم الشان شخصیت، مسلک اعلیٰ حضرت کے جلیل القدر پاسبان اور خانوادہ رضا کے چشم و چراغ حضور تاج الشریعہ کی ذات بابرکات محتاج تعارف نہیں۔ آپ دنیاے اہل سنت میں ان چند چنندہ شخصیات سے تھے جن کے علم و عمل اور زہد و تقویٰ کا ایک جہان معترف ہے اور یہ صرف پدرم سلطان بود کا نتیجہ نہیں بلکہ حضور تاج الشریعہ نے اپنی ذات اور اپنے علم و عمل وزہد و تقویٰ کا لوہا منوایا اور قوم و ملت کے باغات ایمان و عمل کو اپنی گوناگوں خدمات سے سرسبز وشاداب کیا ۔ آپ کی خدمات بھی مختلف جہات کے لیے ہوئے ہیں جن کے احاطہ کے لیے کافی وقت درکار ہے جو فی الوقت مفقود۔ اس لیے آپ کی مختصر حیات اور تحفظ ختم نبوت کے تعلق سے آپ کی خدمات پر کچھ لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

ولادت باسعادت: تاج الشریعہ جانشین حضور مفتی اعظم علامہ مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں ازہری قادری بن مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا

جیلانی بن حجتہ الاسلام مولانا محمد حامد رضا بن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی 25/ فروری 1942ء محلہ سوداگران بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔

اسم گرام: آپ کا اسم گرامی "محمد اسماعیل رضا" جب کہ عرفیت "اختر رضا" ہے۔ جامعہ ازہر مصر سے تکمیل علوم کے بعد "ازہری میاں" سے یاد کیے جانے لگے۔

ابتدائی و اعلیٰ تعلیم: حضور تاج الشریعہ نے "ناظرہ قرآن کریم" اپنی والدہ ماجدہ شہزادی مفتی اعظم سے گھر پر ہی ختم کیا، والد ماجد سے ابتدائی اردو کتب پڑھیں۔ گھر پر تعلیم حاصل کرنے کے بعد والد بزرگوار نے دارالعلوم منظر اسلام میں داخل کرادیا۔ آپ نے منظر اسلام سے درس نظامی مکمل کیا۔

جامعہ ازہر، مصر: جامعہ منظر اسلام کے مصری استاذ فضیلۃ الشیخ مولانا عبد التواب قدس سرہ نے آپ کی ذہانت اور صلاحیت کو دیکھ کر آپ کے والد ماجد مفسر اعظم کو مشورہ دیا کہ آپ کو جامعہ از ہر مصر میں داخل کرائیں۔ مشورہ نیک اور فائدہ مند تھا اس لیے آپ نے قبول کیا اور اس طرح آپ 1963ء میں جامعہ ازہر قاہرہ مصر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے کلیہ اصول الدین میں داخلہ لیا۔ مسلسل تین سال تک جامعہ ازہر مصر میں علم دین حاصل کیے۔ جامعہ ازہر مصر میں داخلہ کے بعد جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ سے گفتگو ہوئی تو وہ آپ کی بے تکلف فصیح و بلیغ عربی گفتگو سن کر حیرت میں ہو جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ایک عجمی النسل ہندوستانی عربی النسل اہل علم حضرات سے گفتگو کر رہے ہیں اور ان کو گفتگو کرنے میں کسی طرح کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔

جامعہ ازہر مصر کے شعبہ کلیہ اصول الدین کا سالانہ امتحان اگرچہ تحریری ہوتا تھا۔ مگر معلومات عامہ (جنرل نالج) کا امتحان تقریری ہوتا تھا۔ چناں چہ جامعہ کے سالانہ امتحان کے موقع پر جب جانشین مفتی اعظم کا امتحان ہوا تو ممتحن نے آپ کی جماعت سے علم کلام کے چند سوالات کیے، پوری جماعت میں سے کوئی ایک بھی ممتحن کے سوالات کے صحیح جواب نہ دے سکے۔ ممتحن نے روئے سخن آپ کی طرف کرتے ہوئے سولات کو دوہرایا۔ جانشین مفتی اعظم نے ان سوالات کا ایسا شافی و کافی جوابات دیے کہ ممتحن تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہنے لگے کہ آپ تو حدیث واصول حدیث پڑھتے ہیں تو علم کلام میں کیسے جواب دیا۔

جانشین مفتی اعظم نے جواب میں کہا کہ میں نے دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں علم کلام پڑھا تھا۔ آپ کے جواب سے مسرور ہو کر ممتحن جامعہ نے آپ کو جماعت میں پہلا مقام دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 1966ء میں فارغ ہو کر جامع ازہر مصر سے بریلی شریف تشریف لائے۔

بیعت و ارادت و اجازت و خلافت: تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ سے

بیعت و ارادت کا شرف رکھتے تھے، 20 سال کی عمر میں حضور مفتی اعظم ہند نے 15 / جنوری 1962ء مطابق 1381ھ کو میلاد شریف کی ایک محفل میں آپ کو تمام سلاسل کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ علاوہ ازیں آپ کے والد ماجد مفسر اعظم نے قبل فراغت ہی آپ کو قائم مقام بنا دیا تھا اور بطور سند ایک تحریر بھی قلم بند فرمادی تھی، برہان ملت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو تمام سلاسل کی اجازت و خلافت عطا فرمائی تھی اور امام اہل سنت کے پیر خانہ مارہرہ مقدسہ کی دو عظیم و جلیل شخصیات سید العلماء حضرت سید آل مصطفی سید میاں رحمۃ اللہ علیہ عرس حامدی میں اور احسن العلماء حضرت سید مصطفی حیدر حسن میاں رحمۃ اللہ علیہ عرس قاسمی میں اجازت و خلافت سے نواز کر اکابرین مارہرہ سے خانوادۂ رضویہ کے قائم روحانی رشتہ کو مضبوط و مستحکم فرمایا۔

درس و تدریس: تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری کو 1967ء میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں درس و تدریس کی دعوت پیش کی گئی۔ آپ نے اس دعوت کو قبولیت سے سرفراز کیا 1967ء سے تدریس کے مسند پر فائز ہو گئے۔ تاج الشریعہ کے برادر اکبر مولانا ریحان رضا رحمانی بریلوی نے 1978ء میں صدر المدرسین کے اعلیٰ عہدہ پر تقرر کیا۔ اور اس عہدے کے ساتھ رضوی دارالافتاء کے صدر مفتی بھی رہے۔ پھر درس و تدریس کا سلسلہ مسلسل بارہ سال تک چلتا رہا۔ لیکن ملک و بیرون ملک دورے کی وجہ سے منظر اسلام سے علیحدہ ہونے کے بعد باقاعدہ درس و تدریس کا سلسلہ منقطع رہا مگر چند سال بعد اپنے دولت کدہ پر درس قرآن کا سلسلہ جاری کیا جس میں منظر اسلام، مظہر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ اور دیگر علمائے کرام بکثرت شریک ہوتے تھے۔ ساتھ ہی مرکزی دار الافتاء میں تربیت افتاء کے طلبہ کرام کو بخاری شریف، مسلم شریف، عقود رسم المفتی، الاشباہ و النظائر، فواتح الرحموت، شامی بدائع الصنائع، اجلی الاعلام وغیرہ کتب کا درس دیتے تھے۔ جامعۃ الرضا کے منتہی طلبہ کرام کو بعض کتابوں کا درس بھی آپ دیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں ملک و بیرون ملک مدارس میں آپ نے ختم بخاری شریف یا افتتاح تعلیم کے موقع پر بخاری شریف کی ابتدائی حدیث پاک یا کسی اور کتاب کا درس فرمایا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ تقریباً اخیر عمر تک چلتا رہا۔

تصنیف و تالیف: حضور تاج الشریعہ نے افتاء و قضا، کثیر تبلیغی اسفار اور دیگر کثیر مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور قوم کو کم و بیش 80/ کتب و رسائل کا تحفہ پیش کیا۔ ان میں دس جلدوں میں "فتاویٰ تاج الشریعہ" نہایت معروف و مشہور ہے۔

وصال پُر ملال: 7/ ذو القعدہ 1439ھ مطابق 20/ جولائی 2018ء بروز جمعۃ المبارک بوقتِ مغرب بمقام کاشانہ حضور تاج الشریعہ اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے اور اہل سنت اب ان کی ظاہری فیضان سے محروم ہو گئے لیکن فنا کے

بعد بھی ہے شانِ رہبری ان کی۔ اللہ ان کے درجات بلند فرمائے۔

تحفظ ختم نبوت اور تاج الشریعہ : عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تحفظ آپ کو ورثے میں ملا تھا۔ آپ نے کتابیں لکھ کر ،خطاب کے ذریعہ اور تردیدی فتاویٰ کے ذریعہ اور اشعار کے ذریعہ عقیدہ ختم نبوت کی تفہیم وترویج اور تحفظ کا فریضہ انجام دیا۔

المعتقد کا ترجمہ: سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول قادری بدایونی رحمتہ الہ علیہ کی عربی میں لکھی گئی شہرہ آفاق کتاب المعتقد المنتقد پر آپ کے پردادا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے نہایت عالمانہ اور عارفانہ انداز میں المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد کے نام سے عربی میں حواشی لکھے۔ آپ نے افادہ عام کے لیے اس کا رواں دواں ترجمہ فرمایا ہے۔ ان حواشی میں بھی اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے گمراہ فرقوں اور اُن کے سرغنوں کا ذکر کرتے ہوئے مرزا قادیانی آنجہانی کی بھی خوب خبر لی ہے۔

حقیقۃ البریلویہ معروف بہ مرآۃ النجدیہ: آپ کی یہ مشہور و معروف کتاب ہے۔ اس میں آپ نے دیگر فرقہ باطلہ کی تردید تو کی ہے لیکن منکر ختم نبوت و مدعی نبوت مرزا غلام قادیانی کی خوب خوب خبر لی ہے اور اس کی تردید کی ہے۔

ختم نبوت کانفرنس: امریکہ کے شہر ہوسٹن میں جب قادیانیت ذریت نے سر اٹھانا شروع کیا علامہ مولا احمد قمرالحسن قادری بستوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے وہاں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا اور اس کی صدارت کے لیے تاج الشریعہ رحمتہ اللہ علیہ کو خصوصی طور پر دعوت دی گئی۔20اگست 2000ء کو ہوسٹن شہر میں تاج الشریعہ رحمہ اللہ علیہ کی زیر صدارت ختم نبوت کانفرنس کا آغاز ہوا۔ نظامت کے فرائض علامہ محمد قمرالحسن قادری بستوی صاحب زید مجدہ نے خود سنبھالے۔ اس میں ایشیاء یورپ اور امریکا کے علاء ومشائخ نے بھرپور شرکت کی۔ سب سے پہلے مقامی علماء کرام نے خطابات فرمائے۔

مولانا بابر رحمانی ڈیلاس مفتی احمد القادری ڈیلاس، مفتی حفیظ الرحمن شکاگو، علامہ بدر القادری ہالینڈ، پھر محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی، اس کے بعد مفکر اسلام قمر الزماں اعظمی نے ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے رد میں دلائل وبراہین کی روشنی میں شاندار خطبات ارشاد فرمائے ۔ مولانا مسعود رضا، مولانا غلام زرقانی اور مولانا عبد الرب مقامی علماء کرام بھی اسٹیج کی زینت تھے۔

آخر میں تاج الشریعہ رحمتہ اللہ علیہ نے خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا اور نہایت رقت آمیز دعا فرمائی اور قادیانیوں سے ہوشیار رہنے کی تاکید فرمائی ۔ علامہ محمد قمرالحسن قادری بستوی صاحب دامت برکاتہم اس کانفرنس کے اثرات کے بارے میں فرماتے ہیں اس کانفرنس کا اثر یہ ہوا۔ کہ قادیانی کا اثر کم ہو گیا جب کہ اس کے ساتھ ہی دیوبندیت پر بھی

حرف گیری کی گئی اور تحذیر الناس کے نظریاتی کردار کو بھی واضح کیا گیا لوگوں نے محسوس کیا کہ قادیانیت کا زہر کہاں سے پھیلا علماء نے صراحت کے ساتھ تحزیر الناس کی عبارت پر بحث کی اور اس کے پرخچے اڑادیے۔

فتاویٰ تکفیر منکر ختم نبوت: حضور تاج الشریعہ نے فقہ و فتاویٰ کی دنیا میں ضخیم مجموعہ فتاویٰ یادگار چھوڑا ہے۔ ان میں سے کئی فتاویٰ کے ذریعہ آپ نے تحفظ ختم نبوت کا کام کیا ہے۔ ذیل میں راقم، فتاویٰ تاج الشریعہ (چار جلدوں والی) سے صرف ایک فتویٰ کا اقتباس نقل کرتے ہیں:

زید بے قید اس فتوی ملعونہ سے جس میں اس نے قادیانیوں کو اہل قبلہ قرار دیا، کافر ہو گیا اس پر توبہ و تجدید ایمان فرض ہے اور تجدید نکاح بھی اگر بیوی رکھتا ہو۔

اشعار برائے فروغ عقیدہ ختم نبوت: عقائد اسلامیہ خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت پر شب خوں مارنے والی سر فہرست جماعتوں میں قادیانی بھی ہے۔ اس کی سرکوبی اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں حضور تاج الشریعہ نے اپنے اشعار میں بھی خاتمیت محمدی کو بیان فرمایا ہے۔ چند مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

کرنا تھا خدا کو ہم پر آشکارا

آخری نبی ہے اس کو سب سے پیارا

امین شریعت علامہ سبطین رضا خان اور تحفظ ختم نبوت

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے جس میں کسی بھی طرح کی کسی تاویل کسی بھی لحاظ سے گنجائش نہیں۔ ہمارے علماے کرام نے اس عقیدہ کی توضیح و تشریح اور اس کی حفاظت و صیانت کے لیے مختلف انداز میں جد و جہد کی ہے۔ کبھی کتابیں لکھ کر، کبھی مناظرہ کرکے۔ کبھی تقریر کے ذریعہ وغیرہ۔ تیرہویں صدی کے مجدد امام اہل سنت حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت پروانۂ شمع رسالت الشاہ امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی کے خانوادہ کا بھی اس عقیدہ کے تحفظ میں ایک بڑا حصہ ہے۔ تمام کا ذکر نہ کرکے استاذ العلماء حضرت علامہ و مولانا حسنین رضا خاں کے فرزند حضور امین شریعت مولانا سبطین رضا خاں کے عقیدۂ ختم نبوت و تحفظ ختم نبوت کے حوالہ سے کچھ لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ لیکن اس سے قبل امین شریعت کی مختصر حالات زندگی میں رقم کی جارہی ہے۔

امین شریعت کی ولادت: آپ کی ولادت 1927ء نومبر کو حضور حکیم الاسلام علامہ حسنین رضا خان کے گھر محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی۔

امین شریعت کی تعلیم و تربیت: آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بنیادی علوم اپنے گھر سے ہی حاصل کیا یعنی آپ کے ابتدائی استاد آپ کے والدین رہے۔

آپ نے قرآن مجید حافظ سید شبیر علی رضوی سے پڑھا۔ اردو، فارسی اور خوش نویسی کی مشق اور تعلیم اپنے والد اور ماموں سے حاصل کیا۔ آپ نے کچھ علوم شمس العلماء قاضی شمس الدین رضوی جون پوری سے بھی حاصل کیا۔ پھر آپ نے دار العلوم مظہر الاسلام بریلی میں داخلہ لیا اور وہیں سے سند فضیلت حاصل کی۔ پھر علم طب کی خاطر دو سال مسلم یونورسٹی علی گڑھ بھی تشریف لے گئے۔

امین شریعت کی بیعت و خلافت: آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے والد ماجد نے آپ کو نو عمری ہی میں حضور مفتیٔ اعظم ہند کے دست حق پرست پر بیعت کرادئے تھا۔ حضور امین شریعت کو حضور مفتیٔ اعظم ہند نے اجازت و خلافت اور نقوش و تعویذات کی اجازت بھی دی۔

امین شریعت کی تدریس: علوم دینیہ اور عصری تعلیمات حاصل کرنے کے بعد آپ نے سب سے پہلے دارالعلوم مظہر اسلام میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ پھر آپ ہلدوانی اتراکھنڈ مدرسہ اشاعت الحق میں تین سال تک علوم وفنون کے موتی بکھیرتے رہے اور طالبان علوم نبویہ انھیں اپنے دامن علم وفن میں سمیٹتے رہے۔ 1958ء میں آپ ناگپور کی عظم الشان درسگاہ جامعہ عربیہ اسلامیہ تشریف لائے، یہاں کے ناظم اعلیٰ بنائے گئے۔ تین سال تک اس عہدے پر فائز رہے۔ یہاں کی مجلس شوریٰ کے آپ رکن بھی رہے۔

امین شریعت کی دیگر دینی خدمات: 1963ء میں چھتیس گڑھ کے ایک خطہ کانکیر تشریف لائے۔ سر زمین کانکیر پر قدم رکھتے ہی آپ کی زبان فیض ترجمان سے اچانک یہ جملہ نکلا کہ "ارے یہ تو وہی سر زمین ہے جسے میں نے عالم خواب میں دیکھا تھا" اسی سر زمین کو آپ نے مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کے لیے منتخب فرمایا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ بنجر زمین علوم وفنون اور روحانیت و عرفانیت کے ماحول کے حوالے سے رشک جناں بن گئی۔ آپ نے نہایت تکلیفیں اور مصائب و آلام برداشت کر کے بے انتہا استقامت کے ساتھ یہاں روحانی و عرفانی ماحول پیدا کیا۔ آج بھی یہ خطہ آپ کی مخلصانہ جدوجہد کی مونھ بولتی تصویر ہے۔ چھتیس گڑھ کے بہت سے علاقوں اور خطوں میں آپ نے مساجد، مدارس اور دینی اداروں کو قائم فرمایا۔ کیشکال میں مدرسہ فیض الاسلام، رائے پور میں مدرسہ "ادارۂ شرعیہ دارالعلوم انوار مصطفی" قائم فرمایا۔ کانکیر میں دارالعلوم امین شریعت کی بنیاد ڈالی۔

امین شریعت کی قلمی خدمات: آپ کی باقاعدہ کوئی کتاب نظر سے نہیں گزری لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ صاحب قلم نہیں تھے، نہیں بلکہ آپ ایک بہترین قلم کار اور مضمون نگار بھی تھے۔ آپ کے مضامین جماعت اہل سنّت کے مشہور و معروف رسالوں کی زینت بنتے رہتے تھے۔ آپ کے مضامین میں سے "لاؤڈ اسپیکر، آئینہ قیامت کے سرقہ کی پُراسرار داستان، ٹی وی کے مضر اثرات، صدر العلماء پیکر علم وبردباری، یک از

مردانِ حق، برادر زادۂ اعلیٰ حضرت استاذ العلماء مولانا حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ، ماہ محرم اور مفتی اعظم، منفرد شخصیت، ہمارا قومی اتحاد اخلاقِ محمدی کے آئینے میں، کائنات کا دولہا، مراسم محرم اور مسلمان، نماز پڑھنے سے کیا ہوتا ہے؟" جیسے مضامین آپ کے قلمی شاہ کار ہیں۔ ان تمام مضامین کو حضرت امین شریعت کے خادم خاص مولانا اشرف رضا قادری صاحب نے "مضامین امین شریعت" کے نام سے کتابی شکل میں جمع فرمادیا ہے۔

امین شریعت اور تحفظ ختم نبوت: جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا کہ امین شریعت کی باقاعدہ کوئی تصنیف نہیں البتہ آپ نے مضامین لکھے ہیں اور خطبات بھی دیے ہیں۔ آپ نے اپنے مضامین میں جگہ بہ جگہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے لیے خاتم النبیین کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس سے عقیدہ ختم نبوت کی تبلیغ و اشاعت اور حفاظت وصیانت ہوتی ہے۔ آپ اپنے ایک مضمون "کائنات کا دولہا" میں تحریر فرماتے ہیں:

وہ صرف نور ہی نہیں بلکہ وہ مزمل بھی ہے مدثر بھی ہے طٰہٰ ویسٓ بھی ہے وہ رحمۃ العالمین، خاتم النبیین شفیع المذنبین بھی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور ان سب کے ساتھ ساتھ عروس مملکت الٰہیہ بھی ہے کا ئنات کا دولہا بنکر تشریف لا رہے ہیں اور ایسا انوکھا اور نرالا دولہا کہ چشم فلک نے انکے علاوہ نہ دیکھا نہ دیکھ سکے گا اور سیدنا حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ تک نہ کوئی آیا اور نہ صبح قیامت تک آسکے گا۔

اسی طرح آپ نے اپنے خطبات میں حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو "خاتم النبیین" سے یاد کر کے سامعین و مخاطبین کے ذہن و فکر میں عقیدہ ختم نبوت کو راسخ کیا۔ آپ اپنی ایک تقریر "جشن آمد رسول صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم" میں ایک مقام پر بیان کرتے ہیں:

میرے آقا و مولی حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا نور ہیں۔ آپ سراپا رحمت بھی ہیں۔ کیسے کیسے پیارے نام اور اعلیٰ درجات و مراتب اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے۔ آپ سید المرسلین بھی ہیں، خاتم النبیین بھی ہیں شفیع المذنبین بھی ہیں، انیس الغریبین بھی ہیں، رحمۃ للعلمین بھی ہیں، راحت العاشقین بھی ہیں، مراد المشتاقین بھی ہیں، شمس العارفین بھی ہیں، سراج السالکین بھی ہیں، مصباح المقربین بھی ہیں، محب الفقراء والغرباء والمساکین بھی ہیں۔

اسی خطاب میں دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: خدا کے بعد اگر کوئی بزرگ اور بڑا ہے تو میرے اور آپ کے آقا و مولیٰ حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم ہیں۔ یہ آنے والے تو ایسے ہیں کہ یہ نہ آتے کوئی نہ آیا ہوتا۔ اور آنے والے اس شان کے مالک ہیں کہ یہ سید المرسلین بھی ہیں، خاتم النبیین بھی ہیں شفیع المذنبین بھی ہیں۔ انیس الغریبین بھی ہیں، رحمۃ للعلمین بھی ہیں۔ کائنات کے سب سے عظیم فرد ہیں کہ نہ ماضی میں کوئی ان ہمسر ہوا، نہ قیامت تک کوئی ہو گا۔

عقیدہ ختم نبوت اور مجلّہ "المُنتھیٰ"

از: مولانا محمد عمیر رضا چشتی
(مدرس جامعہ رحمت ٹاؤن شپ لاہور)

عقیدہ ختمِ نبوت بلاشبہ اسلامی عقائد میں اساسی و کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن و سنت کے ٹھوس دلائل اور نصوص قطعیہ اس کی حقانیت کے لئے کافی و وافی ہیں۔ اس نظریہ ایمانی و ایقانی کے تحفّظ کے لئے امیر المؤمنین خلیفہ اوّل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لے کر خواجہ غلام دستگیر قصوری تک اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمھم اللہ تعالیٰ تک ہمیشہ اہلِ حق نے اپنا کردار بکمال حسن و خوبی ادا کیا۔ چنانچہ غیرت و حمیت ایمانی کا یہ سلسلہ آج بھی جاری و ساری ہے اور تا قیامِ قیامت جاری رہے گا۔ اہلِ ایمان مقام نبوت اور ختمِ نبوت دونوں کی معرفت کے حصول پر مامور کئے گئے ہیں۔ چنانچہ بطورِ مسلمان امت مسلمہ کے ہر مرد و زن پر واجب ہے کے جس ذات ستودہ صفات کا کلمہ پڑھا ہے حتی الوسع اسے جاننے اور پہچاننے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔

اس دنیائے آب و گل میں یوں تو کئی لوگ آتے ہیں اور پھر کچھ عرصہ بعد یہاں سے کوچ کر جاتے ہیں ان کا کوئی نام لینے والا نظر نہیں آتا بلکہ ان کا نام و نشان تک حرف غلط کی طرح مٹ جاتا ہے۔ لیکن کچھ ایسے نفوسِ قدسیہ بھی ہوتے ہیں جن کی ساری زندگی اپنے آقا و مولیٰ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی وفاداری و غلامی میں ہی بسر ہوتی ہے اور پھر انہیں ہمیشہ کے لئے حیات جاودانی حاصل ہو جاتی ہے اور تا قیامت ان کی عظمت و رفعت کے ڈنکے بجتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں ایسے پاک طینت رہبر پیدا فرمائے ہیں۔ استاذی و مرشدی خواجہ غلام دستگیر فاروقی زید مجدہ کا شمار بھی دورِ حاضر کے ان نفوسِ قدسیہ میں ہوتا ہے جنہوں نے حضور ختمی مرتبت صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی ناموس اور ختمِ نبوت کے تحفّظ کے لئے اپنی حیاتِ مستعار وقف کی ہوئی ہے۔ آپ نے لاہور 2017 میں" ادارۂ

المُنتَہٰی پاکستان" کا قیام عمل میں لایا، اس کے تحت عقیدہ ختمِ نبوت کے تحفظ اور ردّ قادیانیت کے لئے مختلف نوعیت کے علمی و تحقیقی کاموں کا آغاز فرمایا، جن میں ختمِ نبوت کانفرنسز، سالانہ ختمِ نبوت سیمینارز اور شعورِ ختمِ نبوت کورسز کی کامیابی اور عظمت سے اہلِ علم بخوبی واقف ہیں۔ آپ نے عقیدہ ختمِ نبوت کے تحفّظ اور قادیانیت کے تعاقب میں علمی و تحقیقی میدان میں وہ عظیم محاذ قائم کیا کہ جس کی توفیق اللہ رب العزت بہت کم حضرات کو عنایت فرماتا ہے۔ 2017ء سے سہ ماہی "اَلمُنتَہٰی" کا اجراء فرمایا، جو نہایت ہی کامیابی و کامرانی سے جاری وساری ہے۔

محبت رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی انمول دولت سے مالا مال، مجاہدِ ختمِ نبوت استاذی ومرشدی جناب خواجہ غلام دستگیر فاروقی زید مجدہ ایک جید عالمِ دین، باکمال خطیب اور ثقہ مصنف ہیں۔ وہ 'آپ اپنا تعارف ہوا بہار کی ہے ' کے مصداق کسی تعارف کے محتاج نہیں ۔ سہ ماہی "اَلمُنتَہٰی" کے علاوہ کئی اہم کتابوں اور رسائل (کتابیاتِ ختمِ نبوت 2 جلدیں، تاجدارِ گولڑہ اور جہادِ ختمِ نبوت ، پیش گوئیاں، آئینہ قادیانیت ، اوّلیاتِ ختمِ نبوت ، انصاف کیجئے ، سوزِ دل ، تحفظِ ختمِ نبوت اور مشاہیر اسلام ، ارمغانِ ختمِ نبوت 2 جلدیں) کے مصنف ہیں۔

وطنِ عزیز پاکستان میں عقیدہ ختمِ نبوت کے حوالے سے شائع ہونے والے رسالہ جات کی تعداد نہایت قلیل ہے۔ لیکن جو لٹریچر اس موضوع پر شائع ہو رہا ہے اس میں ادارہ کی طرف سے شائع ہونے والے خصوصی نمبرز اور کتب قابلِ تحسین ہیں۔

لِلّٰہِ الحَمد میں دنیا سے مسلمان گیا

سہ ماہی "اَلمُنتَہٰی" کی اہمیت و افادیت کا اندازہ مفتی غلام مرتضٰی ساقی (مدیر "اَلمُنتَہٰی") کی اس بات سے لگایا جا سکتا ہے جو انہوں نے اپنے خطاب میں بیان کی کہ ماضی قریب میں آستانہ چشتیہ خیریہ جلالپور درس شکر گڑھ (مرکزی آفس" ادارۂ المُنتَہٰی پاکستان") کے قریبی دیہات میں دو نوجوان مسلمانوں کے گھر قادیانیت قبول کروانے کے لیے دو فارم بھیجے گئے۔ یاد رہے کہ ان نوجوانوں کے والدِ محترم کا تعلق مرکزی آفس سے تھا جو ہر سہ ماہی اجلاس میں شرکت کرتے تھے۔ اللہ رب العزت کے فضل اور حضور سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نظر عنایت کے فیضان،" اَلمُنتَہٰی" کے سبب ان نوجوانوں کے والدِ محترم نے ایمانی قوّت سے اس آفر کو ٹھکرا دیا۔ اس طرح ان مسلم جوانوں کا ایمان محفوظ رہا۔

لَانَبِیَّ بَعدِی زِاحسانِ خُدا است

یہاں پر ایک بہت ہی خوبصورت بات جو قبلہ خواجہ صاحب زید مجدہ نے خود بیان فرمائی کہ جب سہ ماہی "اَلمُنتَہٰی" ایک علمی و تحقیقی شخصیت کو موصول ہوا تو انہوں نے ایک تاریخی بات ارشاد

فرمائی۔ فرمایا کہ میں فی الحال رسالہ میں تحریر کردہ علمی و تحقیقی مضامین سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اس بات پر فخر کرتا ہوں کہ "اَلْمُنْتَہٰی" تین ماہ بعد امت مسلمہ کو یہ بات تو یاد کرواتا ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں۔

مجلّہ کا ہر شمارہ خاص، منفرد اہمیت کا حامل ہے لیکن چند خصوصی اشاعتوں نے بہت مقبولیت حاصل کی ہے۔

(1) "قادیانیت پر آخری ضرب" جنوری تا جون 2021ء صفحات 170 (مجلّد)

مفسرِ قرآن علامہ پروفیسر سید شاہ فرید الحق قادری (م:1433ھ / 2011ئ) کا معرکۃ الآراء مقالہ "Last Blow to Qadiyaniat" (جس میں 7 ستمبر 1974ء کے تاریخی فیصلہ کی مختصر روئیداد انگریزی میں بیان کی گئی) کو سہ ماہی "اَلْمُنْتَہٰی" نے بیک وقت تین زبانوں (اردو، عربی اور انگریزی) میں نہایت آب و تاب سے شائع کیا۔ اس نمبر پر جدید تحقیقی کام جانشینِ شرفِ ملت ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی اور ڈاکٹر خورشید احمد قادری نے کیا۔

(2) "تحفظ ختمِ نبوت اور بابو پیر بخش لاہوری" جنوری تا جون 2022ء صفحات 136

فاضلہ محققہ سدرہ عبد الخالق نے شعبۂ عربی و علومِ اسلامیہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور سے ایم اے کی سند کے لئے مقالہ "تحفظ ختمِ نبوت اور بابو پیر بخش لاہوری" لکھا جسے سہ ماہی "اَلْمُنْتَہٰی" کے شمارہ جنوری تا جون 2022ء میں خصوصی اشاعت کے طور پر سامنے لایا گیا۔ جو عقیدہ ختمِ نبوت کے حوالے سے نہ صرف اوراق گم گشتہ کی دریافت ہے بلکہ اسلاف شناسی کی بھی ایک نہایت اہم مثال ہے۔ مقالہ ھذا ڈاکٹر خورشید احمد قادری (گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور) کی سپر ویژن میں لکھا گیا۔

(3) "تحریک ختمِ نبوت 1953" جولائی تا دسمبر 2022ء صفحات 295 (مجلّد)

تحریک ختمِ نبوت 1953ء تاریخ کا ایسا زریں باب ہے جو ایمان و ایقان، علم و عرفان، شعور و آگہی اور تدبر و فراست کا نور بکھیرتا ہے۔ یہ ایک ایسی داستان ہے کہ جس کا حال ماضی ہو چکا اور ایسا ماضی کہ ہمارے حال میں واضح طور پر جھلک رہا ہے۔ آج لوگ تحریک تحفّظ ختمِ نبوت 1953ء کی تاریخ سے ناواقف ہیں۔ نوجوان اس بابِ دعوت و عزیمت سے بے خبر ہے۔

اُٹھ گئے ساقی جو تھے ، میخانہ خالی رہ گیا

یادگارِ بزمِ دِلی ، ایک حالی رہ گیا

خدشہ تھا کہیں مرورِ زمانہ سے فدایانِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وہ واقعات کہ جن سے انہوں نے یہ جنگ اس شان سے لڑی کہ فتنہ مرزائیت کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں ناپید نہ ہو جائیں۔ خوش قسمتی سے اس تحریک کی آپ بیتی

،جگ بیتی اور یادداشتوں کو کتابی صورت میں جمع کرنے کا شرف ادارہ کو نصیب ہوا۔ مذکورہ نمبر محمد ثاقب رضا قادری ایڈووکیٹ (لاہور) محمد احمد ترازی (کراچی) کی محنتوں کا ثمر ہے۔

(4) ''سر تاجِ ختمِ نبوت'' جنوری تا جون 2023ء صفحات 88

تاج الانبیاء سر تاج الرُّسُل صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ''تاجِ ختمِ نبوت'' پر ایمان افروز، پُر نور رسالہ جسکا بیشتر حصہ مسجدِ نبوی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حرمِ قدیم، گنبدِ خضریٰ کے سامنے تحریر ہوا۔ حصہ اول میں لفظِ ''تاج'' پر نثری نکات ہیں۔ دوسرے حصہ میں لفظ ''تاج'' کی نسبت ''حدائق بخشش'' میں جن اشعار میں آپ نے سرکار خاتم الانبیاء صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان مبارک بیان کرتے ہوئے لفظ ''تاج'' کا استعمال کیا ان سب اشعار کو یکجا کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس خصوصی شمارہ کے منظوم حصہ دوم میں متفرق اشعار کو جمع کیا گیا ہے جن میں شعراء نے حضور سر تاج الانبیاء صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے لفظ ''تاج'' استعمال کیا ہے۔

(5) ''اربعین عقیدہ ختمِ نبوت'' جولائی تا دسمبر 2023ء صفحات 96

''تفسیر تبیان القرآن'' میں سورہ احزاب کی آیت 40 کے تحت بیان کردہ 50 پچاس احادیث صحیحہ اور مقبولہ اردو میں ذکر کی ہیں۔ جن میں ہمارے نبی سیدنا محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خاتم النبیین ہونے کی تصریح موجود ہے۔ عقیدہ ختمِ نبوت کے حوالے سے یہ ایک عظیم کاوش کہ جس میں پچاس احادیث ختمِ نبوت کو سند و متن بمع ترجمہ و تشریح خوبصورت انداز میں ترتیب دیا گیا ہے۔ تخریج و تشریح کی سعادت مفتی فرقان عبّاس نقشبندی (پنجاب یونیورسٹی لاہور) کے حصہ میں آئی۔

(6) ''اسلام اور قادیانیت'' جنوری تا جون 2024ء صفحات 116

برصغیر پاک و ہند نے بلند پایہ بہت سی شخصیات کو جنم دیا۔ انہی چند افراد میں فردِ فرید حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمۃ کا نام ہے۔ جن کی خدمات ملک وملت کے لئے ناقابلِ فراموش ہیں۔ سہ ماہی ''اَلمُنتَہٰی'' کے اس خصوصی شمارہ میں عقیدہ ختمِ نبوت اور فتنہ قادیانیت سے متعلق حکیم الامت کے مکتوبات (انگلش، اردو) کو یکجا کیا گیا ہے جو ان کی حیات میں شائع ہوئے۔

اللہ کریم حضور ختمی مرتبت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے طفیل ''ادارۃُ المُنتَہٰی پاکستان'' کی ٹیم اور بانی خواجہ غلام دستگیر فاروقی زید مجدہ کی قابلِ ستائش خدمات کو قبول فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ اجمعین۔

ختم نبوت کا تحفظ اور ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور

از: مفتی احمد نواز مصباحی

رہنمائے علم و عمل، پاسبانِ قوم و ملت، دین و سنیت کا ترجمان اور ایمان و عقائد کے حقیقی علمبردار ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور نے تمام فتنوں (سیاسی، سماجی، معاشرتی، اخلاقی، ایمانی، اعتقادی، مذہبی وغیرہ) کا مجموعی طور پر سد باب کیا ہے۔ ان میں سے سب سے دل سوز فتنہ ناموسِ رسالت اور ختمِ نبوت کا ہے جو بتقاضہ ایمانی ناقابل برداشت ہے اور اس کی سرکوبی لازمی ہے۔ اسی روش کو اپناتے ہوئے اور

قرآنی اسلوب (معترضین کا جس درجے کا اعتراض رہا ہے اسی تاکید کے ساتھ قرآن نے جواب دیا ہے۔) کی پیروی کرتے ہوئے ماہ نامہ اشرفیہ نے ان تمام شر پسند عناصر کو مسدود و مدفون کر دیا ہے جس عناصر نے بھی راہ تلاشنے اور جنم لینے کی کوشش کی۔ اور ایمان و عقائد اور نظامِ اسلام پر ہونے والے تمام ایرادات و اعتراضات کا احسن انداز میں جواب دیا ہے۔ غالباً اس اردو رسالے کے دنیا میں سب سے زیادہ قارئین ہیں اور اس رسالے نے اپنے قارئین اور ان کے ذریعہ عوام الناس کی حقیقی رہبری و دستگیری کی ہے۔ بالخصوص یہ رسالہ تحفظ ناموسِ رسالت اور عقیدہ ختمِ نبوت دونوں موضوع کو جو کہ ضروریات دین سے ہے، ایمان کا بیش بہا لازمی اور قیمتی حصہ ہے، قرآن و احادیث اس پر شواہد ہیں اور دلائل اجماع امت موجود ہیں وقتاً فوقتاً شائع کرتا رہا ہے۔ کیونکہ ختمِ نبوت ایسا اجماعی، قطعی اور صریح مسئلہ ہے کہ جس کے خلاف ذرہ برابر کی بھی گنجائش نہیں اور نہ ہی اس گنجائش کو صاحب ایمان برداشت کر سکتا ہے۔

بہر حال ختمِ نبوت کے حوالے سے میں نے بیسویں صدی (2000ء) کے آغاز سے لے کر اب تک کے رسالوں کو تلاش کیا جس میں مجھے کثیر مضامین دستیاب ہوئے جن کی فہرست یہ ہے:

☆ناموسِ رسالت۔ لیاقت علی خان نیازی (فروری 2003، ص:12)

☆تحذیر الناس اور انکار ختم نبوت۔ مولانا ناظم علی مصباحی(اگست2005،ص:23)

☆عظمت مصطفی۔ غلام احمد قریشی (مارچ 2013،ص:19)

☆تاجدار ختم نبوت۔ مولانا محمد فروغ القادری (نومبر2015،ص:20)

☆مدعی نبوت مرزا قادیانی پر اولین فتوی کفر کی تحقیق پہلی قسط۔ محمد ثاقب رضا قادری (فروری 2016،ص:15)

☆مدعی نبوت مرزا قادیانی پر اولین فتوی کفر کی تحقیق آخری قسط۔ محمد ثاقب رضا قادری (مارچ 2016،ص:14)

☆قادیانیات عہد حاضر کا بد ترین فتنہ۔ مبارک حسین مصباحی(مئی2019،ص:3)

☆ختم نبوت کے تحفظ میں امام احمد رضا کا کردار۔ سید صابر حسین شاہ بخاری (اپریل2020، ص:24)

☆مسئلہ ختم نبوت اور امام احمد رضا۔(سید صابر حسین شاہ بخاری اگست2020،ص:31)

☆قادیانیت ایک مطالعہ۔ مہتاب پیامی(ستمبر تا دسمبر2020،ص:129)

☆ختم نبوت قران و حدیث کی روشنی میں۔ مولانا محمد سعید احمد(مارچ2021،ص:12)

☆خلیفہ راشد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ختم نبوت کے اولین محافظ۔ سید صابر حسین شاہ بخاری(مارچ2021،ص:29)

☆خلیفہ راشد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مسئلہ ختم نبوت۔ وزیر احمد مصباحی (مارچ 2021،ص:32)

☆قادیانیت پر آخری ضرب۔ سید صابر حسین شاہ بخاری(اپریل تا جون2021،ص:98)

☆سہ ماہی "المنتہی" کا تحفظ ختم نبوت اور بابو پیر بخش لاہوری نمبر۔ سید صابر حسین شاہ بخاری (اگست2022،ص:45)

☆تاریخ مباحثہ لاہور۔ سید صابر حسین شاہ بخاری(اگست2022،ص:48)

☆سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین" صلی اللہ علیہ وسلم اپنے احساسات و تاثرات۔ تبصرہ نگار مبارک حسین مصباحی(مارچ اپریل2023،ص:90)

☆صدر شریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی اور تحفظ عقیدہ ختم نبوت۔ سید صابر حسین شاہ بخاری (اگست2023،ص:19)

☆قادیانیت کے بڑھتے قدم۔ محسن رضا ضیائی (جنوری فروری2024،ص:18)

☆خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور فتنہ قادنیت۔ مبارک حسین مصباحی (اگست 2024،ص:5)

☆پاکستان میں قرارداد ختم نبوت کی گولڈن جبلی۔ مبارک حسین مصباحی (اگست 2024، ص: 17)

☆ختم نبوت کی سچی حکایات ۔ غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔اے۔(اگست 2024،ص:21)

☆مرزا قادیانی کی دو رخی پالیسی اسلام اور ماڈرن سائنس کی نظر میں۔ عرفان محمود برق (اگست 2024،ص:25)

☆ختم نبوت اور رد قادنیت، علامہ بدر القادری کی جامع کتاب۔ سید صابر حسین شاہ بخاری (اگست 2024،ص:48)

اس کے علاوہ فتاوے، خیر وخبر اور منظومات میں فتنۂ قادیانیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اور پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری پاکستان کی جانب سے موصول ہونے والے مکتوبات اکثر ختم نبوت اور خاتم النبیین کے حوالے سے تھے۔ مکتوبات میں ختم نبوت اور خاتم النبیین کے متعلق ہونے والی قلمی کاوشوں کا تذکرہ کرتے رہے۔ جن کو ماہ نامہ اشرفیہ میں شائع کیا گیا۔

اگست 2022 تا جنوری 2023 مسلسل چھ قسطوں میں شاہ بخاری کے مکتوبات شائع کیے گئے جن میں چوتھا مکتوب "ختم نبوت فورم کے ترجمان ماہ نامہ مجلہ الخاتم صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت ثانیہ از سرِ نو اجرا"

پانچواں مکتوب "الحقیقۃ کا تحفظ ختم نبوت نمبر"

چھٹا مکتوب "الخاتم انٹرنیشنل کا اجرا"

ساتواں مکتوب "امیر المجاہدین نمبر" ہے۔

ہم سب سے پہلے ختم نبوت کو لغوی اعتبار سے سمجھتے ہیں۔ اس سلسلے میں مولانا محمد سعید احمد صاحب کا مضمون "ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں" (مارچ 2021) میں شائع ہوا۔

مولانا سعید احمد صاحب نے لغوی اعتبار سے خاتم النبیین کے معنی کی ایسی وضاحت فرمائی کہ دشمن ہکا بکا رہ جائے۔

مشہور آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ میں اللہ تعالیٰ نے نام مبارک لے کر بیان فرمایا کہ سلسہ نبوت آپ پر ختم ہو چکا ہے۔ آپ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا اور اس مدعی نبوت کو سچا جاننے والا در اصل اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تکذیب کر رہا ہے۔ مضمون نگار لغوی اعتبار سے نہایت عمدہ بات تحریر فرماتے ہیں:

" خاتم النبیین کا جو معنی بیان کیا گیا ہے، اس معنی پر اجماعِ امت کے علاوہ لغت کی شہادت بھی قائم ہے۔ الصحاح کے مصنف علامہ حماد بن اسمٰعیل الجوہری (م۔353ھ) اور لسان العرب کے مولف علامہ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الافریقی النصری (م711ھ) وغیرہ اہل لغت نے یہی معنی بیان فرمائے۔ ان اہل لغت پر تعصب یا ذاتی عقیدہ بیان کرنے کا الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ کیونکہ انکار ختم نبوت کے فتنہ سے بہت پہلے یہ حضرات معنی بیان کر چکے ہیں۔"

بحوالہ صحاح لکھتے ہیں:" ختم اللہ لہ بخیر" خدا اس کا خاتما بالخیر کرے۔

الخاتم والخاتم بکسر التاء وفتحھا والخاتم

والخاتام کلہ بمعنی وخاتمۃ الشیء آخرہ
یعنی خاتَم خاتِم خِتام، خاتام سب کا ایک ہی معنی ہے اور کسی چیز کے آخر کو خاتمۃ الشیء کہتے ہیں۔"
لسان العرب میں ہے :
" ختام الوادی: اقصاہ وختام القوم خاتمہم و خاتمہم آخرھم" وادی کے آخری کونا کو ختام الوادی کہتے ہیں۔ قوم کے آخری فرد کو خِتام، خاتَم اور خاتِم کہا جاتا ہے۔"
مزید آگے لکھتے ہیں " :التہذیب کے حوالے سے لسان العرب نے یوں لکھا :
والخاتِم والخاتَم من اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی التنزیل العزیز ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ای آخرھم ومن اسمائہ العاقب ایضاً معناہ آخر الانبیاء۔"
خاتِم اور خاتَم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی میں سے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کے بارے میں ارشاد ہوا: (وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ) سب نبیوں سے پچھلا اور حضور کے اسمائے گرامی میں العاقب بھی ہے اس کا معنی بھی آخر الانبیاء ہے۔ "
المصباح المنیر فی الشرح الکبیر میں ہے۔" ختمتُ القرآن حفظتُ خاتمتہ وھی آخرہ "
نتیجے کے طور پر سعید احمد صاحب لکھتے ہیں :
"اہل لغت کی تصریحات سے یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ خاتم کی تاء پر زبر ہو زیر یعنی اسے خاتَم پڑھا جائے یا خاتِم دونوں صورتوں میں اس کا معنی "آخری" ہے۔ اس معنی کی تائید قرآن مجید کی ایک اور آیت میں ہے ارشاد ربانی ہے: " ختامہ مسك"(سورہ المطففین)
"ای آخرہ وعاقبة مسك یختم للقم فی اخر مشرابھم بریح المسك" اہل جنت کو جو مشروب پلایا جائے گا اس کے آخر میں انھیں کستوری کی خوشبو آئے گی۔ (ابن جریر طبری)
اہل لغت نے خاتم کا معنی مہر یا مہر لگانے والا بھی کیا ہے۔ اس مہر یا مہر لگانے والے سے مراد کسی منصب دار یا ڈاک کھانا کی مہر نہیں کہ کسی درخواست پر لگائی یا لفافہ اور کارڈ پر لگائی اور مناسب کاروائی کے لیے آگے بھیج دی۔ اس مہر سے مراد وہ مہر ہے جس سے کسی شے کو ختم یا بندہ کیا جاتا ہے۔
لسان العرب میں ہے:" ختمہ یختمہ ختما و ختاما۔ طبعہ فھو مختوم و مختم شدد للمبالغة "
یعنی ختم کا معنی مہر لگانا ہے اور جس پر مہر لگا دی جائے اس کو مختوم اور مبالغہ کے طور پر مختم کہتے ہیں۔ لسان العرب کے حوالے سے نہایت دل آفریں معنی نقل کرتے ہیں :
"عنی ختم وطبع فی اللغة وھو التغطیة علی الشیء والاشتیاق عن ان لایدخلہ شیء کما قال جل وعلا ام علی قلوب اقفالہ"
طبع اور ختم کا لغت میں ایک ہی معنی ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی شے کو اس طرح ڈھانپنا اور مضبوطی سے بند کر دینا کہ اس میں باہر سے کسی چیز کا داخلہ ممکن

نہ رہے۔"(ملخصاً، مضمون: ختمِ نبوت از محمد سعید احمد)

ختم اور طبع کے ایک ہی معنی کی تائید میں قرآن مجید کی آیت: "خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ" ہے علامہ ابن جریر طبری اس آیت کے معنی میں لکھتے ہیں: ای طبع اللہ علی قلوبھم واسمائھم فلا یکون للایمان الیھا مسلك ولا للکفر منھا مخلص کما یطبع ویختم علی الاوعیۃ والظروب۔" (مختصر تفسیر طبری) اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی۔ پس ایمان ان میں داخل نہیں ہو سکتا نہ کفر ان کے دلوں سے نکل سکتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جس طرح برتنوں کا منہ بند کر دیا جائے تو ان میں نہ کچھ ڈالا جا سکتا ہے نہ ان میں سے کچھ نکل سکتا ہے اس صورت میں خاتم النبیین کا معنی ہو گا کہ حضور اکرم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کی ایسی مہر ہیں کہ کوئی مدعی نبوت اب زمرہ انبیاء میں نہ داخل ہو سکتا ہے نہ اس زمرہ سے نکالا جا سکتا ہے۔ اس لغوی تحقیق کے بعد موصوف نے اکابر مفسرین کے چند اقوال درج کیے ہیں۔ مزید چند آیات نقل کرنے کے بعد "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

"جن، انسان، مومن، کافر سبھی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت شامل ہے۔ مومن کے لیے رحمت دنیا و آخرت میں ہے اور کافر کو عذاب میں تاخیر سے اور مسخ، خسف اور قذف کے عذاب اٹھا دینے کی رحمت حاصل ہے۔ مفسرین نے بیان کیا اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے اپ کو نہ بھیجا مگر رحمت مطلق تامہ کاملہ شاملہ جامعہ محیطہ بر جمیع مقیدات رحمت غیبیہ وشہادت علمیہ وجودیہ وشہودیہ وسابقہ ولاحقہ وغیرہ ذلک تمام جہانوں کے لیے۔ عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام، ذوی القول ہوں یا غیر ذوی القول۔ اور جو تمام کے لیے رحمت ہو گا وہ سب کے لیے کافی ہو گا ان کی ہدایت اسی سے وابستہ ہو گی۔ لہذا اس کے بعد کوئی نیا رسول یا نیا نبی آنا یا نبوت کے جاری ہونے کا امکان ثابت کرنا اس رحمت کاملہ شاملہ عامہ کا انکار کرنا ہے۔"

(ایضاً، ص:15)

صحابہ کرام وہ مقدس ہستیاں ہیں جنھوں نے کتاب و حکمت کی تعلیم بغیر واسطہ کے نبی رحمت، معلم کتاب و حکمت سے حاصل کی۔ انہوں نے خاتم الانبیاء کا معنی سب نبیوں سے پچھلا نبی سمجھا، جانا، مانا اور بیان کیا محدثین اور مفسرین نے ان سے یہی مانا نقل کیا ہے۔ ابن جریر، عبد الرزاق، عبد ابن حمید، ابن المنذر، ابن ابی خاتم، ابن کثیر وغیرہ مفسرین نے جن صحابہ کی اس سلسلے میں روایت نقل فرمائی ہیں ان کی تعداد ساٹھ (60) تک پہنچتی ہے۔

ختم نبوت کے اسی معنی کو بیان کرنے والے تابعین کی ایک جماعت بھی ہے جس میں حضرت امام محمد بن باقر رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت سعد بن ثابت، حضرت ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں صحابہ کرام اور تابعین عظام رضوان اللہ

تعالیٰ علیہم اجمعین کی مرویات اور دیگر تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہوں "جزا اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ" از: امام احمد رضا علیہ الرحمہ قلم کار نے قرآن و احادیث اور تفسیر کے ذریعے اپنے مضمون کو مزین کرنے کے بعد احادیث کریمہ، کتب سابقہ کے علما، اللہ تعالیٰ اور انبیاے سابقین و ملائکہ مقربین کے ارشادات کا خلاصہ پیش کرتے ہیں:

"میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں، میں سب انبیاء میں اخری نبی ہوں، ہمیں پچھلے ہیں، میں سب نبیوں کے بعد بھیجا گیا، قصر نبوت میں جو ایک اینٹ کی جگہ تھی وہ مجھ سے کامل کی گئی میرے بعد کوئی نبی نہیں، رسالت نبوت منقطع ہو گئی اب نہ کوئی رسول ہو گا نہ کوئی نبی، میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا، احمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہوں گے ان کے بعد کوئی نبی نہیں، ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں، وہ آخر الانبیاء ہیں۔ خود رب العزت جل وعلا نے ارشاد فرمایا: محمد ہی اول و آخر ہیں، اس کی امت مرتبے میں سب سے اگلی اور زمانے میں سب سے پچھلی، وہ سب انبیاء کے پیچھے آیا، اے محبوب میں نے تجھے آخر النبیین کیا۔" (ملخصاً، ص:18)

ختمِ نبوت کے متعلق ایک عقلی دلیل نقل کرتے ہیں:

"کتاب مبین کے ہوتے ہوئے کسی نئے احکام یا کتاب کی ضرورت باقی نہیں، جب کسی نئی کتاب کا آنا محال اور عبث ہے تو ظاہر ہے کہ کتاب کو کوئی نبی ہی لائے گا۔ جب نئی کتاب کا آنا محال اور عبث ٹھہرا تو نئے نبی کا آنا بھی محال اور عبث ٹھرا۔"

ماضی قریب میں مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعوی کر کے قصر نبوت کے مکمل ہو جانے کے بعد اس میں نقب زنی کی، بے شمار جھوٹے دعووں میں تبدیلی اور ترقی کرتا رہا، جس کی بدولت ذلت و رسوائی اس کا مقدر بنی۔ مجدد بنا، مصلح بنا، مسیح بنا، مہدی بنا، غیر تشریعی نبی بنا اور نبی بنا۔ اپنے انکار کرنے والوں کو گالیاں دیتا رہا، نحوست پھیلاتا رہا کافر کہتا رہا۔ یہ سب کچھ سیاہ دل سفید فام انگریزوں کی ایما پر کرتا رہا۔ مسلمانوں میں انتشار پھیلاتا رہا تاکہ ظالم و جابر انگریز کی حکمرانی کا پنجہ مضبوط سے مضبوط ہوتا رہے۔

اسلام میں آج بے شمار فرقے ہیں سبھی ایک دوسرے کے نظریات کی تغلیط کرتے ہیں باہم آویزش کے باوجود مرزا قادیانی اور اسی طرح مرزا قادیانی کے ماننے والوں کی تکفیر میں متحد ہیں۔

مرزا قادیانی کے دعوی نبوت سے بر عظیم پاک و ہند کے بعض علما نے ختم نبوت کے اجزاء اور نئے نبی کے امکان کے لیے حالات ساز گار کرنے میں بڑی تگ و دو کی۔ سید احمد بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی نے شان رسالت کو کم کرنے کے لیے یہ مسئلہ نکالا کی حضور خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر ممکن ہے حالانکہ اجلہ علماے کرام نے واضح تصریح فرمائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ممکن نہیں۔ ان علما میں سے مجاہد تحریک ازادی مولانا فضل خیر ابادی سر فہرست ہیں۔ امتناع نظیر اور

امکان نظیر پر ایک مناظرہ شیخوپور ضلع بدایوں میں 1871ء میں ہوا۔ مولانا عبد القادر بدایونی نے واضح دلائل سے امتناع نظیر کے مسئلہ کو نکھارا، امکان نظیر کے حامی مولوی امیر احمد سہسوانی نے اپنی تائید میں مولوی محمد احسن نانوتوی، مولوی عبد الحی فرنگی محلی، مفتی سعد اللہ مراد آبادی سے فتوی حاصل کیا۔ ان مفتیان نے ایک اثر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے استدلال کیا۔ اس فتوی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کو ساتوں زمینوں میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل چھ اور خاتم النبیین ماننے پڑے۔

اسی عرصہ میں ایک استفتا کے جواب میں مولوی قاسم نانوتوی نے ایک مکمل رسالہ "تحذیر الناس" لکھا جس میں بڑے شدومد سے کہا گیا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہو جائے تو اپ کی نبوت میں فرق نہیں آتا۔ مولوی عبد الحی فرنگی محلی نے اس موضوع پر تین مستقل رسالے لکھے۔ امکان نظیر اور اجرائے نبوت کے فتووں کی اشاعت سے ان مفتیان نے ادعاے نبوت کے لیے راہ ہموار کی۔ انگریزوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو دعوی نبوت کے لیے آمادہ کیا۔ چنانچہ مسلمانوں کا یہ دشمن بالاخر دعوی نبوت کر کے ہمیشہ کے لیے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کا باعث بنا۔

جس طرح مرزا قادیانی ادعاے نبوت کرنے سے ارتداد کا مرتکب ہوا اسی طرح امکان اجراے نبوت کا فتوی دینے والے بھی اسی جرم کے مرتکب ہوئے۔

خلیفہ راشد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ختم نبوت کے اولین محافظ

از: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری (مارچ 2021)

اس مضمون سے مستفاد ہوتا ہے کہ ختم نبوت کے خلاف فتنۂ عظیم میں آپ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تڑپ گئے اور ختم نبوت کے اولین محافظ بن کر سامنے آئے۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا "لوگوں! مدینہ میں کوئی مرد نہ رہے اہل بدر ہوں یا اہل احد سب یمامہ کا رخ کرو۔" آپ نے اشک بار آنکھوں سے مزید فرمایا: مدینہ میں کوئی نہ رہے حتی کہ جنگل کے درندے آئیں اور ابو بکر کو گھسیٹ کر لے جائیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم خلیفہ اول کو نہ روکتے تو آپ خود تلوار اٹھا کر یمامہ کا رخ کر لیتے۔

مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے مقام پر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں پہلا جہاد برپا ہوا۔ عکرمہ اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالی عنہما کی قیادت وشہادت کے بعد حضرت سیف اللہ سیدنا خالد بن ولید منتخب ہوئے۔ چنانچہ آپ نے فیصلہ کن جہاد فرمایا آپ کے ہاتھوں مسیلمہ کذاب اپنے 20 ہزار پیروکاروں کے ساتھ واصل جہنم ہوا اور محافظین ختم نبوت میں سے کل بار سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا ان میں

700 سے زائد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم حافظ قران اور عالم تھے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

الحمدللہ علی احسانہ! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی نگرانی میں صحابہ کرام کی کثیر تعداد نے اپنی جانیں تو قربان کر دی لیکن عقیدہ ختم نبوت پر کسی قسم کی کوئی آنچ نہ آنے دی۔ ختم نبوت کے اس معرکے میں حضرت وحشی رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھوں اس نیزے سے مسیلمہ کذاب اپنے انجام کو پہنچا جس نیزے سے اسلام لانے سے قبل آپ نے حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو شہید کیا تھا۔ اہل مدینہ نبوت کی محافظت میں لڑی گئی اس جنگ کے بارے میں برملا فرماتے تھے کہ: "بخدا ہم نے ایسی جنگ نہ پہلے کبھی لڑی تھی نہ بعد میں لڑی۔"

خلیفہ راشد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مسئلہ ختم نبوت

از: وزیر احمد مصباحی (مارچ 2021)

ہمارے ہم درس وزیر احمد مصباحی صاحب اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:

" حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالتے ہی جن مسائل کا سامنا کیا ان میں مسئلہ منکرین زکات اور مرتدین اہم ہیں وہ لوگ جو نجد اور حضرت موت وغیرہ میں تھے وہ مسیلمہ کذاب اور سجاح بنت حرث جیسے جھوٹے مدعیان نبوت کے ساتھ مل گئے تھے جو نو مسلم تھے یا جن کے دلوں پر اسلامی احکام نے پورا پورا اثر نہیں کیا تھا وہ بھی مرتد اور باغی ہوگئے۔ قبیلہ بنی اسد، قبیلہ بنی غطفان، قبیلہ بنی اسلم اور قبیلہ بنی تمیم وغیرہ کے بعض افراد بھی مرتد ہو گئے تھے مگر صدیق اکبر نے ان تمام فتنوں کی سرکوبی کے لیے بروقت مختلف صحابہ کرام کو روانہ فرما کر ملت اسلامیہ کو منتشر ہونے سے بچالیا۔" (ملخصاً)

"یقیناً عقیدہ ختم نبوت اساسِ ایمان ہے اس مسئلہ کی نزاکت و اہمیت کے پیش نظر کوئی مسلمان اس کی راہ میں حائل مصلحت و ضرورت کو برداشت نہیں کر سکتا اور نہ ہی وہ منکرین نبوت کی طرف کھڑی کی گئی دیوار کو منہدم کرنے میں کسی کوتاہی و تغافل کا مظاہرہ کرے گا۔" (ایضاً)

ختم نبوت اتنا سنگین معاملہ تھا کہ سنجیدگی، رحم دلی اور نرم مزاجی کے حامل ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک سال کے اندر اندر مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، علقمہ بن علاشہ، فجاہ ایاس بن عبد، ابو شجرہ بن عبد العزیٰ، ام زمل، اور بنو عبد القیس وغیرہ کے فتنہ ارتداد و نبوت کے جھوٹے دعووں کو اپنی وسعتِ نگاہی اور بلند ہمتی سے چکنا چور کر دیا۔

معرکۃ الآرا جنگ " جنگ یمامہ " پیش آنے کی وجہ مسیلمہ کذاب ہی تھا، جس نے نبوت کا دعوی کر کے اپنے ارد گرد تقریبا ایک لاکھ عوام جمع کر کے مسلمانوں کے خلاف خروج کرنا شروع کر دیا

تھا۔"رحمان الیمامہ" کہلوانے والا مسیلمہ کذاب دور رسالت میں ہی نبوت کا دعوی کر چکا تھا لیکن اس نے لوگوں کی حمایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ظاہری کے بعد حاصل کی۔

تمام جھوٹے مدعیان نبوت کا یہ خیال تھا کہ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین شدید سزاؤں اور دربدر ہونے کے بعد نجات پا گئے ہم بھی اسی طرح کچھ مصیبتوں کے بعد کامیاب ہو جائیں گے مگر صدیق اکبر نے اپنی خداداد صلاحیت کی بدولت اس فتنے کو فرو کر کے امت مسلمہ کو چین و سکون فراہم کیا۔

مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کا اندازہ اپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات میں جتنی بھی جنگیں اور معرکے سر انجام دیے ان سب میں شہید ہونے والے مسلمانوں کی تعداد غالبا 259 یا 260 ہیں، مگر جنگ یمامہ، جو کہ دور صدیق اکبر کی پہلی جنگ ہے اس میں جاں نثار اجلہ صحابہ کرام نے جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف اپنی جان کی بازی لگا دی اور تقریبا 1200 لوگوں نے جام شہادت نوش فرمایا۔ جس میں تقریباً 700 حفاظ کرام بھی شہید ہوئے اور یہی وہ اصل محرک ہے جس نے پہلے پہل تدوین قرآن کی جانب اشارہ دیا۔ اور آپ کی مبارک زندگی ختمِ نبوت کے معاملے میں مشعلِ راہ بن گئی۔

"عظمت مصطفیٰ"

از: غلام احمد قریشی (مارچ 2013)

مضمون نگار نے مذکورہ عنوان کے تحت ایک پیراگراف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اول و آخر کے لحاظ سے لکھا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ صحابہ نے دریافت کیا کہ نبوت آپ کو کب ملی؟ فرمایا: اس وقت جب حضرت آدم علیہ السلام جسم اور روح کے درمیان تھے۔ (یعنی ان میں ابھی روح نہیں پھونکی گئی تھی۔)

عن ابی ھریرۃ قال، قال یا رسول اللہ متی وجبت لك النبوۃ قال وادم بین الروح والجسد (رواہ الترمذی و قال ھذا حدیث حسن)

اس سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام انسانی صورت میں استوار بھی نہ ہونے پائے تھے اس وقت آپ کو کمالِ نبوت حاصل ہو چکا تھا۔ اور اسی وقت انبیاء علیہم السلام سے آپ کے لیے ایمان و نصرت کا عہد بھی لے لیا گیا تھا تاکہ معلوم ہو کہ رسالت عامہ ان کو بھی شامل ہے۔ اس اعتبار سے آپ سب سے پہلے نبی ہیں۔ مگر چوں کہ جسد عنصری کے لحاظ سے آپ کا ظہور سب سے آخر میں ہوا، اس لیے آپ آخر الانبیاء بھی کہلائے مگر اس معنٰی سے نہیں کہ آپ کو نبوت سب سے آخر میں ملی، بلکہ اس معنٰی سے کہ آپ کا ظہور سب سے آخر میں ہوا ہے ورنہ منصبِ نبوت کے لحاظ سے آپ کی ولادت سے قبل اور ولادت کے بعد چالیس سال کی عمر سے پہلے اور اس کے بعد زمانہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

"ناموسِ رسالت کا تحفظ فقہی نقطۂ نظر کی روشنی میں"

از: ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی (فروری 2003)

شاتمِ رسول کی سزا واجب القتل ہے۔ ابن تیمیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" میں اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی شہرہ آفاق تصنیف "حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں کہ شاتم رسول کو توبہ کا موقع نہیں دیا جائے گا اس کی بابت باز پرس بھی نہیں کی جائے گی، اور اسے فوراً قتل کر دیا جائے۔ جب بدبخت مرد و عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں تو غیور مسلمانوں نے انھیں قتل کر دیا اور جب معاملہ حضور تک پہنچا تو آپ نے ان شاتموں کا خون ساقط کر دیا۔ نیازی صاحب اپنے مضمون میں تحریر فرماتے ہیں :

"جو کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوی نبوت اعلانیہ یا خفیہ طور پر کرے اسے مرتد کی طرح توبہ کا موقع دیا جائے گا اگر وہ باز آ جائے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا اور اس کی وراثت مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ یہ رائے ابو داؤد، اسماعیل القاضی ابو بکر عبد العزیز اور قاضی ابو الیعلی کی ہے، حضرت علی کے یہاں بھی مرتد کو تین دن کی مہلت دی جائے گی۔ (بحوالہ اسلامی قوانین، حدود، قصاص، دیت، تعزیرات) (مؤلفہ ڈاکٹر تنزیل الرحمن، قانونی کتب خانہ، لاہور صفحہ 148)

تاجدارِ ختمِ نبوت

از: فروغ القادری (نومبر 2015)

مولانا فروغ القادری صاحب ختم نبوت کا معنی و مفہوم واضح اور عام فہم انداز میں پیش کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ: "استثنائی طور پر بڑی تعداد میں ایمانی قوتوں والی جاں نثاروں کی جماعت من جانب اللہ عطا کی گئی۔ اور یہی جماعت بازنطینی ایمپائر اور ساسانی ایمپائر کے ٹوٹ کر ختم ہونے اور نبی کریم کے وصال ظاہری کے بعد ایک عظیم مسلم سلطنت بن گئی، یہی جماعت کتب خانہ بھی تھی۔ قران عظیم اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنا، قران لکھنا پڑھنا ان کی پاکیزہ زندگی کا محبوب مشغلہ تھا۔ حفاظت قرآن کا یہ سلسلہ تقریباً ایک ہزار سال تک غیر منقطع طور پر چلتا رہا۔ یہ کسی کتاب کی حفاظت کا استثنائی معاملہ تھا جو قدیم زمانے میں کسی کتاب کے ساتھ نہیں پیش آیا۔ یہ اس لیے کہ آپ خاتم النبیین بن کر جلوہ گر ہوئے۔"

مولانا موصوف تفسیر ابن کثیر کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں :

"پس یہ آیت اس بات میں نص صریح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، تو جب کوئی نبی نہ ہوا تو رسول بدرجہ اولی نہ ہو گا۔ کیونکہ مرتبہ رسالت مرتبہ نبوت سے خاص ہے۔ ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے لیکن ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں۔ مزید لکھتے ہیں: حضرت امام اعظم کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعوی کیا اور دلیل پیش

کرنے کی مہلت مانگی تو امام اعظم نے فرمایا کہ حضور کے بعد نبوت کا دعوی کرنے والا بھی کافر اور دلیل طلب کرنے والا بھی کافر کیونکہ حضور نے فرمایا "لا نبی یا بعدی۔"

نبوت کا مسئلہ عقیدے سے تعلق رکھتا ہے جس کا اثبات صرف آیت قرآنیہ اور احادیث متواترہ سے ہو سکتا ہے، اخبار احاد بھی اصلاح عقائد کے لیے کافی نہیں نہ ہی فلاسفہ کے مبہم اقوال۔ نبی کی شرائط سے یہ ہے کہ وہ اپنی صداقت پر معجزہ پیش کرے۔ انہیں ایسی نشانیاں دی گئیں جو ایمان لانے کے لیے کافی تھیں۔"جس طرح اللہ واجب اور مستحق عبادت ہے اس کے سوا الوہیت کا اور کوئی مفہوم نہیں ہے، اسی طرح وحی اور اس کی تبلیغ کے سوا نبوت کا کوئی مفہوم نہیں اور جس طرح کوئی شخص ظلی اور بروزی خدا نہیں ہو سکتا، اسی طرح کوئی ظلی اور بروزی نبی نہیں ہو سکتا۔ (ماخوذ از مقالات سعیدی بقلم فروغ القادری۔")

1857 کی جنگ آزادی کے انگریز اسلامیانِ ہند کے جذبہ جہاد سے حد درجہ خوفزدہ تھے اس قوم کو غلام بنانے اور دلوں سے جذبہ جہاد فنا کرنے کے لیے انگریزوں کے نمک خوار مرزا قادیانی نے پہلے مسیح موعود پھر باضابطہ نبی ہونے کا دعوی کیا اور کہا کہ میری نبوت میں جہاد کا حکم منسوخ ہے اور اس دعوے کے رد میں علامہ اقبال نے کہا کہ اگر مرزا قادیانی نبوت کا دعوی نہ بھی کرتا اور صرف جہاد ہی کی مخالفت کرتا تب بھی وہ امت محمدیہ میں شامل نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ فرضیت جہاد کا حکم قرآن عظیم میں موجود ہے ایک موقع پر ڈاکٹر اقبال نے پنڈت نہرو کو ایک مکتوب کے جواب میں واضح الفاظ میں لکھا: "میں اپنے دین میں اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہیں پاتا کہ احمدی (قادیانی) اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔"

مضمون نگار کے دو اقتباس کا خلاصہ ملاحظہ فرمایئے :

قادیانیوں نے جامعۃ الازہر سے اپنی تائید میں فتوی حاصل کرنے کے لیے اپنے دو مبلغین کو کلیۃ اصول الدین میں داخلہ کرایا، مصر میں قادیانیت کے فروغ کے لیے کام شروع کیا اور مصر میں پہلے تعارف کے طور پر ابتدا میں دو رسالے "تعلیم الاحمدیہ "اور" الاحمدیہ کما عرفان چھاپی۔ اس ناپاک حرکت کے بعد ایک کمیٹی جس میں جامعہ کے متعدد جید علما شامل تھے تشکیل دی گئی۔ اس کمیٹی نے دونوں افراد کی مفصل تحقیقات کی، قادیانیوں کے لٹریچر کا مطالعہ کیا، اور آخر میں ایک جامع رپورٹ شیخ الازہر المراغی کو پیش کی۔ اس رپورٹ میں قادیانیوں کے عقائد کا جائزہ لینے کے بعد انھیں کافر قرار دیا گی۔ ا اور آئندہ جامعۃ الازہر میں قادیانی طلبہ کے داخلے پر ہمیشہ کے لیے پابندی عائد کر دی گئی۔

اس وقت دنیا میں ختم نبوت کے منکر بہائی یا قادیانی ہیں، امریکہ اور جرمنی میں ایک گروپ علی باہ کی نبوت کا قائل ہے ان کی تعداد کم ہے اور

قادیانی سب سے زیادہ، ان کے دو فرقے ہیں ایک فرقہ مرزا کو نبی اور رسول مانتا ہوں اور دوسرا مجدد اور محدث مانتا ہے اسے لاہوری کہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مرزا کو وحی اور الہام میں اشتباہ ہو گیا۔ قادیانی اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔

ختم نبوت کے تحفظ میں امام احمد رضا کا کردار، از: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری (اپریل 2020)

محافظین ختم نبوت میں مجدد دین و ملت الشاہ الحافظ القاری اعلی حضرت محمد امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م۔ 1921ء) کا کردار نہایت روشن اور نمایاں رہا ہے بلکہ آپ کے سارے خانوادے کو ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے ہی شہرت ملی۔

مولانا احسن نانوتوی (م.1894ء) نے جب حدیث اثر ابن عباس کی بنیاد پر اپنے اس عقیدے کا اعلان کیا کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ بھی ہر طبقہ زمین میں ایک خاتم النبیین موجود ہے۔" تو اعلی حضرت بریلوی رحمت اللہ علیہ کے والد گرامی رئیس المتکلمین مولانا نقی علی رحمۃ اللہ علیہ (م.1297ھ / 1880ء) نے ان کی بروقت گرفت فرمائی اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کو گمراہ اور خارج اہل سنت قرار دیا۔ نہ صرف بریلی بلکہ بدایوں اور رام پور کے مشاہیر علمائے کرام نے بھی آپ کے موقف کی حمایت میں اپنے فتاوی صادر فرمائے۔

یوں برصغیر میں فتنہ انکار ختم نبوت کا باضابطہ پہلا رد سرزمین بریلی شریف کے حصے میں آیا۔

اعلی حضرت کے فرزند اکبر حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا نے کتاب "الصارم الربانی اعلی اسرافی القادیانی" لکھ کر حضرت سیدنا عیسی علیہ السلام کی حیات اور ان کی دنیا ارضی پر تشریف آوری قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت کر کے مرزا آنجہانی کے مکر و فریب کا پردہ فرمایا۔ 1899ء میں اعلی حضرت نے جزاء اللہ عدوہ بأباہ ختم النبوۃ لکھ کر ختم نبوت کے مطلب ایمانی 120 اور منکرین ختم نبوت پر 30 نصوص کے تازیانے برسائے اس پر عرب و عجم کے علمائے کرام نے تصدیق بھی فرمائی۔ 1902 میں آپ نے "السوء والعقاب علی المسیح الکذاب" لکھ کر دس وجوہ سے قادیانی آنجہانی کا کفر ظاہر و باہر کر کے فرمایا کہ یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں۔ اور ان کے احکام بعینہٖ مرتدین کے احکام ہیں۔ 1902ء میں سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول قادری بدایونی (م.1872ء) کی عربی زبان میں لکھی گئی بلند پایہ کتاب "والمعتقد المنتقد" پر نہایت ہی عالمانہ انداز میں "المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد" کے نام سے عربی میں حواشی لکھے جن کے اردو مترجم تاج الشریعہ اختر رضا ہیں۔ 1905 میں برادر اعلی حضرت مولانا محمد حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ نے بریلی شریف سے ختم نبوت کے تحفظ کے لیے رد قادیانیت پر پہلا باضابطہ ماہوار رسالہ جاری کیا۔ اس کا تاریخی نام "قہر الدیان علی مرتد القادیانی" رکھا

اس کے اجرا میں اپ کو کثیر احباب کا تعاون حاصل تھا اس میں سے پچاسی معاونین کے اسمائے گرامی رسالے کے اندرون سرورق پر شائع ہوئے تھے اس کے پہلے شمارے میں قادیانیت کے رد میں آپ کا مقالہ "ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری" کا پہلا حصہ بھی شائع ہوا تھا۔

1908ء میں سامنے آنے والی مشہور کتاب "المبین ختم النبیین" میں آپ نے ثابت فرمایا کہ مشہور آیت ختم نبوت میں الف لام استغراقی ہے خارجی کا نہیں۔ یعنی ہر قسم کے خاتم ہمارے آقا و مولا خاتم الانبیاء احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ کے بعد کسی طرح کی نبوت کا امکان نہیں۔

1916ء میں آپ کے کلمہ فیض اثر سے "باب العقائد والکلام" المعروف "گمراہی کے جھوٹے خدا" نامی رسالہ سامنے آیا اس میں آپ نے مختلف فرقوں تصور توحید اور قادیانی آنجہانی کے "جھوٹے خدا" کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے کہ قادیانی ایسے کو خدا کہتا ہے العیاذ باللہ۔

حضرت سیدنا عیسی علیہ السلام کے حیات پر مرزائیوں کے چند اعتراضات استفتا کی صورت میں آیا آپ نے علالت کے باوجود "الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی" (1340ھ) ہجری جیسے تاریخی نام سے یہ رسالہ سپرد قلم فرمایا جس کے نام کا اردو میں ترجمہ "قادیانی مرتد پر خدائی تلوار ہے" یہ رضا کے نیزے کی مار ہے۔ یہ آپ کا آخری قلمی جہاد بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے تھا آپ کے فرزند اصغر محمد مصطفی رضا نے ختم نبوت کے تحفظ میں ایک یادگار رسالہ "تصحیح یقین بر ختم نبین" رقم فرمایا۔ آپ کے خلفا و تلامذہ نے بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

صدر شریعہ علیہ الرحمہ نے "بہار شریعت" کے آغاز میں فتنے قادنیت کی خوب نقاب کشائی فرمائی۔ مولانا قاضی غلام گیلانی شمس آبادی کی کتاب "تیغ غلام گیلانی بر گردن قادیانی" بریلی شریف سے منظر عام پر آئی اسی طرح آپ کے خلیفہ مولانا قاضی عبد الغفور شاہ پوری علیہ الرحمہ نے "عمدۃ البیان فی جواب سوالات القادیان" اور مبلغ اسلام علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ نے "مرزائی حقیقت کا اظہار" تحریر فرمایا۔ علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمہ نے اکرام الحق کی کھلی چھٹی کا جواب "کرشن قادیانی کے بیانات ہزیانی قادیانی مسیح کی نادانی اس کے خلیفہ کی زبانی" لکھیں۔

سہ ماہی "المنتہی" کا "تحفظ ختم نبوت اور بابو پیر بخش لاہوری نمبر"

از: سید صابر حسین شاہ بخاری (اگست 2022)

تبصرہ نگار نے بابو پیر بخش لاہوری کی مختصر سوانح کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ "1912 عیسوی میں 60 سال مکمل ہونے پر اپنی ملازمت سے فراغت کے بعد اپنے ایک دوست بابو چراغ دین رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر "انجمن حمایت الاسلام" کی بنیاد رکھی اور اس کے سیکریٹری کی

حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ "تائید الاسلام" لاہور کا اجرا عمل میں لایا اور نہایت کامیابی سے اسے چلایا۔

اور آپ ملازمت کے بعد فتنہ قادیانیت کے تعاقب میں ایسے منہمک ہوئے کہ آپ کے شب و روز اس فتنہ عظیم کی سرکوبی میں بسر ہوئے۔ اور اس کے سرغنہ مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کے ہر مکرو فریب کو طشت از بام فرماتے ہوئے اسے شکست سے دوچار کرتے رہے مرزا آنجہانی اور اس کی ذریت کی جانب سے جاری ہونے والے ہر اشتہار پمفلیٹ وغیرہ کا آپ عقلی و نقلی دلائل سے رد فرماتے اور آپ کی اس قلمی کاوش کی طباعت کتب و رسائل کی شکل میں میاں قمر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی مالی معاونت سے ہوتی تھی۔

تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت میں بابو پیر بخش لاہوری کی خدمات کا دائرہ کار بہت وسیع ہے ایک نیک سیرت خاتون محققہ عزیزہ سدرہ عبد الخالق صاحبہ نے اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی علوم اسلامیہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کی نگرانی میں ایم اے کی سند کے حصول کے لیے محنت شاقہ سے مقالہ "دفاع ختم نبوت میں بابو پیر بخش کی خدمات" لکھا پھر وہ ساحل مراد کو پہنچی، الحمد للہ۔ (ملخصًا)

عصر حاضر میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادنیت کے رد میں ایک ممتاز و نمایاں نام مولانا خواجہ غلام دستگیر فاروقی زید مجدہ کا ہے۔ آپ ایک عرصے سے عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے ایک نہایت علمی و تحقیقی مجلہ "المنتہیٰ" لاہور نہایت کامیابی سے نکال رہے ہیں۔ جب آپ نے محققہ سدرہ عبد الخالق صاحبہ کے تحقیقی مقالے کی تکمیل کا مژدہ جاں فزا سنا تو آپ کی خوشی دیدنی تھی۔ تو آپ نے فوراً اسے سہ ماہی "المنتہیٰ" لاہور کی خصوصی اشاعت کے طور پر شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ معمولی ترمیم و اضافہ کے ساتھ "تحفظ ختم نبوت اور بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ" کے عنوان پر شمارہ نمبر 18,19 کو اشاعت خاص کے طور پر شائع فرما کر عام کیا یہ شمارہ جنوری تا جون 2022 پر مشتمل ہے۔

ختم نبوت کے تحفظ میں آپ کی 18 تصانیف ہیں۔ اور آپ کی ادارت میں ختم نبوت کے تحفظ میں جاری ہونے والا ماہ نامہ "تائید الاسلام" قابل ستائش ہے اللہ آپ کی خدمات اور مقالہ نگار صاحبہ کے مقالہ کو شہرت عام بخشے۔ آمین۔

تاریخ مباحثہ لاہور تحفظ ختم نبوت کی ایک تاریخ دستاویز

از: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری (اگست 2022)

مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کے چیلنج اور لاف زنی کے جواب میں اگست 1900ء میں تاریخی بادشاہی مسجد لاہور میں ایک فیصلہ کن مباحثہ طے ہوا، اہل اسلام کی جانب سے پیر سید مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی علیہ الرحمہ علما و مشائخ کے

جھرمٹ میں حاضر ہوئے۔اس مباحثے کو کثیر کتب ورسائل اور ماہ ناموں میں زیرِ بحث لایا گیا۔لیکن اہل سنت کے شاہین صفت نوجوان ڈاکٹر محمد ثاقب رضا قادری ایک معرکہ آرا وضخیم کتاب "تاریخ مباحثہ لاہور" لے کر سامنے آئے ہیں۔ تاریخی مباحثہ لاہور کے حوالے سے شائع ہونے والی کتابوں میں سے منفرد و ممتاز ہے۔ مآخذ و مراجع پر ڈالیں تو محسوس ہوتا ہے کہ محقق نے 1900ء میں اس مباحثے کے حوالے سے ان تمام اخبارات و رسائل کو نہایت باریک بینی سے مطالعہ کیا ہے آپ نے قادیانی اخبار ورسائل کو بھی کھنگالا اور انھیں اس تاریخی مباحثے کے حوالے سے آئینہ دکھایا اور ان کی جانب سے پھیلائی گئی غلط فہمیوں کا احسن انداز میں ازالہ کیا ہے۔اور آپ کی اس معرکہ آرا کتاب سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ مرزا آنجہانی کے خلاف یہ مباحثہ فتنہ قادیانیت میں آخری کیل ثابت ہوا ہے۔

تحذیر الناس اور انکار ختم نبوت

از:مولانا محمد ناظم علی مصباحی(اگست 2005)

استاذی الکریم ناظم علی مصباحی اطال اللہ عمرہ نے اپنے مضمون کو مختلف حوالوں مثلاً فتاویٰ عالمگیری، تتمتہ الباری، الاشباہ والنظائر، شفا، کتاب الاقتصاد،(امام غزالی) شرح الفرائد، (عبد الغنی نابلسی) ختم النبوۃ فی الآثار،(مفتی محمد شفیع دیوبندی) ہدایہ المھدیین اور اعلام بقواطع الاسلام سے مرصع کیا ہے اور مفلوج ذہنوں کی نقاب کشائی کی ہے۔

مذکورہ کتب کی عبارتوں میں غور وفکر کرنے سے انکارِ ختمِ نبوت کی حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے اور یہ انکشاف تام ہوتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی میں تاویل و تخصیص کرنے والے کا کلام از قسم ہذیان ہوگا، حصولِ نبوت از کسب کا فساد ظاہر وباہر ہے کہ قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے، خاتم النبیین اور النبی بعدی کا کا معنی آخری نبی ہونا ضروریات دین میں سے ہے جس کا منکر کافر ہے اور دوسرا معنی اختراع کرنے والا کافر ہے اور اصرار کرے تو قتل کیا جائے۔

جو قران کریم کے صریح حکم کی تکذیب کرے یا قرآن نے جس حکم و خبر کی نفی فرمائی اس کو کوئی ثابت کرے یا قرآن نے جس حکم کو ثابت فرمایا اس کی کوئی نفی کرے یا اس میں شک کرے ایسا شخص کافر ہے۔

اگر کوئی شخص نص کتاب اللہ یا اس نص حدیث کا دفاع کرے جس کے نقل پر قطعی اجماع واقع ہے اور اس کے معنی ظاہر پر محمول ہونے پر اجماع وارد ہے، تو ایسے شخص کی تکفیر پر اجماعِ امت قائم ہے۔

علمائے دیوبند کے سب سے بڑے مذہبی پیشوا مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں خاتمیت محمدیہ علی صاحبھا افضل الصلاۃ والتحیۃ کی اپنے جی سے وہ تاویل گڑھی جس نے ختم نبوت کی جڑ کاٹ دی اور خاتمیت خود ہی ختم کر دی اور قادیانیت کے لیے ادعائے نبوت کا دروازہ کھولا اگرچہ دیوبندی جماعت اپنی کانفرنسوں

میں قادیانیوں کا رد کرتی ہے مگر صرف اپنے کفر و بدعقیدگی کو چھپانے کے لیے ورنہ حقیقت حال کچھ اور ہے۔

استاذی الکریم نے نہ صرف تحذیر الناس کی عبارات سے نانوتوی صاحب کی کفر کشائی کی ہے بلکہ اصول وضوابط، تفاسیر، اصول حدیث کی روشنی میں اور منطقی اعتبار سے بھی قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں :

"کہ ملزوم کے لیے جو شی لازم ہوا کرتی ہے ملزوم سے اس کا انفکاک محال ہوتا ہے ورنہ لازم لازم نہ رہ جائے گا، اسی طرح جو شی لازم کے منافی ہوا کرتی ہے وہ ملزوم کے بھی منافی ہوا کرتی ہے اگر خاتمیت ذاتی کے لیے خاتمیت زمانی کو لازم مانیں یعنی حضور اقدس جب نبی بالذات ہوں تو آخری نبی بھی ہوں جیسا کہ تحذیر الناس کی اس عبارت (بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں کوئی اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے، بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جاے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں ہو یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔) کی توجیہ میں کہا جاتا ہے تو لازم آئے گا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا آپ کے بعد کسی نبی کے ہونے سے (جیسا کہ نانوتوی صاحب نے اس کا قول کیا) آپ کی خاتمیت زمانی ختم ہو جائے یعنی آپ نبی آخر الزماں نہ رہیں کیونکہ حضور اقدس کے زمانہ میں یا بعد میں کسی نبی کا ہونا آپ کے آخر نبی ہونے کے منافی ہے اور اجتماع متنافیین محال ہے، یعنی اگر حضور اقدس آخری نبی بھی رہیں اور آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد دوسری نبی کا آنا جائز ہو تو دو متنافی امر کا اجتماع لازم آئے گا اور یہ محال ہے، تو جب آپ کی خاتمیت زمانی ختم ہوئی تو آپ کی خاتمیت ذاتی (ملزوم) بھی باطل ہو جائے گا یعنی آپ نبی بالذات بھی نہ رہیں گے کیونکہ انتفاے لازم انتفاے ملزوم کو مستلزم ہے یعنی آپ نہ نبی بالذات رہے اور نہ ہی آخری نبی، اس سے یہ واضح ہوا کہ تحذیر الناس کی اس عبارت کی توجیہ میں یہ کہنا کہ نانوتوی صاحب کی مراد یہ ہے کہ خاتم النبیین کا معنی صرف آخری نبی نہیں بلکہ نبی بالذات اور آخری نبی دونوں ہیں یہ خود باطل ہے اور نانوتوی صاحب کے عقیدہ کے خلاف ہے۔"

یہ کیا بات ہوئی کہ تاخر زمانی ماننے سے انتفاے مدح لازم آئے اور اوصافِ مدح کے اقرار سے تاخر زمانی کا انتفا لازم آئے بلکہ دونوں ہو سکتا ہے اور ہمارے نبی کے لیے دونوں باتیں بدرجہ اتم موجود ہے۔

مدعی نبوت مرزا قادیانی پر اولین فتویٔ کفر کی تحقیق قسط اول و دوم

از: محمد ثاقب رضا قادری (فروری 2016، مارچ 2016)

قادری صاحب نے اس عنوان کے تحت عمدہ تحقیقات اس لیے پیش کی ہیں کہ مختلف مکاتب فکر

کے محققین نے "مرزا قادیانی پر اولین فتویٰ کفر" کے عنوان پر تحقیق کرتے ہوئے اپنے ہم خیال اور سر کردہ علما کے سر اس کا سہرا باندھنے کی کوشش کی ہے۔

علمائے اہل سنت کا اکثریتی موقف یہی ہے کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے رد میں سب سے اول جامع و مبسوط فتویٰ تکفیر مفتی غلام دستگیر قصوری نے 1302ھ/1884ء میں دیا۔ اور علمائے پنجاب و حرمین شریفین سے تصدیقات حاصل کیں۔

پنجاب کے علما میں سب سے پہلے قادیانی کے خلاف مولانا غلام قادر بھیروی نے کفر کا فتوی دیا اور اس وقت مرزا کی تردید کی جب کہ اس نے ابھی تک نبوت کا دعوی نہیں کیا تھا۔

علمائے لدھیانہ (مولوی محمد، مولوی عبد اللہ اور مولوی عبد العزیز) نے مرزا قادیانی کے متعلق فتویٰ تکفیر 1884ء میں جاری کیا۔

لیکن عصر حاضر کے ایک غیر مقلد مصنف ڈاکٹر بہاؤ الدین کا موقف ہے کہ مرزا قادیانی کی تکفیر سب سے اول مولوی محمد حسین بٹالوی نے کی جب کہ تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے 1880ء سے 1890ء تک مرزا قادیانی کی ایمان سوز کتاب کا دفاع کرتے ہوئے اس پر تائیدی ریویو لکھا اور قادیانی کے کلمات کفریہ کی اشاعت کو معاذ اللہ اشاعت السنۃ قرار دیتا رہا۔

قادیانیت پر آخری ضرب

از: سید صابر حسین شاہ بخاری (اپریل تا جون 2021)

علامہ پروفیسر سید شاہ فرید الحق قادری جنیدی م: 2011ء نے سات ستمبر 1974 کے تاریخی فیصلہ کی مختصر روداد ایک مقالہ "قادیانیت پر آخری ضرب" کے عنوان سے ترتیب دی جسے خواجہ غلام دستگیر فاروقی نے پہلی مرتبہ عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے اس تاریخی دستاویز کو بیک وقت تینوں زبانوں اردو عربی اور انگریزی میں سہ ماہی "المنتھی" کی خصوصی اشاعت میں منظر عام پر لایا ہے جو جلد نمبر 4 شمارہ نمبر 14، 15 (جنوری تا جون 2021) پر مشتمل ہے۔

سہ ماہی مجلہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے احساسات و تاثرات

از: مبارک حسین مصباحی (مارچ، اپریل 2023)

سید صابر حسین شاہ بخاری نے ماہ نامہ اگست 2023 میں "صدر الشریعہ عامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی اور تحفظ عقیدہ ختمِ نبوت" پر تبصرہ نگاری کی ہے۔ شہرہ آفاق کتاب "بہارِ شریعت" کے پہلے حصے میں آپ نے فتنۂ قادیانیت کے حوالے سے جو کچھ لکھا وہ پڑھنے کے لائق ہے۔

مبارک حسین مصباحی نے مئی 2019 میں قادیانیوں کے فتنوں کو اجاگر کرنے کے لیے ایک زبردست مضمون بنام "قادیانیت عہدِ حاضر کا بد ترین فتنہ" لکھا۔

قادیانیت ایک مطالعہ

مؤلف: مولانا عابد چشتی (ستمبر تا دسمبر 2020)

89 صفحات پر مشتمل کتاب تبصرہ نگار ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور کے کمپوزر "مہتاب پیامی" ہیں۔

جس میں بتایا گیا ہے کہ تاریخ اسلام کا سب سے خطرناک فتنہ قادیانیت نے اسلامی شعائر، مساجد، مراکز، مقامات مقدسہ وغیرہ ہر چیز کا بدل پیش کیا ہے۔ حتی کہ اسلامی تقویم کے مقابلے میں قادیانی تقویم تک وضع کر لی ہے۔ ہفت روزہ نئی دنیا (اردو) نئی دہلی کی 3 تا 9 اکتوبر 2011 کی اشاعت کے مطابق قادیانیوں کے تعلقات RSS اور اس کے بعض اہم لیڈروں سے ہیں۔ اور دہشت گردی کی پشت پر دونوں کی سانٹھ گانٹھ ہے۔ ہریانہ کے جھنجھولی میں مسلم راشٹریہ منچ کے سالانہ جلسے کی صدارت آر ایس ایس کے بڑے لیڈر اندریش کمار کر رہے تھے، جس میں مسلمانوں کی داڑھی ٹوپی میں ملبوس قابلِ ذکر تعداد نظر آ رہی تھی جو حقیقت میں قادیانی تھے۔

اگست 2024 میں فتنۂ قادیانیت کی شدت کو مد نظر رکھتے ہوئے پانچ مضامین (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور فتنہ قادیانیت از: مبارک حسین مصباحی، پاکستان میں قرارداد ختم نبوت کی گولڈن جبلی از: مبارک حسین مصباحی، ختم نبوت کی سچی حکایات از: غلام مصطفی مجددی ایم۔ اے۔، مرزا قادیانی کی دورخی پالیسی اسلام اور ماڈرن سائنس کی نظر میں از: عرفان محمود برق، ختم نبوت اور رد قادیانیت، علامہ بدر القادری کی جامع کتاب از: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری) شائع کیے گئے۔

مہتاب پیامی کے اس شعر کے ساتھ اختتام کرتا ہوں:

ظلمت کا کام کیا ہے بھلا روشنی کے بعد
جائیں گے سوے جہل نہ ہم آگہی کے بعد

آقا ہیں اینٹ قصرِ نبوت کی آخری
حاجت کہاں کسی کی اب اُس آخری کے بعد

ہے لا نبی بعدی نبی کی زبان پر
یہ باب رب نے بند کیا آپ ہی کے بعد

عالمِ ارواح، عالمِ دنیا، عالمِ برزخ اور عالمِ آخرت میں ختمِ نبوت کے چرچے

از: مولانا مبشر تنویر فاروقی

سوال: عقیدۂ ختمِ نبوت کیا ہے؟

امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلی قدس سرہ فرماتے ہیں: "محمد رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو خاتم النبیین ماننا، ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً محال و باطل جاننا فرضِ اجل و جزءِ ایقان ہے، ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین نصِ قطعی قرآن ہے ،اس کا منکر، نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا، نہ شاک کہ ادنی ضعیف احتمالِ خفیف سے توہّمِ خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران (ہمیشہ کیلئے جہنمی) ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک و تردّد کو راہ دے وہ بھی کافر بیّن الکفر جلی الکفران ہے۔" (فتاوی رضویہ،15/ 630)

ہمارے موضوع کے چار حصے ہیں:

حصہ اول: عالمِ ارواح میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے چرچے

حصہ دوم: عالمِ دنیا میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے چرچے

حصہ سوم: عالمِ برزخ میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے چرچے

حصہ چہارم: عالمِ آخرت میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے چرچے

بلا تمہید آغاز کرتے ہیں۔

حصہ اول

عالمِ ارواح میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے چرچے

عقیدۂ ختمِ نبوت ایسا اہم عقیدہ ہے جس کے چرچے رب نے اُس وقت کر دیے تھے جب ابھی پہلا انسان بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔

حدیث (1) صحابیِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا:

انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین و آدم لمنجدل

فی طینتہ

ترجمہ: بے شک مجھے اللہ کے ہاں اُس وقت خاتم النبیین لکھ دیا گیا تھا جبکہ ابھی آدم علیہ السلام (پیدائش کے مرحلہ میں بغیر روح کے) اپنے خمیر میں لیٹے ہوئے تھے۔(مشکوۃ المصابیح، 5759۔ مسند احمد بن حنبل، 10457۔ مستدرک للحاکم، 4175۔ مرقاۃ المفاتیح، تحت الرقم:5759)

سبحن اللہ! اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب دنیا میں ایک انسان بھی موجود نہیں تھا اُس وقت بھی عالمِ ارواح میں روحوں کے درمیان ختمِ نبوت کا پرچم لہرا رہا تھا۔

حصہ دوم

عالمِ دنیا میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے چرچے

عالمِ دنیا میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے چرچوں کے تین مرحلے ہیں: (1) پیدائشِ مصطفی صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پہلے (2) پیدائشِ مصطفی صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد (3) وصالِ مصطفی صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد۔ یہاں ہم بالترتیب تینوں مراحل کا تذکرہ کرتے ہیں

پہلا مرحلہ

پیدائشِ مصطفی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پہلے ختمِ نبوت کے چرچے

یاد رہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد شریف سے پہلے مختلف انبیاء کے ادوار میں کئی مرتبہ عقیدۂ ختمِ نبوت کے چرچے ہوتے رہے، یہاں ہم چند کا ذکر کرتے ہیں،

سیدنا آدم علیہ السلام اور عقیدۂ ختمِ نبوت:

حدیث (2) سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: "جب آدم علیہ السلام سے لغزش واقع ہوئی تو عرض کیا: اسئلک بحق محمد ان غفرت لی، اے رب! میں تجھے محمد صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے۔

اللہ نے فرمایا: اے آدم تو نے محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کیسے پہچانا حالانکہ ابھی تو میں نے پیدا بھی نہیں کیا؟ عرض کی: اے رب! جب تو نے مجھے بنا کر مجھ میں روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ عرش کے پایوں پر لکھا تھا، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، میں سمجھ گیا کہ تو نے اسی کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے جو تجھے سب سے زیادہ محبوب و پیارا ہے، فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا بے شک وہ مجھے سب مخلوق سے زیادہ پیارا ہے اور چونکہ تو نے اُس کا نام لے کر مجھ سے بخشش مانگی ہے تو میں نے تجھے بخش دیا، وہ تیری اولاد میں سب سے آخری نبی ہے اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔

(المعجم الاوسط، 6/313، الرقم:6502۔ المعجم الصغیر، 2/83۔ مستدرک للحاکم، 4228۔ تاریخ دمشق، 7/437)

حدیث (3) سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا:

جب جنابِ آدم علیہ السلام سرزمینِ ہند (سری لنکا) میں اترے تو تنہائی کے سبب وحشت محسوس کی تب جبریل علیہ السلام اترے اور اذان دی جب اشھد ان محمد ارسول اللہ پر پہنچے تو آدم علیہ السلام نے پوچھا یہ محمد صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کون ہیں؟ تو جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: ھو آخر ولدک من الانبیاء، وہ تمہاری اولاد میں آخری نبی ہیں۔
(تاریخ دمشق، 7/437)

حدیث (4) صحابیِ رسول صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بین کتفی آدم مکتوب محمد رسول الله خاتم النبیین

ترجمہ: سیدنا آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان لکھا ہوا تھا کہ محمد صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم اللہ کے رسول ہیں خاتم النبیین ہیں۔
(الخصائص الکبری، 1/14 اخرجہ ابن عساکر)

سیدنا ابراھیم علیہ السلام اور عقیدۂ ختمِ نبوت:

حدیث (5) سیدنا عامر شعبی راوی ہیں کہ سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے صحیفے میں یوں لکھا گیا:
تیری اولاد میں قبائل در قبائل ہوں گے، حتی یأتی النبی الأمی الذی یکون خاتم الانبیاء حتی کہ وہ اُمّی نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم تشریف لائیں گے جو خاتم الانبیاء ہوں گے۔
(الطبقات الکبیر لابن سعد، 1/137، ذکر علامات النبوۃ فی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم)

سیدنا یعقوب علیہ السلام اور عقیدۂ ختمِ نبوت:

حدیث (6) سیدنا محمد بن کعب قرظی راوی ہیں کہ اللہ پاک نے سیدنا یعقوب علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میں تیری اولاد سے سلاطین و انبیاء بھیجتا رہوں گا حتی کہ اس حرم والے نبی کو بھیجوں گا جس کی امت بیت المقدس کی عظیم تعمیر کرے گی اور وہی خاتم الانبیاء ہے اور اس کا نام احمد صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم ہے۔(الطبقات الکبیر لابن سعد، 1/137)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور عقیدۂ ختمِ نبوت:

حدیث (7) ایک طویل روایت ہے جس کا خلاصہ یوں ہے کہ سیدنا کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ کے والد تورات کے بہت بڑے عالم تھے انہوں نے بوقتِ وفات اپنے بیٹے یعنی حضرت کعب کو ایک خفیہ جگہ بتائی جہاں دو اوراق رکھے تھے جب سیدنا کعب نے اپنے والد کی وفات کے بعد اُن اوراق کو تلاش کیا اور کھولا تو اُس میں لکھا تھا: محمد صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم اللہ کے رسول ہیں، خاتم النبیین ہیں، ان کے بعد کوئی نبی نہیں، ان کی پیدائش مکہ میں اور ہجرت مدینہ شریف کی طرف ہوگی۔
(الخصائص الکبری، 1/25، اخرجہ ابو نعیم و ابن عساکر)

سیدنا اشعیاء علیہ السلام اور عقیدۂ ختمِ نبوت:

حدیث (8) سیدنا وھب بن منبہ راوی ہیں کہ اللہ

پاک نے اپنے نبی سیدنا اَشعِیاء علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں ایک اُمّی نبی مبعوث فرماؤں گا جس کے سبب بہرے کان، غافل دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا ، اس کی پیدائش مکہ ، ہجرت مدینہ شریف اور بادشاہی ملکِ شام میں ہو گی ، اس کی امت کو سب امتوں سے بہتر بناؤں گا، ان کی کتاب پر سب کتابوں کو ختم فرماؤں گا، ان کی شریعت پر تمام شریعتوں کو ختم فرماؤں گا اور ان کے دین پر سب دینوں کو ختم فرماؤں گا۔

(دلائل النبوۃ لأبي نعیم، الفصل الخامس، الرقم:33،ص72،73)

اس کے علاوہ گزشتہ انبیاء و سابقہ کتب سے کئی دیگر دلائل موجود ہیں جنہیں بوجہِ طوالت ترک کرتے ہوئے مزید محض ایک جامع روایت پر ہم اکتفاء کرتے ہیں،

حدیث (9) حِبرُ الاُمَّہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چچا زاد بھائی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: گزشتہ آسمانی کتابوں میں نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے یہ نام تھے، احمد، محمد، الماحی، المُقفّی (سب سے آخر میں آنے والے)

(الخصائص الکبری، 1 / 133)

علامہ علی القاری الحنفی المکی (المتوفی 1014ھ) مقفی کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یعنی انہ آخر الانبیاء

ترجمہ: اس نام کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سب سے آخری نبی ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، 10 / 457)

اس جامع روایت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیدائش مبارک سے پہلے انبیاء پر اترنے والی آسمانی کتابوں میں ہمارے نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ایک نام مبارک "مُقفّی" بھی تھا جس کا مطلب ہے سب سے آخر میں آنے والا، یوں اس ایک روایت کے ذریعے گزشتہ کئی انبیاء و کتب سے عقیدۂ ختمِ نبوت کی گواہی آگئی۔

یہاں ہمارے موضوع کے دوسرے حصے "عالمِ دنیا میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے چرچے "کا پہلا مرحلہ " پیدائشِ مصطفی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پہلے عقیدۂ ختمِ نبوت کے چرچے " مکمل ہوا۔

دوسرا مرحلہ

پیدائشِ مصطفی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد عقیدۂ ختمِ نبوت کے چرچے

اس مرحلے کے پھر دو ادوار ہیں:

پہلا دور: اعلانِ نبوت سے پہلے۔ دوسرا دور: اعلانِ نبوت کے بعد

پہلا دور

اعلانِ نبوت سے پہلے عقیدۂ ختمِ نبوت کے چرچے

حدیث (10) سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سات برس کا تھا ایک بار پچھلی رات میں نے اتنی زور دار چیخ سنی کہ ایسی سخت آواز کبھی نہ سنی تھی، جب دیکھا تو ایک یہودی مدینہ

شریف کے ایک ٹیلے پر کھڑا ہو کر چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے، احمد صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا ستارہ طلوع ہو گیا، یہ ستارہ کسی نبی کی پیدائش پر ہی طلوع ہوتا ہے اور اب انبیاء میں سوائے احمد کے کوئی نبی باقی نہیں رہا۔
(دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الخامس، الرقم:35، ص75،76)

حدیث (11) سیدنا سعد بن ثابت راوی ہیں کہ بنی قریظہ و بنی نضیر کے یہودی علماء حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی صفاتِ کریمہ بیان کیا کرتے تھے، پس جب سرخ ستارہ طلوع ہوا تو انہوں نے خبر دی کہ بے شک یہ نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور ان کا نام پاک احمد ہے اور یہ مدینہ پاک کی طرف ہجرت فرمائیں گے۔
(الخصائص الکبری، 1/47، اخرجہ ابو نعیم)

حدیث (12) صحابی رسول صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم سیدنا زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ شریف کے ایک ٹیلے پر آواز سنی: اے مدینہ والو! اللہ کی قسم بنی اسرائیل کی نبوت ختم ہو گئی، ولادتِ احمد کا ستارہ چمک گیا اور وہ آخری نبی ہیں جن کی ہجرت گاہ مدینہ طیبہ ہے۔
(الخصائص الکبری، 1/48 اخرجہ ابو نعیم)

اس کے علاوہ بھی کئی روایات ہیں جن میں اعلانِ نبوت سے قبل بلکہ ولادتِ مصطفی صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے وقت ختمِ نبوت کا ذکرِ خیر موجود ہے۔

دوسرا دور

اعلانِ نبوت کے بعد عقیدۂ ختمِ نبوت کے چرچے

اب اعلانِ نبوت کے بعد وہ وقت آیا جب خود زبانِ رسالت صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے ختمِ نبوت کا پیغام پھیلنے لگا، اس مرحلے کی احادیثِ مقدسہ تو زبانِ زدِ عام ہیں مگر برکت کی خاطر صرف سات احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حدیث (13) سیدنا جُبَیر بن مُطعِم رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: "میرے کئی نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں جس کے ذریعے اللہ کفر مٹاتا ہے، میں جمع کرنے والا ہوں جس کے قدموں پر سب کو جمع کیا جائے گا اور میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔" (صحیح مسلم:2354)

حدیث (14) سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: "میں ہی عمارتِ نبوت کی آخری اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔" (صحیح بخاری، 3535)

حدیث (15) سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: "بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کرتے تھے جب ایک نبی کا وصال ہو جاتا تو دوسرا اس کے بعد آتا جبکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"
(صحیح بخاری:3455)

حدیث (16) سیدنا عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ (رضی اللہ عنہ) (جامع ترمذی:3686۔ مسند احمد بن حنبل:12186)

حدیث (17) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک دن فرمایا: " اے علی! تم میرے لیے یوں ہو جیسے موسی کے لیے ہارون تھے ہاں مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (صحیح بخاری:4416)

حدیث (18) سیدنا عمرِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک سوسمار (گوہ، Lizard) کو فرمایا: میں کون ہوں؟ تو اس جانور نے جواب دیا:

انت رسول رب العالمین و خاتم النبیین قد افلح من صدقك وقد خاب من كذبك

ترجمہ: آپ رب العالمین کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، جس نے آپ کو مانا وہ مراد پا گیا اور جس نے آپ کو نہ مانا وہ نامراد رہا۔

(المعجم الاوسط للطبرانی، 6/127، الرقم:5996)

حدیث (19) سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میری امت میں تیس جھوٹے دجال ہوں گے ان میں سے ہر ایک اپنے نبی ہونے کا دعوی کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ابو داؤد:4252۔ مسند احمد بن حنبل:12899)

یہاں ہمارے موضوع کے دوسرے حصے "عالمِ دنیا" کا دوسرا مرحلہ "پیدائشِ مصطفی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد عقیدۂ ختمِ نبوت کے چرچے" مکمل ہوا۔

تیسرا مرحلہ

وصالِ مصطفی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد ختمِ نبوت کے چرچے

اس مرحلے کے بنیادی دو بڑے ادوار ہیں: (1) دَورِ صحابہ کرام اور عقیدۂ ختمِ نبوت (2) صحابہ کے بعد کا دَور اور عقیدۂ ختمِ نبوت

(1) دَورِ صحابہ کرام اور عقیدۂ ختمِ نبوت:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عقیدہ ختم نبوت:

سب پر عیاں ہے کہ جنگِ یمامہ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں خالصتاً عقیدۂ ختمِ نبوت پر پہرہ دینے کی خاطر لڑی گئی،

حدیث (20) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنگِ یمامہ سیدنا ابو بکر صدیق کے زمانۂ خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی۔ (صحیح بخاری:4078)

امام ابن اثیر جزری (المتوفی 630ھ) کی کتاب الکامل کے الفاظ یوں ہیں: وجه ابوبکر خالدا الی مسیلمه وأوعب معه المهاجرین والأنصار۔۔۔ وكان عدتهم اربعين الف مقاتل

ترجمہ: سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں چوبیس ہزار (24000) جنگجوؤں کا لشکر مسیلمہ کذاب سے جنگ کے لیے بھیجا۔
(الکامل فی التاریخ،2/219)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عقیدۂ ختم نبوت:

حدیث (21) سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے وصالِ رسول صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے بعد حضور کو یوں مخاطب کیا:

بابی انت و امی یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم لقد بلغ من فضیلتك عندہ ان بعثك آخر الانبیاء

ترجمہ: یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کی فضیلت اللہ کی بارگاہ میں اس حد کو پہنچی کہ اس نے آپ کو سب انبیاء سے آخر میں بھیجا۔
(المواھب اللدنیہ للقسطلانی، المقصد العاشر، الفصل الاول،3/575)

سیدنا عثمان غنی و سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنھما اور عقیدۂ ختم نبوت:

حدیث (22) سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں جب سیدنا عبد اللہ بن مسعود نے کوفہ میں کچھ ایسے لوگ پکڑے جو مسیلمہ کذاب کا جھوٹا مذہب لوگوں میں پھیلا رہے تھے تو آپ نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خط لکھ بھیجا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جواباً خط میں فرمایا:
ان پر اللہ کا سچا دین اور کلمۂ شہادت پیش کرو جو مان جائے اُسے چھوڑ دو "ومن لزم دین مسیلمة فاقتلہ" اور جو مسیلمہ کے جھوٹے دین پہ بضد رہے تو اُسے قتل کر دو، پس جو مان گئے وہ بچ گئے اور جو بضد رہے وہ قتل کر دیے گئے۔
(سنن کبری للبیہقی، الرقم:16852)

سیدنا مولا علی المرتضیٰ اور عقیدۂ ختم نبوت:

حدیث (23) ایک دن سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے جسمانی و اخلاقی اوصاف کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے فرمایا: "وھو خاتم النبیین" یعنی میرے نبی صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم تو خاتم النبیین ہیں۔
(جامع ترمذی:3638)

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عقیدۂ ختم نبوت کے سلسلہ میں قربانیوں کی عظیم داستانیں رقم کیں مگر بوجہِ طوالت ہم خلفائے راشدین اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنھم کے ذکرِ خیر پر ہی اکتفاء کرتے ہیں۔

دوسرا دَور

صحابہ کرام کے بعد کا دَور اور عقیدۂ ختم نبوت

اس دَور میں تو بلا مبالغہ بیسیوں بلکہ سینکڑوں فرموداتِ اسلافِ امت پیش کیے جاسکتے ہیں کیونکہ پوری امت کا عقیدۂ ختم نبوت پر اتفاق ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفی صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم

اللہ کے آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، چنانچہ امام قاضی عیاض مالکی (المتوفی 544ھ) فرماتے ہیں: "جس نے صرف یہ کہا کہ مجھ پہ وحی نازل ہوتی ہے اگرچہ واضح الفاظ میں نبوت کا دعوی نہ کیا اس کے کافر ہونے پر ساری امت کا اجماع واتفاق ہے۔"

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، فصل فی بیان ما ھو من المقالات کفر، ج2 صفحہ 392، 393)

اس عبارت سے ساری امت کا عقیدہ واضح ہو گیا کہ عقیدۂ ختمِ نبوت پر امت کا اجماع ہے اور جو انکار کرے وہ کافر ہے۔

لہذا ہم یہاں تبرّکاً صرف آلِ رسول صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے تین غیر صحابی افراد کے فرامین ذکر کرتے ہیں۔

(1) سیدنا امام محمد باقر بن زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنھم اجمعین (المتوفی 114ھ) فرماتے ہیں: "وھو آخِر یبعث" یعنی ہمارے نبی جنابِ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم سب انبیاء سے آخر میں بھیجے گئے۔

(الخصائص الکبری، باب خصوصیۃ النبی صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم، 1/ 7)

(2) سید الاولیاء غوثِ پاک شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز (المتوفی 561ھ) فرماتے ہیں:

یعتقد اھل الاسلام قاطبۃ ان محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب رسول اللہ و سید المرسلین و خاتم النبیین

ترجمہ: بے شک سب مسلمانوں کا اتفاقی عقیدہ ہے کہ جنابِ محمد صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم بن عبد اللہ بن عبد المطلب اللہ پاک کے رسول ہیں، تمام رسولوں کے سردار ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔

(اصول الدین، رسالۃ النبی صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم، ص237)

(الغنیۃ لطالبی طریق الحق، ج1 صفحہ 108)

(3) پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ (المتوفی 1937ء) نے ختمِ نبوت کے موضوع پر انتہائی جاندار بلکہ قائدانہ کردار ادا فرمایا اور انیسویں و بیسویں صدی کے جھوٹے دجال مدعیٔ نبوت مرزا غلام قادیانی کے رد میں "شمس الھدایۃ، سیفِ چشتیائی اور تحقیق الحق" جیسی مدلّل کتب لکھ کر مرزا کو لاجواب کیا، اس سے ہٹ کر مناظروں کے چیلنج الگ سے کرتے رہے جبکہ مرزا قادیانی قبلہ پیر صاحب کے کسی چیلنج کا جواب دینے کی ہمت نہ کر سکا۔

قبلہ شاہ صاحب کی قادیانیت کے خلاف کی گئی جدوجہد کو آپ کی سوانح حیات "مہرِ منیر" کے صفحہ 203 سے تقریباً 257 تک تفصیلاً ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

یہاں تک ہمارے موضوع کے چار حصوں میں سے دوسرا حصہ "عالمِ دنیا میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے چرچے" مکمل ہوا۔

حصہ سوم

عالمِ برزخ میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے چرچے

عالمِ برزخ دنیا اور قیامت کے درمیان والے جہان یعنی قبر کو کہتے ہیں۔

(24) امام ابن ابی الدنیا (المتوفی 281 ہجری)، امام ابویعلی (المتوفی 307 ہجری) اور امام ابن عساکر (المتوفی 571 ہجری) رحمۃ اللہ علیہم نے ایک طویل حدیثِ پاک مکمل سند سے ذکر فرمائی ہے:

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا: جب قبر میں فرشتے بندۂ مومن سے اس کے نبی کے بارے سوال کریں گے تو مومن یوں جواب دے گا:

محمد نبیی وھو خاتم النبیین

ترجمہ: حضرت محمد مصطفی صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم میرے نبی ہیں اور وہ سب سے خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں"

(کتاب ذکر الموت، صفحہ 137، الرقم: 254)

(تاریخ دمشق، 11/54۔ التحریر المرسخ فی احوال البرزخ، صفحہ 77، الرقم: 262۔ شرح الصدور، صفحہ 95۔ تفسیر در منثور 14/235 تحت آیۃ: 85، سورۃ الواقعۃ)

معلوم ہوا کہ قبر میں یعنی عالمِ برزخ میں بھی عقیدۂ ختمِ نبوت اپنی پوری آب و تاب سے اہلِ ایمان کو فیض یاب کر رہا ہو گا۔

حصہ چہارم

عالمِ آخرت میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے چرچے

ہماری گفتگو کا آخری حصہ اس بات پر مشتمل ہے کہ بروزِ قیامت اربوں لوگوں کی موجودگی میں بھی عقیدۂ ختمِ نبوت کا اظہار ہو گا،

چنانچہ شفاعت والی مشہور حدیثِ پاک میں ہے کہ جب سب لوگ تمام انبیاء کی خدمت میں حاضری دے کر تھکے ہارے بالآخر ہمارے پیارے نبی حضور شفیع المذنبین صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے قدموں میں پہنچیں گے تو اگلا منظر کچھ یوں ہو گا کہ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا:

یہ (اربوں) لوگ میرے پاس آکر کہیں گے اے محمد صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں، لہذا اپنے رب سے ہماری سفارش کریں، آپ خود ہی دیکھ سکتے ہیں کہ ہم کس حال میں پھنس چکے ہیں۔ (صحیح بخاری، 4712)

اللہ اکبر!

کیا ہی خوب منظر ہو گا جب میدانِ محشر میں ساری مخلوق یک زبان ہو کر عقیدۂ ختمِ نبوت کی گواہی دے رہی ہو گی، گویا سفارش کروانے کے لیے لوگ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عقیدۂ ختمِ نبوت کا واسطہ دیں گے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں لہذا اپنی ختمِ نبوت کے صدقے اللہ سے ہماری سفارش کر دیجئیے۔ (سبحن اللہ)

الحمد للہ دلائل کی روشنی میں ثابت ہوا کہ عالمِ ارواح سے عالمِ دنیا تک اور عالمِ دنیا سے عالمِ آخرت تک ہمیشہ سے ختمِ نبوت کے چرچے ہوتے رہے ہیں، اب بھی ہو رہے ہیں اور ہمیشہ ہوتے رہیں گے۔

ایک ایمان افروز اختتامی حدیثِ مبارکہ:

سوال: حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے خاتم الانبیاء ہونے میں کیا حکمت ہے؟

اس کی کئی حکمتیں ہیں مگر ایک حکمت جو حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے خود اپنی زبانِ اقدس سے ذکر فرمائی، آیئے اُسے پڑھ کر ایمان کا نور بڑھائیں،

حدیث (25) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: جب معراج کی رات میرے رب نے مجھے اپنے قریب کیا یہاں تک کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا تو اللہ نے فرمایا، اے محمد صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم! کیا تجھے اس چیز نے غم دیا کہ میں نے تجھے سب انبیاء سے آخر میں بھیجا؟ میں نے عرض کی: نہیں، تو اللہ نے فرمایا کیا تیری امت اس بات پر غمگین ہوئی کہ میں نے اسے آخری امت بنایا؟ میں نے عرض کی: نہیں، تو اللہ نے فرمایا تم اپنی امت کو بتادو کہ میں نے انہیں سب سے آخر میں اس لیے بھیجا تا کہ گزشتہ امتیں اپنے اعمال کے سبب تیری امت کے سامنے رسوا ہوں مگر تیری امت اپنے اعمال کے سبب کسی امت کے سامنے رسوا نہ ہو۔

(تاریخ بغداد، 6/330، رقم الترجمۃ، 2827، احمد بن محمد النزلی)

یعنی گزشتہ امتوں کے بُرے کارنامے تو قرآن و حدیث میں ہم پڑھتے ہیں جبکہ ہمارے بُرے کام کسی امت کے سامنے نہیں آسکتے کیونکہ حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، قرآن کے بعد کوئی کتاب نہیں آئے گی اور اس امت کے بعد کوئی امت نہیں آئے گی، یہ سب ختمِ نبوت کا فیض ہے۔

اللہ پاک حضور خاتم النبیین صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے صدقے ہمارے عیوب پر پردے ڈالے رکھے، جلد از جلد سچی توبہ کی توفیق سے نوازے اور ہمیشہ عقیدۂ ختمِ نبوت پر قائم رہنے اور اس پر پہرہ دینے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

The Seal of Prophethood

Consensus Of Muslim Scholars.

Sinaan Ali

The concept of the "Seal of Prophethood" is a cornerstone of Islamic belief, affirming that Prophet Muhammad (Peace Be Upon Him) is the final prophet sent by Allah, and that no new prophet will come after him. This belief is deeply rooted in the Quran, Hadith, and the consensus of Muslim scholars across centuries. The title "Khatam an-Nabiyyin" (Seal of the Prophets), mentioned in Surah Al-Ahzab (33:40), signifies the completion of prophethood with Hazrat Muhammad (Peace Be Upon Him).

The Battle of Yamama, which took place in 632 CE, shortly after the death of Prophet Muhammad (Peace Be Upon Him), is a significant event that further solidifies the understanding of Khatm-e-Nabuwwat . This battle was fought against Musaylimah, a false prophet who claimed prophethood after the demise of Syedna Muhammad (Peace Be Upon Him). The fierce opposition and the eventual defeat of Musaylimah by the early Muslim community highlight the unwavering belief in the finality of

Hazrat Muhammad's (Peace Be Upon Him) prophethood.

Khatm e Nabuwwat , therefore, is not just a doctrinal assertion but a historical reality, affirmed by the early Muslim community and defended through their actions. The consensus of Muslim scholars on this matter reflects the unity of the Ummah in upholding the integrity of the Islamic faith and ensuring that the message of Prophet Muhammad (Peace Be Upon Him) remains unaltered for all time.

Consensus Of Muslim Scholars :

Hafiz Badruddin Zarkashi (May Allah Have Mercy On Him) says:

"Due to the verse of Allah, 'and [He Peace Be Upon Him is] the Seal of the Prophets,' and the authentic hadith in Bukhari and Muslim, where He (Peace Be Upon Him) said, 'There is no prophet after me,' there is consensus(Ijma) on this. Anyone opposing this , his statement is so appalling and heretical that it renders its proponent a disbeliever."

Allama Abdullah Bin Ibrahim Al Shanqiti (May Allah Have Mercy On Him) says:

"After the best of the Arabs was sent (as a Prophet)... the claim of Prophethood is the mother of lies. This means that claim of prophethood after His (Peace Be Upon Him) mission is false to such an extent that we don't even need any proof because the definitive evidence is the consensus(of Muslims) that He is the Seal of the Prophets(Peace Be Upon Them)" (2)

Quotes of Salaf Saliheen and Great Scholars :

Imam Tabari (May Allah Have Mercy On Him) says:

"But He is the Messenger of Allah(Peace Be Upon Him) and Khatam an-Nabiyyin, who sealed the prophethood, so it was sealed, and it will not be opened for anyone after him. "(3)

Abdullah ibn Abbas (May Allah Be Pleased With Him) says:

"And [He is] the Seal of the Prophets," meaning: If I had not sealed the line of Prophets with him, I would have given him a son who would be a Prophet after him , Peace Be Upon Them.

Mujahid ibn Sulayman (May Allah Have Mercy On Him) says:

"It means: The Last of the Prophets; there is no Prophet after Syedna Muhammad (Peace Be Upon Him)."(4)

Imam Ibn Rajab (May Allah Have Mercy On Him) says:

"It should not be said that Hazrat Adam (Peace Be Upon Him) was created before him, because Hazrat Adam (Peace Be Upon Him) was then lifeless, without a soul, while Muhammad (Peace Be Upon Him) was alive. Thus, he (Peace Be Upon Him) was the first of the prophets in creation and the last of them in sending. He is the Seal of the Prophets(Peace Be Upon Them) in that His time came after theirs."(5)

Imam Ibn Qudamah al-Maqdisi (May Allah Have Mercy On Him) says:

"Hazrat Muhammad (Peace Be Upon Him) is the Seal of the Prophets (Peace Be Upon Him), and Muhammad (Peace Be Upon Him) is the Messenger of Allah, the Seal of the Prophets, and the Master of the

Messengers(Peace Be Upon Them)."(6)

Rulings on Denying the belief of Khatm e Nabuwwat:

Imam Abu Hayyan al-Andalusi (May Allah Have Mercy On Him) says:

"Whoever believes that prophethood is not ended on Hazrat Muhammad Peace Be Upon Him, or that a Wali is superior to a Prophet, is an infidel whose execution is mandatory. There have been individuals who claimed prophethood, and Muslims have judged them accordingly. In our time, there was a person among the Sufis who claimed prophethood in the city of Málaga, and the ruler Ibn al-Ahmar, the king of Andalusia in Granada, ordered his execution and crucifixion until his flesh decayed."(7)

Imam Ibn Kathir (May Allah Have Mercy On Him) says:

"Allah has informed in His Book and through the authentically transmitted Sunnah of His Messenger (Peace Be Upon Him) that there will be no prophet after him, so that everyone knows that anyone who claims this status after him is a liar, deceiver, and misguided imposter. Even if they perform false illusions or bring various forms of magic, all of it is impossible and misguided in the eyes of those with understanding and intellect. This is as Allah has demonstrated through the events with al-Aswad al-ʻAnsi kadhdhab in Yemen and Musaylimah al-Kadhdhab in Yamamah, whose false claims were evident to all those with sound judgment and understanding. Similarly, every claim to prophethood until the Day of Judgment, including the Dajjal, will also be false. Each of these

liars will have events associated with them that the scholars and believers will recognize as falsehood."(8)

Imam Ismail Haqqi (May Allah Have Mercy On Him) says:

"And His (Peace Be Upon Him) saying, 'There is no Prophet after Me(Peace Be Upon Him) , means that anyone who claims that there is a prophet after our Prophet (Peace Be Upon Him) is a disbeliever because they have denied the clear text. Similarly, even doubt in this matter is disbelieving. Whoever claims prophethood after the death of Prophet Muhammad (Peace Be Upon Him) is making a false claim. Furthermore, a man in the time of Imam Abu Hanifah(May Allah have mercy on him) claimed to be a prophet and asked for a some time to provide signs(of his false claim). Imam Abu Hanifah(May Allah have mercy on Him) said that anyone who even asks for these false signs has disbelieved, due to the clear saying of our Prophet (Peace Be Upon Him), 'There is no Prophet after me.'"[This statement clarify that even a doubt in Khatm e Nabuwwat of Prophet Muhammad Peace Be Upon Him is disbelief(kufr)] (9)

The Return of Prophet Jesus (Peace Be Upon Him): Affirmation of Islamic Belief

Allama Zamakhshari (May Allah Have Mercy On Him) says:

"If you ask: How can Prophet Muhammad (Peace Be Upon Him) be the last of the prophets if Prophet Jesus (Peace Be Upon Him) will come back at the end of times? The answer is that being the last of the Prophets means

that no new Prophet will come after him. Syedna Jesus (Peace Be Upon Him) was a Prophet before him, and when he returns, He will follow the Sharia of Hazrat Muhammad (Peace Be Upon Him), praying towards His Qibla, as if He were part of his Ummah(Peace Be Upon Them)." (10)

Hafiz Zain al-Din al-Iraqi (May Allah Have Mercy On Him) says:

"Regarding the statement that He (Peace Be Upon Him) is the Seal of the Prophets, it means that Allah, the Exalted, will not send any Prophet after Him(Peace Be Upon Him). As for the return of Prophet Jesus (Peace Be Upon Him) at the end of times, He will come to affirm the validity of Prophet Muhammad's(Peace Be Upon Him) Sharia while adhering to its laws." (11)

References

1. Tashnif al-Masami' bi Jam' al-Jawami', Volume: 4, Page No: 746

2. Nashr al-Bunood 'Ala Maraqi as-Su'ood, Volume: 2, Page No: 26

3. Tafseer al-Tabari, Volume: 19, Page No: 121

4. Encyclopedia of Tafsir al-Ma'thur, Prof. Dr. Musaid bin Sulayman al-Tayyar, Dr. Nuh bin Yahya al-Shahri

5. Lata'if al-Ma'arif , Volume: 1, Page No: 163

6. Lum'at al-I'tiqad , Page No: 35

7. Al-Bahr al-Muhit fi al-Tafsir , Volume: 8, Page No: 485

8. Tafsir Ibn Kathir , Volume: 3, Page No: 494

9. Tafsir Ruh al-Bayan , Volume: 7, Page No: 188

10. Al-Kashaf 'An Haqa'iq Ghawamid al-Tanzeel , Volume: 3, Pages No: 544, 545

11. Tahr al-Tathreeb fi Sharh al-Taqreeb , Volume: 2, Page No: 112

ستمبر 1974ء فیصلہ، روحانی تناظر میں

از: خواجہ غلام دستگیر فاروقی
(بانی ادارہ المنتہیٰ، پاکستان)

1857ء ہندوستان میں مسلمانوں کے اقتدار کا سال وفات تھا لیکن یہ سانحہ اچانک نہیں تھا اور نگزیب نے مارچ 1707ء میں انتقال کیا تو اس کے جانشینوں سے ہی سلطنت کو دیمک لگنا شروع ہو گیا۔ ڈیڑھ سو سال میں کئی حادثوں اور سانحوں نے سلطنت کو اکھاڑ پھینکا انگریز تجارت کے بہانے برصغیر میں داخل ہوا، انگریز نے اپنا تسلط جمانے کے بعد جہاں ہماری آزادی سلب کی ، ہماری زبان تہذیب و تمدن اور معاشرے پر حملے کیے وہیں اس نے محکوم اقوام بطور خاص مسلمانان ہند کو نشانہ بنایا۔

عیار حکمرانوں نے جنگ آزادی کے لئے لاکھوں مسلمانوں کو تہ تیغ کیا پھانسیاں دیں، جلا وطن کیا، جائیدادیں ضبط کیں، مسلمانان ہند کی تہذیب و تمدن، معاشرت، زبان، لباس حتی کہ ان کے دین کو بھی بدلنے کی سازش کی گئی بڑی تعداد میں برطانیہ سے پادریوں کو لاکر مسلمانوں میں دین کے بارے میں شکوک و شبہات جنم دیئے۔ وہیں مسلمان میں جذبہ جہاد ختم کرنے کے لیے انہی میں سے ایک جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا۔ جھوٹے مدعی نبوت کی بیخ کنی کے لیے مسلمانان ہند اُٹھ کھڑے ہوئے، بھرپور تحریک چلی، برصغیر کی اسلامی تاریخ میں یہ تحریک انتہائی اہمیت کی حامل ہے جس میں مسلکی تفریق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تمام مکاتب فکر نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا آپ اسے تاریخ کو تحفظ ختم نبوت کے مبارک نام سے یاد کر سکتے ہیں۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد 1953 تحریک ختم نبوت تاریخ کا ایسا زریں باب ہے جو ایمان و ایقان، علم و عرفان شعور و آگاہی اور تدبر و فراست کا نور بکھیرتا ہے۔

نیز مسئلہ تحفظ ختم نبوت پر وطن عزیز پاکستان کی

تاریخ شعور وعہد ساز مگر معتوب و مظلوم تحریک اپنے اندر ایسا آہنگ لیے ہوئے جو کفر شکن نعروں، خون کے فواروں اور آنسوؤں کی پھلواروں نے باہم مل کر ترتیب دیا ہے۔ موجودہ حکومت نے تحریک کو تشدد کا راستہ اپنا کر دبا دیا نتیجتاً 15 سے 20 ہزار جانثاران مصطفی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تحفظ ختم نبوت کے لیے میدان یمامہ کی یاد کو تازہ کرتے ہوئے اپنی جانوں کا نظرانہ پیش کیا۔ 1974ء میں ایک واقعہ کے پس منظر میں ملک گیر تحریک چلی تمام مسالک نے 1953 تحریک ختم نبوت کی طرح ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر قادیانیت کا تعاقب شروع کیا۔ قومی اسمبلی میں قرارداد ختم نبوت قائد ملت اسلامیہ الشاہ امام احمد نورانی نے پیش کئی مرزائیوں کے دونوں گروپوں کے سربراہان (مرزا ناصر احمد، مولوی صدرالدین) اپنے ساتھیوں سمیت اسمبلی فلور آئے ان کو اپنا موقف کھل کر پیش کرنے کا موقع دیا گیا 21 دنوں میں 96 نشستوں کے بعد پوری اسمبلی نے متفقہ طور پر وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی وزارت میں سہ پہر چار بج کر 20 منٹ پر سات ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کے دونوں گروپوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ سنایا۔ تمہیدی گفتگو کے بعد عرض یہ ہے کہ دوران تحریک ان گنت ایسے واقعات ہیں جن کو پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے چند ایسے واقعات میں جو خالصتاً روحانیت سے تعلق رکھتے ہیں اپنے قارئین کی نظر کرنا چاہتا ہوں، چند چنیدہ واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ طے ہو کر رہے گا

پھر جب جون 1974ء سے تحریک کا فیصلہ کن دور شروع ہوا حضرت (غلام محی الدین المعروف بابو جی بن پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی) مرض الموت کے نرغہ میں تھے لیکن آپ کے معمول میں کوئی فرق نہ تھا آپ کو دیکھ کر معلوم ہوتا کہ اللہ والے یہی ہوتے ہیں۔ راقم نے چند دن پہلے ہی نیاز حاصل کیا تو فرمایا جد و جہد کیے جاؤ نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ پھر خاموش ہو گئے چہرہ مبارک دمک رہا تھا، فرمایا اب مسئلہ طے ہو کر رہے گا نصرت آچکی ہے میں اعلیٰ حضرت کے پاس جا رہا ہوں، ان سے عرض کروں گا کہ آپ نے جس پودے کی آبیاری کی تھی وہ پھل لے آیا ہے۔ (شورش کاشمیری، تحریک ختم نبوت ص 60 اشاعت اول 1976 مطبوعات چٹان لاہور)

فیصلہ مقررہ تاریخ پر ہو گا

جناب چوہدری مختار انور ایڈوکیٹ حال مقیم اسلام آباد بیان کرتے ہیں بھٹو کے دور میں مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا معاملہ اسمبلی میں

زیر غور تھا ایک شام میرے پرانے موکل جو کہ مجلس عمل تحریک ختم نبوت کے ممبر تھے، اپنے ذاتی معاملہ میں قانونی مشورہ کے لیے میرے پاس آئے اور اپنا معاملہ بتانے لگے اس نے کہا کہ انہیں بھی بھٹو پر بھروسہ نہیں ان کے ایسا بتانے پر مجھے بہت تشویش ہوئی کیونکہ میں خود بھی بھٹو پر شاکی تھا یہ رمضان کے ایام تھے میں اسی فکر میں سو گیا خواب میں حضرت صاحب (محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد چشتی فیصل آباد) ہمراہ مولانا معین الدین تھے۔ فرمانے لگے چوہدری صاحب فکرمت کرو مرزائیوں کی بابت فیصلہ اسی مقررہ کردہ تاریخ پر ہو گا۔ اور فیصلہ ٹھیک ہو گا نہایت اطمینان کے حالات میں صبح میں کچہری گیا تو میرے دفتر میں وہ صاحب موجود تھے میں نے ان سے کہا کہ آپ تو مجھے مایوس کر گئے تھے مگر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ فیصلہ اسی سے مقرر کردہ تاریخ پر ہو گا ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ میں ناچیز اس قابل کہاں کہ یہ بات کہہ سکوں وہ بھی غیر عقیدہ کے تھے میں نے ان سے کہا کہ یہ بات حضرت صاحب (شیخ الحدیث قدس سرہ) نے رات مجھ کو خواب میں بتائی ہے آپ سب کو معلوم ہے کہ تاریخ مقرر پر فیصلہ ہو اور مرزائیوں کو متفقہ طور پر اسمبلی اور سینٹ نے غیر مسلم قرار دیا۔(صادق علی زاہد تذکر مجاہدین ختم نبوت ص 144۔ فاروقی، غلام دستگیر فاروقی خواجہ پیش گوئیاں ص164)

اسمبلی حال میں نور نبوت داخل ہوا

ستمبر 1974 قومی اسمبلی کے اجلاس ختم ہونے کے بعد بنوں کی عظیم قدیم تاریخی مسجد جعفر خان میں جمعۃ المبارک نماز جمعہ سے پہلے مولانا صدر الشہید (مسلک دیوبند) نے تقریر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ زندگی بھر الحمدللہ مجھے پر کسی بھی چیز یا شخصیت سے رعب یا خوف نہیں آیا صرف دو مرتبہ میں رعب سے دوچار ہو گیا ہوں، ایک بار بیت اللہ شریف پر جب نظر پڑی (حج بیت اللہ کا موقع پر) دوسری مرتبہ جب قومی اسمبلی میں تحریک ختم نبوت کے دوران۔ دستخط کی تقریب کے دوران جب دستخط کے دوران پورے ایوان میں حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نور داخل ہوا، ایوان میں مکمل خاموشی چھا گئی ہر طرف نور ہی نور تھا تو میں بھی اس نور سے مرعوب ہوا۔

(اللہ وسایا، مولانا گلستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ ص322)

فتح مسلمانوں کی ہو گی

سید ذاکر حسین شاہ صاحب (ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، راولپنڈی) نے ایک دفعہ اپنا ایمان

فروز واقعہ سنایا کہ ایک رات وہ اٹارنی جنرل (یحییٰ بختیار خان) کے لیے قادیانی کتب سے حوالہ جات تلاش کر رہے تھے کہ حالت بیداری میں اچانک دیکھا کہ دو بزرگ تشریف لائے جن کے چہروں سے نور ٹپک رہا تھا ان میں ایک حضرت امام ابو حنیفہ اور دوسرے حضرت پیر مہر علی شاہ تھے ان بزرگوں نے قادیانیوں کے خلاف تیاری کرنے پر حوصلہ افزائی کرتے ہوئے مجھے شاباش دی اور فرمایا گھبرانا نہیں تحفظ ختم نبوت کا کام کرتے رہو، فتح مسلمانوں کی ہوگی۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس واقعے سے مجھے تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے کا مزید حوصلہ اور جذبہ نصیب ہوا۔ (محمد متین خالد تحفظ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت ص305)

ہمارا سودا بار رسالت میں ہو چکا

حکومت پاکستان کے ایک سیکرٹری میں انہوں نے مجھے ٹیلی فون کیا وہ میرے جاننے والے ہیں، وہ کراچی کے تھے انہوں نے ہی دوسرے لوگوں سے بیان کیا میں نے کسی سے ذکر نہیں کیا تھا، کہا میرے مکان پر تشریف لے آئیں بہت دن ہو گئے کھانا وغیرہ نہیں کھایا فرصت ہے آج کل کسی بھی وقت؟ میں نے کہا آج تو موقع نہیں کل آجاؤں گا وہاں دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور بریف کیس بھی تھا انہوں نے کہا یہ لوگ آئے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی کے سلسلے میں، یہ کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا نام نکال دیا جائے، constitution میں یہ نام آرہا ہے میں نے کہا اور کیا چاہتے ہیں کہنے لگے بس یہ لاہوری گروپ ہے اس کا بھی نکال دیجئے۔ درمیانے قسم کا رکھ لیجئے جو لوگ عقیدہ ختم نبوت سے منکر ہیں تو میں نے کہا کہ بات اصل میں یہ ہے کہ کہنے لگا کہ نہیں وہ بریف کیس موجود ہے اتنے لاکھ موجود ہیں 50 لاکھ کہ پتہ نہیں کتنے ہیں تو میں نے کہا کہ بات اصل میں یہ ہے کہ بہت زیادہ قیمت مل چکی ہے دربار مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے، اس کی بہت بڑی قیمت مل چکی ہے جس کا تصور بھی کوئی نہیں کر سکتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ ایک کروڑ روپیہ ہمارے عقیدہ کو متزلزل نہیں کر سکا میں نے کہا آپ کے ذہن میں یہ بات کیسے آئی کہ ہم آپ کو خرید بھی سکتے ہیں۔ آپ یہاں سے باہر نکل جائیں آئندہ ایسی بات نہیں ہوگی آپ یہاں سے نکل جائیں اور آپ میرے مکان میں ہوتے تو میں دوسری طرح نکالتا اور سیکرٹری صاحب سے میں نے کہا ایسے لوگوں کو آپ نے کیوں آنے دیا ہماری آپ سے ملاقات محبت ہے وہ اپنی جگہ لیکن ظاہر ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

(قادری، ملک محبوب الرسول، انوار رضا 2021 شعاع نورانی نمبر ص 87 برمنگھم یو کے برطانیہ 1997)(محمد متین خالد تحفظ ختم نبوت اہمیت وفضیلت مختلف مفہوم سے)

قومی اسمبلی کی بند چھت اور مرزا ناصر کا منہ کالا

الشاہ احمد نورانی خود اپنے ایک تاریخی خطاب میں بیان کرتے ہیں۔ اور اب بحث ختم ہو رہی تھی آخری مرحلہ پر تھی قومی اسمبلی کی جو چھت ہے، اللہ اللہ کیا معجزہ ہے قربان یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم اسمبلی کے ممبران اس کے گواہ ہیں عجیب وغریب بات تھی کہ جب آخری سوال ختم ہوا، مرزا ناصر چپ ہوا، اور ابھی ایک ممبر تھے انہوں نے سوال کرنا تھا وہ رہ گیا تھا کہ انہوں نے کہا ابھی بات کرتے ہیں مرزا ناصر منہ صاف کر رہا تھا، پسینے وغیرہ اس کو آرہے تھے کہ اتنے میں جس چھت کے نیچے وہ بیٹھا ہوا تھا ہم لوگ ممبر قومی اسمبلی اس طرف بیٹھے ہوئے تھے وہ سامنے بیٹھا ہوا تھا اس کے بعد اسپیکر بیٹھے ہوئے تھے۔ جس جگہ یہ بیٹھا ہوا تھا اس جگہ چھت بالکل بند اور اس بند چھت میں سے کوئی چیز گرنی شروع ہوئی اور مرزا ناصر کے صافے پر اور چہرے پر گری اور اس نے کہا مٹر اسپیکر! I am disturbed اس کے پیچھے اسپیکر بیٹھے تھے اس نے کہا اسپیکر صاحب پریشان ہو گیا ہے کہ یہ کیا ہو گیا تو جلدی سے اسپیکر نے جو ملازمین کھڑے ہوئے تھے قاصد چپڑاسی وغیرہ سے کہا پانی لاؤ یہ لاؤ اس کے تمام منہ پر گندگی تھی اس کے ماتھے پر گندگی تھی۔ وہ چھت میں سے پھٹ کر نکل کر آ رہی تھی یہ خیال ہی نہیں تھا کہ کچھ لوگ اٹھے اور انہوں نے کہا کہ اس کا منہ ہم سب کے سامنے کالا ہو گیا وہ چڑیا کی یا کسی جانور کی گندگی اور غلاظت تھی جو مرزا ناصر کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ بس یہی آخری فتح تھی اس کے بعد اسمبلی کا اجلاس برخواست ہو گیا۔

(الازہری، پیر محمد کرم شاہ ضیائے حرم تحریک ختم نبوت نمبر 1974۔ قادری، ملک محبوب ارسول انوار رضا 2021، شعاع نورانی نمبر ص 89 خطاب برمنگھم یو کے برطانیہ 1997ء)

آیئے فیصلہ کو پچاس سال مکمل ہونے پر گولڈن جوبلی اس طرح منائیں کہ تجدید عہد کرتے ہوئے مکمل سنجیدگی کے ساتھ اپنی زندگیوں کو تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف کیجئے عقیدہ کو سمجھیں بیان کریں جہاں کر سکتے ہیں اپنی نسلوں تک اس امانت کو منتقل کریں۔

میں زندگی کے بھی غم بھلائے بیٹھا ہوں
تمہارے عشق سے کتنی مجھے سہولت ہے

عقیدہ ختم نبوت اور کتب سیرت

از: مولانا فرمان علی رضوی

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم و فضل سے اس کائنات ارضی میں توحید کے پیغام کے لیے مختلف ادوار میں انبیاء ورسل کو مبعوث فرمایا جنہوں نے اس دنیا میں تشریف لاکر یہاں بسنے والے انسانوں کو راہ ھدایت دکھائی تاکہ وہ رب کے بنائے ہوئے طریقے پر زندگی بسر کر کے آخرت کے دائمی عذاب سے نجات پاسکیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کی جلوہ گری سے شروع ہونے والا یہ سلسلہ نبوت ورسالت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تشریف آوری پر اپنے اختتام کو پہنچا اب قیامت تک کسی نبی اور رسول کی نہ ضرورت ہے نہ بعثت ممکن ہے یہ اسلام کا بنیادی اور قطعی عقیدہ ہے اس کے بغیر کسی کا ایمان متصور ہی نہیں لیکن نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے خود اس بات کی خبر دی تھی کہ میرے بعد کئی ایسے لوگ ہوں گے جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے اس لیے امت کے علماء نے اسلام کی تعلیمات کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس عقیدے کا بھی خوب پرچار کیا تاکہ کوئی کذاب، امت کو گمراہ نہ کرسکے۔

ویسے تو اسلام اپنے دامن میں بہت وسعت رکھتا ہے اور اس سے وابستہ بے شمار موضوعات ہیں جن پر ہر زمانے میں علماء نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق جد وجہد کی لیکن سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ خاص موضوع ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے متعلق گفتگو کی جاتی ہے۔ قرون اولی کے علماء سے لے کر آج تک اس موضوع پر ہر دور میں تصنیفی کام ہوا ہے جو ابھی تک جاری ہے اور ان شاءاللہ قیامت

تک جاری رہے گا۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر لکھی جانے والی کتب میں بھی عقیدہ ختم نبوت کو واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے یہاں ان میں سے چند کتب کے حوالے پیش کیے جاتے ہیں کہ شاید کسی کی اصلاح کا سبب بن جائیں اور اس کے صدقے ہماری بھی آخرت سنور جائے۔

(1) الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ

اس کے مصنف قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی ہیں آپ کی کنیت ابو الفضل ہے۔ آپ کی ولادت 476ھ بمطابق 1083ء سبتہ کے مقام پر ہوئی۔

آباؤ اجداد: آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بزرگ اندلس کے رہنے والے تھے آپ کے دادا مرحوم وہاں سے نقل مکانی کرکے فارس آگئے پھر وہاں سے سبتہ تشریف لے گئے۔

تعلیم و تربیت: آپ کا بچپن اور جوانی کا ابتدائی حصہ "سبتہ" ہی میں گزرا اور یہاں کے اکابر علماء و مشائخ سے علم حاصل کیا۔ بیس سال کی عمر میں حافظ الحدیث ابو علی غسانی صدفی علیہ الرحمہ نے آپ کو روایت حدیث کی اجازت دے دی تھی۔ حضرت ابو علی غسانی کے وصال کے بعد آپ اندلس تشریف لے گئے۔

خصوصیات: آپ حدیث، علوم حدیث، لغت، نحو، کلام عرب اور ان کے ایام و انساب میں اپنے وقت کے امام تھے آپ کو شاعری کا بھی ذوق تھا اور کثیر التصانیف بزرگ تھے۔

حضرت محمد بن حماد سبتی فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض کے زمانے میں سبتہ میں ان سے زیادہ کوئی کثیر التصانیف نہ تھا۔

بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں شفاء شریف کی مقبولیت: تذکرۃ الحفاظ میں امام ذہبی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ خواب میں آپ کے بھتیجے نے دیکھا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سونے کے تخت پر تشریف فرماہیں یہ منظر دیکھ کر اس پر ہیبت طاری ہوگئی۔ قاضی عیاض نے فرمایا اے بھتیجے "کتاب الشفاء" کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور اسے اپنے لیے دلیل راہ بناؤ۔

گویا کہ آپ نے اشارہ فرمایا کہ جو آج میرا یہ مقام تم دیکھ رہے ہو یہ "الشفاء" تحریر کرنے کے سبب ہے۔

وصال: آپ علیہ الرحمہ نے 9 جمادی الثانی 544ھ بمطابق 1145ء شب جمعہ کو وصال فرمایا اس وقت آپ کی عمر 69 برس تھی آپ کا مزار

مراکش میں ہے۔

نوٹ :۔ یہ معلومات شفاء شریف کے زاویہ پبلشرز کی جانب سے شائع ہونے والے اردو ایڈیشن سے لی گئی ہیں۔

قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ جہاں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے مختلف گوشوں کو زیر بحث لائے ہیں وہاں عقیدہ ختم نبوت کو بھی آپ کے فضائل میں شمار کر کے بیان کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

"حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور نبیوں کا آخر (خاتم) اس وقت سے ہوں جبکہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔ میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وعدہ اور حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

(شفاء شریف ص 139 مطبوعہ زاویہ پبلشرز لاہور)

(2) مواھب اللدنیہ

یہ امام قسطلانی کی تصنیف ہے آپ کا نام احمد بن محمد ہے اور امام قسطلانی کے نام سے مشہور ہیں، کنیت ابو العباس، لقب شہاب الدین ہے۔ جائے پیدائش کے لحاظ سے مصری اور بعد میں قاہرہ میں سکونت کی وجہ سے قاہری کہلاتے ہیں علامہ قسطلانی اپنے دور کے بہت بڑے امام، فن قراءت کے ماہر، چودہ روایتوں کے مشاق جید قاری، علم و فن میں حجت باخبر اور روشن فقیہ اور سند المحدثین، تقریباً 26 کتب کے مصنف اور بڑے باکمال آدمی تھے۔

ولادت و ابتدائی تعلیم:۔ آپ 12 ذی القعدہ کو مصر 851ھ کو مصر میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی مصر ہی میں قرآن مجید حفظ کے ساتھ ساتھ قرات اور صرف و نحو کی تعلیم حاصل کی تجوید میں آپ نے شاطبیہ اور جزریہ پڑھیں اور نحو میں الوردیہ یاد کی۔ آپ نے اپنے وقت کے بے بدل شیخ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سے کسب فیض کے علاوہ متعدد جلیل القدر اساتذہ کرام اور مشائخ عظام سے استفادہ کیا۔

"مواھب اللدنیہ" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مطہرہ پر ایک جامع کتاب ہے۔ اس کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ابتداء ولادت سے انتہاء وصال تک تسلسل زمانی کے ساتھ سیرت طیبہ کے

احوال و واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔ علامہ زرقانی شرح مواھب اللدنیہ میں لکھتے ہیں:

امام قسطلانی رحمہ اللہ نے یوں تو کئی کتابیں لکھی ہیں لیکن ان میں سے یہ "مواھب اللدنیہ"" بہت عظیم کتاب ہے اس کتاب کی سطور سے اللہ عزوجل کے جلال اور بزرگی کے انوار پھوٹتے نظر آتے ہیں اور اس کے صفحات پر الفاظ نبوت و رسالت کو اس طرح جوڑ دیا گیا ہے جیسے گلاب کی پتیوں پر شبنم کے قطرات اٹکتے ہوئے ہوں۔

نوٹ:۔ یہ معلومات فرید بک سٹال کی جانب سے شائع کردہ اردو ایڈیشن سے لی گئی ہیں۔

امام قسطلانی نے اس کتاب میں جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات حمیدہ، خصائل کریمہ جمال خلق اور حسن خلق کے تذکرے کیے ہیں وہاں عقیدہ ختم نبوت کو بھی بیان فرمایا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

" سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ آپ تمام انبیاء ورسل کے آخر میں تشریف لائے۔

اس پر دلیل دیتے ہوئے آپ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میری مثال اور مجھ سے پہلے آنے والے انبیاء کرام کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک نہایت اچھا مکان بنایا لیکن اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس کے ارد گرد چکر لگاتے ہیں اور اس پر تعجب کرتے اور کہتے ہیں یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی پس وہ اینٹ میں ہوں اور میں سب سے آخری نبی ہوں"

(مواھب اللدنیہ ج 2 ص 374 مطبوعہ فرید بک سٹال)

(3) مدارج النبوت

یہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی تصنیف لطیف ہے۔ آپ شیر شاہ سوری کے عہد میں محرم 958ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت:۔ آپ تین سال کے ہی تھے تو آپ کے والد ماجد نے بڑی شفقت و محبت سے آپ کی پرورش کا اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہایت قوی حافظہ اور اعلی استعداد سے نوازا خود فرماتے ہیں کہ جب میں اڑھائی سال کا تھا اس وقت کہ باتیں مجھے اب تک یاد ہیں آپ نے ناظرہ قرآن پاک تین ماہ کے عرصے میں اپنے والد ماجد سے پڑھ لیا اس کے

بعد ایک ماہ کی قلیل مدت میں آپ نے لکھنا سیکھ لیا یہ آپ کی غیر معمولی ذہانت کی دلیل ہے۔

ذوق مطالعہ :۔ آپ کو مطالعہ کتب سے فطری شغف تھا خود فرماتے ہیں کہ بچپن میں کبھی کوئی کھیل نہیں کھیلا کوئی اگر کھیلنے کی ترغیب دیتا تو کہتا کہ میرا دل کھیل سے نہیں بلکہ علم سے خوش ہوتا ہے رات کو اکثر چراغ جلا کر کتابیں پڑھتا رہتا والد گرامی آرام کا فرماتے تو آواز سن کر لیٹ جاتا اور کہتا لیٹ گیا ہوں پھر دوبارہ اٹھ کر پڑھنے لگتا۔

فراغت علمی:۔ والد محترم کی ہی زیر سرپرستی آپ نے عربی اور فارسی کی تعلیم شروع کی، بارہ تیرہ سال کی عمر میں شرح شمسیہ اور شرح عقائد پڑھ کی اور پندرہ سولہ سال کی عمر میں مختصر و مطول کو ختم کر لیا غرض اٹھارہ برس کی عمر میں آپ تمام علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل فرما چکے تھے۔

مدینہ شریف کا ادب:۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ بے پناہ محبت کے سبب آپ مدینہ شریف کا بھی بے حد احترام فرماتے تھے چنانچہ علی شیر قانع لکھتے ہیں کہ " در مدینہ برہنہ پا گردیدے " یعنی مدینہ شریف میں آپ جوتے اتار دیتے اور برہنہ پاؤں رہتے۔(اخبار الاخیار مطبوعہ زاویہ پبلشرز لاہور)

تصانیف:۔ آپ نے مختلف موضوعات پر تقریبا 16 کے قریب کتب تصنیف فرمائی ہیں جن میں سیرت کے موضوع پر آپ کی شاہکار تصنیف " مدارج النبوۃ " بھی ہے یہ کتاب اصل فارسی زبان میں ہے جس کا بعد میں اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔اس میں آپ نے سیرت کے مختلف پہلوؤں پر بڑی سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شان بیان کرتے ہوئے آپ کی ختم نبوت کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان فرمایا چنانچہ آپ کے اوصاف ذکر فرمائے "هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ" ان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"باوجود سبقت و اولیت آپ آخر بھی ہیں بعثت و رسالت میں کیونکہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے (وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ) لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں ۔ ان کی کتاب قرآن آخری کتاب ہے ان کا دین دینوں میں آخری ہے چنانچہ فرمایا (نحن الاخرون السابقون) باوجود سب سبقتوں کے ہم آخری ہیں۔اور حقیقت میں بعثت کے لحاظ سے آخریت و خاتمیت میں اولیت و

سابقیت ہے کیونکہ تمام کتب اور ادیان کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ناسخ اور ماحی ہیں اور سب پر غالب و قوی ہیں۔(مدارج النبوۃ ج 1 ص 2 مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ)

(4)ضیاء النبی

اس کتاب کے مصنف پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ پیر محمد شاہ غازی کے ہاں یکم جولائی 1918ء موضع بھیرہ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے ، ابتدائی تعلیم مولانا محمد قاسم بالاکوٹی سے حاصل کی فلسفہ و منطق حضرت مولانا محمد دین ، مولانا غلام محمد پپلاں میانوالی سے ادب ، فقہ اور ریاضی وغیرہ کا درس لیا۔

دورہ حدیث کے لیے آپ نے ہندوستان کی ایک عظیم دینی درسگاہ جامعہ نعیمیہ مراد آباد کیا جہاں اس وقت حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی درس حدیث دے رہے تھے۔

آپ جامعہ نعیمیہ مراد آباد سے 1943ء میں سند فراغت اور دستار فضیلت سے مشرف ہوئے 1954ء میں جامعہ ازھر مصر سے الشھادۃ العالمیہ کی اعلی ڈگری حاصل کی مصر سے واپسی کے بعد آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز اپنے والد کے کے قائم کردہ ادارے "دارالعلوم محمدیہ غوثیہ" بھیرہ سرگودھا سے کیا۔

روحانی تربیت کے لیے آپ اس وقت کے عظیم المرتبت شیخ حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالوی اور خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہما کے ہاتھ پر بیعت ہو کر خلافت و اجازت و عمامہ سے مشرف ہوئے۔ درس و تدریس کے علاوہ آپ ماہنامہ "ضیاء حرم "کا اجراء فرما کر علمی و تحقیقی مضامین سے مسلک اہل سنت کی اشاعت میں سرگرداں رہے۔

تحریری خدمات:۔

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے نام سے لاہور میں ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں دیگر اشاعتی اداروں میں اپنا مقام بنا لیا آپ کی سرپرستی میں اس ادارے سے سب سے پہلے "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" (اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی) ضیاء القرآن فی تفسیر القرآن اور ضیاء النبی کے نام سے سیرت النبوی کی کئی جلدیں شائع ہوئیں۔(تحریک پاکستان میں مولانا نعیم الدین مرادآبادی اور ان کے مشاہیر خلفاء کا حصہ ، پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری ص،245)

تصنیفی خدمات:۔ درس و تدریس اور دیگر اہم ملی و قومی کی مصروفیات کے باوجود آپ نے قلمی میدان

میں بھی بہت خوب کام کیا ہے۔ آپ کی تصانیف میں قرآن مجید کی تفسیر بنام "ضیاء القرآن" بہت ہی معروف ومقبول تفسیر ہے آپ نے اس ترجمہ و تفسیر میں عصر حاضر کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے جس اسلوب و منہج کو پیش نظر رکھا ہے وہ قابل تعریف ہے۔

اس طرح آپ کے قلم کئی کتب منصہ شہود پر نمودار ہوئیں بالخصوص سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے موضوع پر "ضیاء النبی" تحریر فرمائی جس میں اتنی خوبصورت ابحاث اور عمدہ تحقیقات شامل ہیں کہ آپ نے موضوع کا اپنی بساط کے مطابق حق ادا کر دیا۔

اسلام کے بنیادی اور قطعی عقیدہ ختم نبوت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ویسے تو بے شمار اسمائے گرامی ہیں جو حضور کی مختلف شانوں اور صفات کی ترجمانی کرتے ہیں لیکن پانچ نام ایسے ہیں جن کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خصوصی طور پر ذکر کیا ہے۔ امام ترمذی نے جبیر بن مطعم کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے:

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: میرے کئی نام ہیں: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں الماحی ہوں یعنی اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے کفر کو مٹا دے گا، میں الحاشر ہوں لوگ حشر کے دن میرے قدموں پر جمع ہوں گے، میں العاقب ہوں یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا)"

(ضیاء النبی جلد دوم صفحہ 64)

(5) سیرت رسول عربی

یہ مولانا نور بخش توکلی علیہ الرحمہ کی تصنیف ہے۔ آپ 1305ھ / 1877ء کو چک قاضیاں ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے علماء سے حاصل کی اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ایم اے عربی کا امتحان پاس کیا۔ علوم دینیہ سے والہانہ محبت کا عالم یہ تھا کہ میونسپل بورڈ کالج کے پروفیسر ہونے کے باوجود مولانا غلام رسول قاسمی امرتسری کے پاس حاضر ہوتے اور طلباء کے ساتھ چٹائی پر بیٹھ کر تفسیر وحدیث اور فقہ کا درس لیتے۔

جن دنوں آپ محمدن سکول انبالہ کے ہیڈ ماسٹر تھے حضرت خواجہ توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م1315ھ / 1897ء) کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت واجازت کے سرفراز ہوئے مولانا مرحوم سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے

سرشار تھے۔ آپ ہی کے مساعی جمیلہ سے متحدہ ہندو پاک میں بارہ وفات کی بجائے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے تعطیل ہونا قرار پائی تھی۔

آپ ایک عرصہ تک جامعۃ نعمانیہ لاہور کے ناظم تعلیمات رہے اور اس کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ کالج کے شعبہ عربی کے پروفیسر بھی رہے۔ کچھ مدت کے بعد کالج سے مستعفی ہو گئے حضرت علامہ نے تصانیف کا قابل قدر ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔ تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) الاقوال الصحیحہ فی جواب الجرح علی ابی حنیفہ (امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر روافض اور غیر مقلدین کے اعتراضات کا جواب)

(2) سیرت رسول عربی

(3) شرح قصیدہ بردہ عربی

(4) تحفہ شیعہ دو جلد (ردشیعہ)

(5) سیرت غوث اعظم

(6) تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ (حالات مصنفین درست نظامی از علامہ محمد ہارون، ص،96)

آپ سیرت رسول عربی کے نام سے لکھی گئی مشہور زمانہ میں عقیدہ ختم نبوت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:۔

"اس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود قلت اتباع کے کھلے الفاظ میں یوں فرمایا کہ اگر تمام انس وجن مل کر اس کا معارضہ کرنا چاہیں تو نہ کر سکیں گے۔ پھر بطور ارخاء عنان کہہ دیا کہ سارا نہیں تو ایسی دس (10) سورتیں ہی بنالاؤ۔ پھر اتمام حجت کے لیے فرما دیا کہ دس نہیں تو ایسی ایک ہی سورت پیش کرو۔ اس طرح وہ اللہ کا پیارا دو جہان میں ہم گنہگاروں کا سہارا مکہ مشرفہ میں دس سال تک کفار سے معارضہ فرماتا رہا۔ پھر جب حکم الٰہی سے ہجرت فرما کر مدینے میں رونق افروز ہوا تو وہاں بھی دس سال فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ سے تحدی کرتا رہا اور ساتھ ہی "وَلَن تَفْعَلُوا" سے انہیں چونکاتا رہا اور اکساتا رہا۔

اس عرصہ دراز میں اس ختم المرسلین نے اسی تحدی پر اکتفاء نہ کیا بلکہ عرب جیسی قوم کو جس کی حمیت جاہلیہ مشہور ہے۔ مجالس میں علی رؤس الشہاد یوں پکار کر اعلان فرما دیا کہ تم گمراہ ہو۔ تمہارے آباؤ اجداد گمراہ تھے۔ تمہارے معبود دوزخ کا ایندھن ہیں۔ تمہاری جانیں اور تمہارے مال مسلمانوں کے لیے مباح ہیں۔ (سیرت رسول عربی از مولانا نور بخش توکلی ص،273)

اس عبارت کے یہ الفاظ "اس عرصہ دراز میں

اس ختم المرسلین نے اس تحدی پر اکتفاء نہ کیا "علامہ موصوف کے عقیدہ ختم نبوت پر ایمان کا بین ثبوت ہیں۔

ایک اور مقام پر علامہ موصوف خوائص سید المرسلین کا عنوان قائم کر کے اس کے تحت اس عقیدے کو یوں بیان فرماتے ہیں :"اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب نبیوں سے پہلے پیدا کیا اور سب سے اخیر میں مبعوث فرمایا "(سیرت رسول عربی از مولانا نور بخش توکلی ص،411، مطبوعہ کتب خانہ امام احمد رضا)

اسی عنوان کے تحت ایک جگہ یوں رقمطراز ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہ آئے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت تمام انبیاء سابقین کی شریعتوں کی ناسخ ہے اور قیامت تک رہے گی"(ایضاص،416)

ایک اور مقام پر علامہ موصوف نے اس عقیدے کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا: برکات نور محمدی کا عنوان قائم کر کے اس کے تحت لکھتے ہیں:

اسی عہدے کے سبب حضرات انبیاء سابقین علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی آمد وبشارت او ان کے اتباع و امداد کی تاکید فرماتے رہے ہیں۔ اگر حضور نبی فداہ امی وابی کی نبوت دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو تمام انبیاء سابقین علیہم السلام کی نبوتیں باطل ہو جاتیں اور وہ تمام بشارتیں ناتمام رہ جاتیں۔ پس دنیا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تشریف آوری نے تمام انبیاء سابقین کی نبوتوں کی تصدیق فرمادی۔(ایضا،ص،19)

پنجتن پاک کی مناسبت سے یہاں فقط سیرت کے موضوع پر لکھی جانے والی پانچ کتابوں کی عبارات عقیدہ ختم نبوت پر پیش کی گئی ہیں ورنہ فقیر کی ناقص معلومات کے مطابق اس موضوع پر لکھی جانے والی ہر کتاب میں اس بنیادی عقیدہ کا ذکر ضرور ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عقیدے پر استقامت عطا فرمائے اور اپنے اسلاف کی طرح اس کے دفاع میں منکرین کو منہ توڑ جواب دینے کی ہمت عطا فرمائے۔ جو لوگ بھی اس عقیدے کے متعلق کسی حوالے سے بھی کام کر رہے ہیں وہ یقینا سب قابل احترام ہیں اللہ تعالیٰ سب کی سعی اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عقیدہ ختمِ نبوت کی عظمت و اہمیت

از: صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی صاحب

امام الانبیاء، سیّد المرسلین، سرورِ کائنات، پیغمبر آخر و اعظم، حضرت محمد ﷺ انسان کامل، انبیاءؑ اور رسولوں کے امام اور اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام لے کر آئے اور بنی نوع انسان کی رہنمائی آپ ﷺ کا منصب ٹھہرا ،نہ صرف یہ، بلکہ آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا ذکر بلند کر دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "کیا ہم نے آپ ﷺ کا سینہ نہیں کھول دیا اور آپ ﷺ سے آپ ﷺ کا بوجھ ہم نے اتار دیا جس نے آپ ﷺ کی پیٹھ بوجھل کر دی تھی اور ہم نے آپ ﷺ کا ذکر بلند کر دیا۔" (سورۃ الانشراح)

کرۂ ارض پر ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گزرتا، جب ہزاروں لاکھوں موذن اللہ کی توحید اور حضور اکرم ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں۔

آپ ﷺ کو خاتم الانبیاء اور سیّد المرسلین بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔ آپ ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی اور قیامت تک پوری انسانیت کے ہادی و رہبر ہیں۔ آپ ﷺ کو دینِ کامل عطا کیا گیا۔ اب دینِ اسلام ہمیشہ کے لیے مکمل ہو گیا۔ یہ ایک کامل و مکمل ضابطۂ حیات اور قرآن بنی نوع انسان کے لیے دائمی صحیفۂ ہدایت ہے، جس میں کسی ترمیم اور تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں۔

رسولِ اکرم ﷺ کی پیغمبرانہ خصوصیات میں سب سے اہم اور نمایاں خصوصیت آپ ﷺ کا امام الانبیاء، سیّد المرسلین اور خاتم النبیین ہونا ہے، آپ ﷺ کی دعوت، آپ ﷺ کی شریعت، آپ ﷺ کا پیغام اور دینِ اسلام آفاقی اور عالمگیر حیثیت کا حامل ہے۔ آپ ﷺ بنی نوع آدم اور

پورے عالم انس و جن کے لیے دائمی نمونۂ عمل اور آخری نبی بنا کر مبعوث فرمائے گئے۔ آپ ﷺ پر دینِ مبین کی تکمیل کر دی گئی۔ پوری انسانیت آپ ﷺ کی امّت اور آپ ﷺ قیامت تک پوری انسانیت کے لیے ہادی و رہبر اور بشیر و نذیر بنا کر مبعوث فرمائے گئے۔

اس ابدی حقیقت کی وضاحت مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنی میں بہ تمام و کمال کر دی گئی۔ ارشادِ ربّانی ہے:" اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں کے لیے خوش خبری سنانے والا اور آگاہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔(سُورۂ سبا)

ارشادِ ربّانی ہے:"کہہ دیجیے، اے لوگو، میں تم سب لوگوں کی طرف اللہ کا پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں۔" (سورۃ الاعراف) ایک اور مقام پر ارشاد ہوا: "برکت والا ہے وہ (اللہ) جس نے حق و باطل میں امتیاز کرنے والی کتاب اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل کی، تاکہ وہ دنیا جہاں کے لیے ہوشیار و آگاہ کرنے والا ہو۔"(سورۃ الفرقان)

ختمِ نبوت کے حوالے سے رسولِ اکرم حضرت محمد ﷺ نے مختلف احادیث میں یوں بیان فرمایا ہے۔"میں کالے اور گورے (مشرق و مغرب) تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ (مسند احمد)

ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"میں (عمومیت کے ساتھ) تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں، حالاں کہ مجھ سے پہلے جو نبی مبعوث ہوئے، وہ خاص اپنی قوموں کی طرف بھیجے جاتے تھے۔"

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے:"پہلے ہر نبی خاص اپنی قوموں کی طرف مبعوث کیے جاتے تھے، اور میں تمام انسانوں کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔" (صحیح بخاری)

حضور اکرم ﷺ سے پہلے جتنے انبیائے کرامؑ تشریف لائے، ان کی بعثت و رسالت کسی خاص عہد یا کسی خاص قوم کے لیے تھی، کسی نبی اور رسول کے مخاطب تمام انسان اور پوری دنیا کے لوگ نہیں تھے، رسولِ اکرم ﷺ کی بعثت اور تکمیلِ دین سے قبل نازل شدہ آسمانی کتب بھی مخصوص عہد کے لیے تھیں۔ تاہم رسولِ اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد سلسلۂ نبوت و رسالت ختمی مرتبت حضرت محمد ﷺ پر تمام اوصافِ کمال کے ساتھ ختم کر دیا گیا۔

اب ہدایت و راہ نمائی کا ابدی سرچشمہ قرآنِ کریم اللہ کی نازل کردہ آخری کتاب، رسولِ اکرم ﷺ آخری نبی اور آپ ﷺ کی عطا کردہ

تعلیمات ، شریعتِ محمدیؐ قیامت تک انسانیت کی ہدایت وراہ نمائی کی ضامن، دین و دنیا میں فلاح اور آخرت میں نجات کی یقینی ضمانت ہیں۔ اب یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی بنا کر پوری انسانیت کی ہدایت و رہبری کے لیے دنیا میں بھیجا۔ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا، نہ کوئی نیا دین آئے گا، نہ کوئی شریعت آئے گی، نہ وحی نازل ہو گی اور نہ اللہ کا پیغام نازل ہو گا۔

"ختمِ نبوت" اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ قرآن وسنّت، تعاملِ اُمّت، صحابہؓ و تابعین اور پوری اُمّت کا اس امر پر اجماع ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کو "خاتم النّبیین" بنا کر مبعوث فرمایا گیا، آپ ﷺ پر دین کی تکمیل کر دی گئی۔ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی، قرآن ہدایت و راہ نُمائی کا آخری اور ابدی سرچشمہ اور یہ اُمّت آخری اُمّت ہے۔

قرآن و سنّت میں اس حوالے سے بے شُمار دلائل موجود ہیں۔ اُمّت کا اس امر پر اجماع ہے کہ "عقیدۂ ختمِ نبوت" پر ایمان ایک ناگُزیر اور لازمی دینی تقاضا ہے، جس کا منکر کافر، مُرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویؐ میں ختمِ نبوت کے حوالے سے بے شُمار دلائل موجود ہیں۔ چنانچہ "سُورۂ احزاب" میں پوری وضاحت اور صراحت کے ساتھ یہ اعلان کیا گیا کہ: "محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے پیغمبر اور تمام نبیوں کے خاتم ہیں۔" (سلسلۂ نبوت و رسالت کو ختم کرنے والے ہیں)

رسولِ اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر سلسلۂ نبوت و رسالت کے اختتام کی ایک واضح دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ قیامت تک پوری انسانیت کے لیے نجات دہندہ اور ہادی و رہبر بنا کر بھیجے گئے۔جب آپ ﷺ کی ہمہ گیر شریعت، ختمِ نبوت اور آخری نبوت و رسالت کا اظہار قرآنِ کریم کر رہا ہے، دین کی تکمیل اور شریعتِ محمدیؐ کی ہمہ گیری اور منشورِ ہدایت ہونے کا اعلان اللہ تعالیٰ خُود فرما رہا ہے، تو پھر کسی اور نبی کے تصور کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے؟

قرآن و سنت ،اجماعِ امّت اور بنیادی اسلامی تعلیمات اس حقیقت پر گواہ ہیں کہ عقیدۂ ختم دین کا بنیادی شعار ،رسالتِ محمدی ﷺ کا امتیاز اور اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ جس پر ایمان دین کا بنیادی تقاضا ہے۔اس عقیدے پر ایمان کے بغیر اسلام کا تصور بھی محال ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کی بچوں کو آگاہی

از: مولانا حافظ نعمان حسین صاحب

صدیق اپنے دادا کا بہت لاڈلا تھا۔ دادا سے محبت کی بنا پر وہ اپنا زیادہ وقت ان کے ساتھ ہی گزارتا تھا ۔اور دادا جان نے بھی اپنے پوتے کو ایک عظیم انسان بنانے کی ٹھانی ہوئی تھی۔ اس مقصد کے لئے ان کے درمیان مختلف حوالوں سے گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ اس بار جب گرمیوں کی چھٹیاں ہوئیں تو یہ پلان بنا کہ تھوڑا گھوما پھرا جائے اور اللہ کی قدرت کے نظارے کئے جائیں۔ اس مقصد کے لئے پنجاب اور اس کے اطراف کے علاقوں میں جانے کا فیصلہ ہوا۔ اس فیصلے سے صدیق میاں بہت خوش تھے ۔اور زور شور سے تیاری کر رہے تھے ۔چونکہ اس سفر میں سبھی گھر والے اور صدیق کی جان دادا جان بھی ساتھ تھے تو یہ سفر انوکھا گزرنا تھا۔ دادا جان کیونکہ مطالعے کے شوقین تھے تو انہوں نے چند کتابیں بھی رکھ لیں تاکہ اضافی وقت کو کارآمد بنایا جائے۔ دن گزرتے رہے اور روانگی کا دن بھی آگیا ۔سب لوگ ٹرین میں بیٹھے اور سفر شروع ہوا۔ سفر لمبا تھا تو صدیق میاں نے دادا جی کا دامن پکڑ لیا اور باتیں شروع ہو گئیں ۔راستے میں ٹرین جہاں سے گزرتی دادا جی کچھ نہ کچھ بتاتے جاتے یا صدیق میاں سوال کر لیتے۔ چلتے چلتے ایک مقام ایسا آیا کہ دادا جی بولتے بولتے اچانک خاموش ہوگئے اور گہری سوچ میں چلے گئے۔ صدیق نے وجہ دریافت کی تو بتایا بیٹا :بس یہ بورڈ دیکھ کر کچھ یاد آگیا تھا ۔کونسا بورڈ؟ صدیق میاں نے سوال کیا: بیٹا یہ چناب نگر(ربوہ)کا بورڈ۔ اس سے کیا یاد آیا ؟دادا جی ۔صدیق نے دوبارہ استفسار کیا: بیٹا یہ بات ہے مئی 1974 کی ۔جب چند مسلمان طلبہ ٹرین کے ذریعے یہاں سے گزرے تو چند مرزائی نوجوانوں سے ان کی تکرار ہوئی اور نعرے بازی شروع ہو گئی۔ پھر ٹرین کے سیٹی بجی اور وہ ربوہ سے آگے چل دی ۔اس وقت ربوہ ایک الگ سے ریاست تھی جس کا اپنا نظام

تھا اور مرزا ناصر اس کا کرتا دھرتا تھا۔جب اسے پتا چلا کہ ریاست ربوہ کے خلاف نعرے بازی ہوئی ہے تو اس نے بدلہ لینے کا منصوبہ بنایا۔جب وہ ٹرین واپسی میں اسی (ربوہ کے) اسٹیشن پر رکی تو مرزائیوں نے اسلحہ سے ان پر حملہ کر دیا اور ان کی ٹانگیں اور بازو توڑ دیے۔ پورے ملک میں ہی اس واقعے کی خبر پھیل گئی اور جس اسٹیشن پر گاڑی رکتی لوگ بڑی تعداد میں وہاں جمع ہوتے اور اس پر بھرپور جذبات کا اظہار کرتے۔چونکہ یہ ایک بڑا واقعہ تھا تو اس کی تحقیقات کے لئے پنجاب کے وزیر اعلی حنیف رامے نے عدالتی تحقیقات کا حکم دیا۔جس پر جسٹس کے ایم صمدانی نے 112 صفحات پر مشتمل رپورٹ وزیر اعلی کو پیش کی۔

اچھا دادا جان یہ تو بتایئے کہ یہ مرزائی کون ہیں؟بیٹا مرزائی ان لوگوں کو کہتے ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔دادا جی نے جواب دیا ۔اس کا مطلب یہ لوگ مسلمان تو نہیں ہوتے نا؟صدیق نے سوال کیا:جی بیٹا:یہ مسلمان نہیں ہوتے کیونکہ مسلمان وہ ہوتا ہے جو اللہ کو ایک مانے، آسمانی کتابوں پر ایمان لائے، فرشتوں، یوم آخرت اور انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان رکھے اور حضور اکرم ﷺ کو اللہ کا آخری نبی تسلیم کرے۔تو مرزائی چونکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے اس لئے یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

بہت خوب دادا جی آپ نے تو بہت اہم بات بتائی کہ مسلمان ہونے کے لئے ہمارے نبی محمد ﷺ کو اللہ کا آخری نبی ماننا ضروری ہے۔ایک بار ہمارے اسکول میں ایک بزرگ تشریف لائے تھے اور انہوں نے یہ بتایا تھا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالی نے ہر چیز کے بارے میں بیان کر دیا ہے تو کیا ختم نبوت پر بھی قرآن نے کچھ بیان کیا ہے؟صدیق نے سوال کیا۔جواب میں دادا جی نے بتایا کہ قرآن پاک کے ساتھ ساتھ حدیث پاک میں بھی آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا بیان کیا ہے۔پارہ 22 سورہ احزاب آیت نمبر 40میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: اور ہم نے آپ کو تمام ہی لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

سنن ابوداؤد شریف کی حدیث میں ہے: میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اسی دوران صدیق کی نظر کھڑکی سے باہر پڑی تو دیکھا کہ ایک بڑی خوبصورت بلڈنگ بنی ہوئی ہے پر

درمیان کا ایک بلاک نہیں لگا ہوا۔ یہ دیکھ کر انہیں بڑی حیرت ہوئی اور دادا جی کو یہ منظر دکھانے لگے ۔ دادا جی نے بھی صدیق کی بات کی تائید کی اور بتایا کہ جس طرح ایک بلاک نہ لگنے سے یہ عمارت ادھوری ہے ،بلاک لگتے ہی پوری ہو جائے گی ،یہی مثال نبوت کی بلڈنگ کی ہے کہ ہمارے آقا ﷺ کی آمد سے پہلے بلڈنگ ادھوری تھی اور آپ کے آنے سے مکمل ہوگئی ۔اب اس میں مزید کسی اضافے کی گنجائش نہیں ہے۔ یہی بات آپ نے حدیث پاک میں بیان کی۔ کہ میں عمارت نبوت کی آخری اینٹ ہوں۔

اس سے پہلے کہ صدیق میاں کچھ اور کہتے اچانک ڈبے میں ایک نورانی شخصیت کی آمد ہوئی اور دادا جی انہیں دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے۔ گلے ملے اور ساتھ بیٹھنے کا کہا۔ صدیق نے بھی ان سے مصافحہ کیا اور بیٹھ گیا۔

بیٹا! یہ علامہ اسمعیل صاحب ہیں۔ ہمارے بڑے اچھے دوست ہیں۔ بہترین عالم دین اور صاحب مطالعہ شخصیت ہیں۔ اور دفاع دین کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ دادا جی نے بزرگ کا تعارف کرواتے ہوئے کہا۔ اب علامہ صاحب دادا جی سے مخاطب ہوئے اور دریافت کیا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ جس پر دادا جی نے تفصیل بتائی ۔ پھر دادا جی نے صدیق سے ہونے والی گفتگو کا ذکر کیا تو علامہ صاحب فرمانے لگے۔ بھئی صدیق میاں! یہ تو آپ نے سن لیا کہ یہ عقیدہ مسلمان ہونے کے لئے کتنا ضروری ہے اور قرآن و حدیث کا اس پر واضح بیان بھی ہے۔ اب ذرا یہ سنئے کہ جب آپ ﷺ کی وفات کے بعد مسیلمہ کذاب نے نبی ہونے کا جھوٹا دعوی کیا تو صحابہ کرام نے صدیق اکبر کے کہنے پر اس سے جنگ کی اور 1200 صحابہ کرام اس میں شہید ہوئے۔ اتنی بڑی تعداد نے اس سے پہلے کبھی کسی جنگ میں شہادت نہیں پائی تھی ۔ جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے نزدیک اس عقیدے کی حفاظت کے لئے جان قربان کرنی بھی پڑے تو دے دی جائے لیکن اس پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے۔ اور یہ تعلیم انہیں بارگاہ رسالت ﷺ سے ملی کہ جب اسود عنسی نے آقا ﷺ کی حیات مبارکہ میں دعوی نبوت کیا تو آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم ارشاد فرمایا۔ جس پر حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا۔ اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کی۔ اور یہی حال بعد والے مسلمانوں کا رہا۔ جیسے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنھما نے مختار ثقفی کو، عبد الملک بن مروان نے حارث بن سعید کو، یوسف بن عمر ثقفی نے ابو مصنور عجلی کو نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے پر قتل

کیا۔علامہ صاحب نے صدیق میاں کو تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔اچھا علامہ صاحب یہ تو بتائیے کہ جب ہر دور میں اس عقیدے پر مسلمانوں نے سخت پہرا دیا اور اس کی حفاظت کے لئے قربانیاں دیں تو ہمارے دور کے لوگوں کا اس پر کیا کردار رہا؟صدیق نے سوال کیا:جس پر علامہ صاحب نے کہا:کہ جب ہمارے قریبی دور میں مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعوی کیا تو علمانے کتابیں لکھ کر اس کا رد کیا،جن میں سرفہرست نام امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کا ہے۔آپ نے اس کے رد اور اس عقیدے کی وضاحت کے لئے پانچ کتابیں لکھیں۔اور اس عقیدہ کی بنیاد پر مرزا کو کافر کہا اور اس پر مدینہ پاک اور مکہ پاک کے علما سے تائید لی۔اور علمائے حرمین کی تصدیق کے ساتھ مرزا کو کافر قرار دیا گیا۔حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ نے اسے مناظرے کا چیلنج دیا۔جس میں مرزا نے آنے کی زحمت نہ کی۔اور بغیر مناظرہ ہی فرار ہوگیا۔جس کے سبب پیر صاحب کو اس معاملے میں کامیابی ملی اور اس کے فتنے کو بھرپور جواب ملا۔پھر پاکستان بننے کے بعد ان کی مکاریوں پر سے پردہ ہٹایا گیا۔اور سانحہ ربوہ کے بعد مہم چلی ۔جس میں ہزاروں نوجوان گرفتار ہوئے۔ سینکڑوں شہید ہوئے۔اور بالآخر قادیانیوں کو منہ کی کھانی پڑی۔اور علمائے کرام اور عوام الناس کی کوششوں سے قادیانیوں کے اس وقت کے خلیفہ مرزا ناصر کو اسمبلی میں بلایا گیا۔اس سے اس کا عقیدہ پوچھا گیا۔بہت کوشش کے بعد آخر کار اس نے مان ہی لیا کہ وہ مرزا کو نبی مانتے ہیں۔اور مرزا کو نبی نہ ماننے والے کو مسلمان نہیں سمجھتے،اسمبلی میں اس سے جرح کرنے والوں میں نمایاں نام علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کا ہے جنہوں نے سب سے پہلے اس مسئلے کو اسمبلی میں اٹھایا اور اس پر قانون سازی کا مطالبہ کیا۔اور بھرپور جدوجہد اور قربانیوں کے بعد 7 ستمبر1974 کو یہ قانون پاس ہوا کہ مسلمان وہ ہوتا ہے جو اللہ کو ایک مانے، آسمانی کتابوں پر ایمان لائے، فرشتوں، یوم آخرت اور انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان رکھے اور حضور اکرم ﷺ کو اللہ کا آخری نبی تسلیم کرے۔

اچھا علامہ صاحب:ایک آخری بات اور بتادیں کیونکہ ہمارا اسٹیشن آنے ہی والا ہے کہ قرآن و حدیث اور صحابہ کرام کے عمل سے تو یہ بات واضح ہے کہ ختم نبوت کا منکر مسلمان نہیں ہے۔لیکن کیا مزید وضاحت کے لئے آپ اس کی کوئی اور مثال دے سکتے ہیں تاکہ جب میں اپنے دوستوں کو یہ عقیدہ سمجھاوں تو انہیں بھی سمجھ آجائے۔صدیق نے گزارش کرتے ہوئے کہا۔جی بالکل بیٹا:ہم اس

بات کو اس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ ہم موسی علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں اور تورات کو اللہ کی کتاب مانتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود جب ہم کسی یہودی سے ملیں اور بتائیں کہ ہم بھی موسی علیہ السلام اور تورات کو مانتے ہیں تو وہ یہودی آپ کو یہودی مانے گا؟ ہر گز نہیں مانے گا۔ صدیق نے جوابا کہا۔ اسی طرح اگر آپ کسی عیسائی کو یہ کہیں کہ میں عیسی علیہ السلام اور انجیل کو مانتا ہوں۔ مجھے عیسائی کہہ لو۔ تو وہ ہر گز نہیں کہے گا۔ کیونکہ یہودی اور عیسائی دونوں یہ کہیں گے کہ یہودی یا عیسائی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے بعد کسی کو نبی نہ مانا جائے تم چونکہ موسی و عیسی علیھم السلام کے بعد محمد ﷺ کو بھی نبی مانتے ہو اس لئے تم یہودی یا عیسائی نہیں ہوسکتے۔ اسی طرح مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ آقا محمد ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہ مانا جائے ۔اور قادیانی حضور ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے بلکہ مرزا کو بھی نبی مانتے ہیں اس لئے وہ مسلمان نہیں ہیں۔ غیر مسلم اور کافر ہیں۔

واہ علامہ صاحب واہ۔ آپ نے تو کمال کر دیا۔ دادا جی جو بہت غور سے گفتگو سن رہے تھے ۔اختتام پر بول اٹھے۔ جس پر علامہ صاحب نے مسکرا کر ان کا شکریہ ادا کیا۔ پھر دادا جی نے صدیق سے پوچھا! میاں کچھ سمجھے بھی یا نہیں؟ جی دادا جی ۔سب سمجھ آ گیا کہ

مسلمان ہونے کے کے لئے حضور ﷺ کو آخری نبی ماننا ضروری ہے ۔اور اس کا نہ ماننے والا کافر ہے

یہ عقیدہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

اس کی حفاظت کے لئے 1200 صحابہ کرام نے جام شہادت نوش کیا

قادیانی مرزا کو بھی نبی مانتے ہیں اور حضور ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں ۔اس لئے وہ کافر ہیں۔

ملک پاکستان کے علما اور عوام کی قربانیوں کے باعث 7 ستمبر 1974 کو قادیانیوں کو اسمبلی سے قانونی طور پر کافر قرار دیا گیا۔ اس لئے اب یہ قانونی اعتبار سے بھی کافر ہیں۔

اور میں یہ عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ اس عقیدے پر قائم رہوں گا اور سب جاننے والوں کو اس کی اہمیت بتاوں گا۔ اس کے لئے ہر طرح کی قربانی دوں گا۔ اور اپنی جان بھی آقا ﷺ کی ناموس پر قربان کرنے سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔

صدیق نے اپنے عزم کا اظہار کرتے ہوئے جواب دیا۔

صحائفِ آسمانی میں حضور ﷺ کی عالمگیر رسالت

از: پروفیسر محمد اعجاز جنجوعہ

خلاق عالم نے خاکدان گیتی پر اشرف المخلوقات انسان کو نائب بنایا پھر اس عارضی مستقر میں نسلِ انسانی کی رشد و ہدایت، کامیاب زندگی اور اخروی نجات کے لیے نبوت و رسالت کا عظیم سلسلہ قائم فرمایا جس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے اور اختتام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا۔ ابتدائی زمانوں میں نسلِ انسانی کا عقیدہ و نظریہ ایک رہا جب کہ معمولاتِ زندگی کی مشروعیت اور بجا آوری کیلئے وقتاً فوقتاً شرعی احکام حسب ضرورت نازل ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان احکانات کی تعلیم و تبلیغ کیلئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا پھر جب زمیں پر نسلِ انسانی بڑھی اور اس کی معاشرتی اور معاشی ضرورتوں میں وسعت پیدا ہوئی تو ہر شعبہ حیات میں راہنمائی کا سلسلہ بھی دراز ہوا اسی طرح ان کی آراء میں تنوع اور عقائد و نظریات میں اختلاف رونما ہوا نیز ان کے اعمال میں بھی بگاڑ ظاہر ہونے لگا اس لئے فکری اور عملی اصلاح کیلئے بہت بڑی تعداد میں انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت ہوئی۔ جن کا دائرہ تبلیغِ رسالات بحسب آبادی و مسائل زندگانی اور بلحاظ مکان وزماں محدود رہا۔

مگر ان کی تعلیم و تبلیغ کا اساسی عنوان عقیدہ توحید ورسالت، عقیدہ آخرت اور تشریع احکام تھا اور جملہ انبیاء ورسل علیہم السلام نے اس کارِ نبوت ورسالت کو بخوبی انجام دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان پیغمبران کرام نے ہر زمانے میں اپنی اپنی امتوں کو ایک عالمگیر آخری نبی علیہ السلام کی تشریف آوری کا مژدہ بھی سنایا اور اپنی امتوں کو اس کے لیئے راستے ہموار کرنے اور اس کے دست و بازو بننے کا پیغام سنایا۔ اور یہ اہم فریضہ تھا جس کے لیے اللہ تعالی نے ازل میں تمام انبیاء سے پختہ موکد عہد بحلف لیا۔۔ جیسا کہ قرآن حکیم کی آیت کریمہ میں ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ(۸۱)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا، کیا تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟۔ سب نے عرض کی۔ ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ (آل عمران)

ائمہ مفسرین سے اس ایت کے بارے دو قول مروی ہیں۔ مگر مرجح قول جو تاریخی شواہد اور عقلی قیاس سے ہم آہنگ ہے وہ حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد گرامی ہے آپ فرماتے ہیں :لم يبعث الله نبيا آدم و من بعده الا اخذ عليه العهد في امر محمد و اخذ العهد عل قومه ليومنن به ولئن بعث في حياته ولينصرنه

" اللہ تعالی نے ادم علیہ السلام اور ان کے بعد جو نبی بھی مبعوث فرمایا اس سے رسالت محمدیہ کا عہد لیا اور اس کی قوم سے بھی عہد لیا کہ اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زندگی میں مبعوث ہوں تو ان پر ضرور ایمان لائیں گے اور ضرور ان کی مدد کریں گے "

یہاں اس آیت کریمہ میں ثم جاءکم تراخی کے لیے یعنی بعد میں اس رسول معظم کے آنے کا بیان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر پیغمبر نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر فرمایا اور اپنی قوم کو آخر میں انے والے اس پیغمبر اعظم کے لیے چشم براہ بنایا اس وجہ سے ہر امت ہر قوم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پاک کا شہرہ عام ہوا یہاں تک کہ غیر الہامی مذہبی صحیفوں میں بھی آپ کا تذکرہ کثرت سے ہوا جس کا واضح ثبوت پٹنہ یونیورسٹی انڈیا کے ایک ہندو مذہبی اسکالر (پنڈت) اور پروفیسر پرکاش اپیادھیائے کی شہرہ آفاق کتاب (کالکی اوتار اور محمد صاحب) "یعنی ہادی عالم " ہے اس نے دلائل و براہین سے ثابت کیا کہ ہندو مت کی کتابوں میں جس آنے والے ہادی کی پیش گوئی ہے وہ جزیرہ عرب میں چودہ صدیاں پہلے تشریف لا چکا ہے اور جس کا اسم گرامی محمد ہے "۔

حضرت عیسی علیہ السلام کی پیشن گوئی تو قران حکیم کی سورہ صف میں موجود ہے۔ کہ آپ نے بنی اسرائیل کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا " اے اولاد

یعقوب ! میں یقینا تمہاری طرف اللہ تعالی کا رسول ہوں اور میں اس کتاب کی تصدیق کرتا ہوں جو تمھارے پاس ہے یعنی تورات اور اپنے بعد آنے والے رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جن کا اسم گرامی احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو گا"۔

حضرت عیسی علیہ السلام کے کئی خطبات جو موجودہ اناجیل میں اب تک محفوظ ہیں ان میں مبشر بہ رسول کی عالمگیر رسالت اور جہان نبوت کی بادشاہت کا بہت صراحت سے ذکر ہے۔ مثلاً انجیل متیٰ کے تیسرے باب میں ہے

"میں تم کو توبہ کے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں لیکن جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے زور آور ہے میں اس کی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں"۔(۳:۱۲)

انجیل متٰی کے چوتھے باب میں ہے:"جب اس نے سنا کہ یوحنا پکڑوا دیا گیا تو گلیل کو روانہ ہوا اور ناصرہ کو چھوڑ کر کفر نحوم میں جا بسا۔ تا کہ جو یسعیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا وہ پورا ہو۔

اس وقت سے یسوع نے منادی کرنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے"۔4:۱۷

متی کے باب ۲۱ میں فرمایا:"اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو، جو اس کے پھل لائے، دے دی جائے گی اور جو اس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا"۔(44:۲۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عامہ کی کامیابی اور ایک پاک باز امت کی تصویر کا جو نقش سورہ فتح میں ابھرا ہے اس کی تمثیل و تشبیہ انجیل مرقس کے باپ چہارم میں آئی ہے۔

حضرت عیسی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے :

"ہم خدا کی بادشاہی کو کس سے تشبیہ دیں اور کس تمثیل میں اسے بیان کریں ؟ وہ رائی کے دانے کی مانند ہے کہ جب زمین میں بویا جاتا ہے زمین کے سب بیجوں سے چھوٹا ہوتا ہے مگر جب بو دیا گیا تو سب ترکاریوں سے بڑا ہو جاتا ہے اور ایسی بڑی ڈالیاں نکالتا ہے کہ ہوا کے پرندے اس کے سایہ میں بسیرا کر سکتے ہیں"۔(4:۳۱)

انجیل یوحنا میں ہے کہ یہودیوں نے یروشیلم سے کاہن اور لاوی حضرت عیسی علیہ السلام سے احوال پوچھنے کے لیے بھیجے تو انہوں نے آکر پوچھا کہ۔ تو کون ہے ؟ تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ انہوں نے اس سے پوچھا پھر کون ہے ؟ کیا تو ایلیاہ ہے ؟ تو اس نے کہا میں (ایلیاہ) نہیں ہوں۔ پوچھا کیا تو "وہ نبی" ہے ؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں پس انہوں نے اس سے کہا پھر تو ہے کون ؟ تا کہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں

۔تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے ؟ اس نے کہا میں جیسا یسعیاہ نبی نے کہا ہے بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ سیدھا کرو" پھر اس وفد نے سوال کیا" اگر تو نہ مسیح ہے نہ ایلیاہ ہے نہ "وہ نبی" تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے ؟تو جواب میں کہا" میں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں تمہارے درمیان ایک شخص کھڑا (ہونے والا) ہے جسے تم نہیں جانتے یعنی میرے بعد کا آنے والا جس کی جوتی کا تسمہ میں کھولنے کے لائق نہیں ہوں"۔(۱:۲۰-۲۷)

اس کلام میں صراحت ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت یحیی علیہ السلام کے بعد وہ عظیم الشان رسول آنے والا ہے۔

انجیل یوحنا کے باب ۱۶ میں ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا" میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور اکر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں ٹھہرائے گا

"اگے چل کر فرمایا: مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں ائندہ کی خبریں دے گا۔(۱۶:۱۳)

اسی سلسلہ کلام میں فرمایا:" اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو اور میں باپ سے درخواست کروں گا وہ تو میں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے"۔

ابد تک رہنے کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ آخر میں آنے والے رسول کی رسالت قیامت تک ہو گی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا آخری ہونا بھی حضور کی ختم نبوت کی دلیل ہے اور آپ نے دوسری امتوں کا عرصہ حیات عصر تک اور امت محمدیہ کا دور عصر سے مغرب تک بیان فرمایا۔

بائبل کی کتاب دانی ایل میں حضرت دانی ایل علیہ السلام کا ایک خواب ہے۔وہ فرماتے ہیں

کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آدم زاد کی مانند آسمان کے بادلوں کے ساتھ آیا اور قدیم الایام تک پہنچا وہ اسے اس کے حضور لائے اور سلطنت اور حشمت اور مملکت اسے دی گئی تاکہ سب لوگ اور امتیں اور اہل لغت اس کی خدمت گزاری کریں ۔اس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے جو جاتی نہ رہے گی اور اس کی مملکت لازوال ہو گی"۔(۷:۱۳)

دیگر اسمانی صاحب میں بھی جابجا نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت رسالت اور صبح قیامت تک ابدی سلطنت کا ذکر ہے ایسے ہی گواہیاں تاریخ کے

دامن میں بھی محفوظ ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ بخت نصر کے عہد حکومت میں جب اہل فارس نے اپنے نبی کو شہید کر دیا تو حضرت یرمیاہ نبی نے بخت نصر کو عربوں پر حملہ کرنے نے انہیں قتل کرنے یا قیدی بنانے کا حکم دیا چنانچہ اس نے حملہ کر کے تباہی مچادی " یہاں تک کہ وہ معد بن عدنان کے پاس آیا اور سے قتل کرنے کا حکم دیا تو یرمیا نبی نے اسے منع فرمایا کہ اس شخص کی پشت میں "وہ نبی" ہے آخری زمانے میں مبعوث ہو گا اللہ تعالی اس پر انبیاء کا سلسلہ ختم فرما دے گا چنانچہ بخت نصر نے حضرت معد کو چھوڑ دیا اور انہیں اپنے ساتھ یمن لے گیا"

حبقوق نبی نے بخت نصر کے زمانے میں خبر دی کہ "جب اخری امت آئے گی شتر سوار نئی عبادت گاہوں میں انہیں نئی تسبیح کرائے گا اور خوش ہو جاؤ اور صیہون کی طرف جاؤ پر سکون دلوں کے ساتھ، بلند اواز سے نئی تسبیح کرتے، یہ آخری زمانے کی امت ہو گی ان کی تلواریں دودھاری ہوں اور وہ تمام اقطار ارض میں کافر امتوں سے انتقام لے گی"۔

اس ارشاد میں شتر سوار سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے اور نئی امت سے مراد اہل عرب ہیں، نئی عبادت گاہیں مسجدیں ہیں اور نئی تسبیح لبیک اللھم لبیک ہے۔۔ مسجدیں اور تسبیح امت محمدیہ کا شعار ہے ۔۔ ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت رسالت اور خاتمیت کا چرچہ ہر زمانے میں رہا اور تمام نبیوں نے اپنی امتوں میں آپ کا ذکر بلند کیا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بے شمار ارشادات عالیہ میں اپنے آخری نبی ہونے کا ذکر فرمایا اور لا نبی بعدی فرما کر نئی نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا۔۔ ساری امت نے ہمیشہ اس عقیدے کو حرزِ جاں بنایا اور اس کی حفاظت کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے صحابہ کرام جو پیغام نبوت کے اولین مخاطبین تھے انہوں نے ختم نبوت کا یہی مفہوم لیا اور نبوت کے جھوٹے مدعیوں کے خلاف صف آراء ہو کر اپنے عمل سے یہ واضح کر دیا کہ نبی اکرم علیہ الصلوۃ سلام کے زمانہ اقدس میں یا آپ کے بعد نئی نبوت کا دعوی باطل ہے اور تمام صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہے اور انسانی عقل بھی اس کی متقاضی ہے کہ جب آخری پیغمبر پر اترنے والا کلام ہر طرح کی مداخلت سے محفوظ ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ہر پہلو تمام تفصیلات کے ساتھ سینوں اور سفینوں میں نقش ہے تو ظلی بروزی یا کسی اور طرح کی نئی نبوت کا تصور بھی حماقت ہے اور ایسا سوچنا بھی کفر ہے۔ اس لئے کہ صبح قیامت تک کسی نئی نبوت کی مطلقا گنجائش نہیں

نہ رکھی گل کے جوشِ حسن نے گلشن میں جا
باقی چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغِ رسالت کا

سہ ماہی ”سوئے طیبہ“ کا اجراء

ایک عمدہ کاوش

از: مولانا فرمان علی رضوی

اللہ تعالیٰ نے پیغام الٰہی کے لیے انبیاء و رسل علیہم السلام مبعوث فرمائے جنھوں نے دنیا میں تشریف لا کر نسل انسانیت کی راہ ھدایت کی طرف رہنمائی فرمائی سب سے آخر میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گری ہے جس سے ربانی پیغام پایہ تکمیل تک پہنچ گیا اب قیامت تک یہی دین متین جاری و ساری رہے گا۔ اس کی تدویج و اشاعت کے ہر دور میں علماء کرام نے اپنی اپنی بساط کے مطابق کوششیں تقریر، تدریس، مناظرہ اور قلم کے ذریعے کیں۔ اسلام کی اصل روح کو آنے والی نسلوں کی طرف کی منتقل کیا لیکن ان سب میں سے جو طریقہ عمدہ اور دیرپا ہے وہ قلم کا ہے کیونکہ اس کے ذریعے پھیلایا گیا پیغام زیادہ دیر تک کارآمد رہتا ہے۔

اسی دینی ضرورت کے پیش نظر ہمارے فاضل دوست مولانا محمد بلال ہاشمی نے سہ مجلہ سوئے طیبہ کا اجراء کیا ہے تاکہ عصر حاضر کے فتنوں کا مقابلہ کر کے نسل نو کے ایمان و اعتقاد کے تحفظ کو یقینی بنایا جا سکے۔ مولانا موصوف ابھی جوان ہیں اور کام کرنے کا حوصلہ اور شوق بھی رکھتے ہیں ان کی چند تحریریں پڑھنے کا موقع میسر آیا ہے جس سے محسوس ہوتا ہے کہ ان کی طبیعت میں اصلاح معاشرہ کا درد ہے اور کچھ کرنے کا جنون رکھتے ہیں۔ یہ ان کی خوش قسمتی ہے کہ ان کو پیر سید صابر حسین شاہ بخاری دامت برکاتہم العالیہ جیسی شخصیت کی سرپرستی میسر ہے قبلہ شاہ صاحب جس انداز میں نوجوان علماء کو تحریر کی طرف راغب فرماتے ہیں یہ ان کا ہی خاصہ ہے اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر دراز فرمائے۔

ہمارے ہاں المیہ یہ ہے کہ ہم کام کا آغاز تو کر دیتے ہیں لیکن بعد میں اس کے تسلسل کو بحال نہیں رکھ پاتے یا جس معیار کا کام ہونا چاہئے اس کی طرف توجہ کم ہو جاتی ہے اس کی بے شمار وجوہات ہیں جن کو ذکر کرنے کی یہاں گنجائش نہیں۔ لیکن فقیر امید

کرتا ہے کہ مولانا بلال ہاشمی صاحب اس روش سے اجتناب فرمائیں گے۔

مجلے کے حوالے سے فقیر کے ذہن میں چند آراء ہیں اگر ان کو قابل التفات سمجھا جائے تو امید ہے مزید بہتری لائی جاسکتی ہے۔

(1) سب سے پہلے مجلے کی ایک مضبوط ٹیم ترتیب دی جائے جو عصر حاضر کے عنوانات سے آگاہ ہو اور کام کا تجربہ بھی ہو تاکہ یہ کام محض روایتی انداز میں نہ ہو۔

(2) حمد اور نعت نئے شعراء سے لکھوا کر شامل کی جائے جو شعری معیار کے مطابق ہو تاکہ نئے لوگوں میں کام کرنے کا حوصلہ بڑھے۔

(3) درس قرآن کے عنوان سے جو مضمون شامل ہو اس میں اگر ممکن ہو تو کسی عالم دین کی خدمات حاصل کرکے کسی عربی تفسیر کا ترجمہ کروایا جائے جو پہلے سے نہ ہوا ہو تو اس طرح ایک وقت میں دو کام ہو جائیں گے۔

(4) اسی طرح درس حدیث کے مستقل طور پر کسی ایسی کتاب کا انتخاب کیا جائے جس ترجمہ مارکیٹ میں نہیں اگر ایسا ممکن نہ ہو تو کسی کتاب کا کوئی ایک باب منتخب کرکے اس پر کام کیا جائے پھر اس کی تکمیل کے بعد کسی نئے باب کو منتخب کر لیا جائے۔

(5) عقیدہ ختم نبوت کے لیے روایتی عنوانات کی بجائے اکابر علماء کی کتب کی تسہیل پیش کی جائے مثلاً پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمہ کی سیف چشتیائی کو منتخب کر لیں اس کی تکمیل کے بعد کسی اور کتاب پر کام کر لیں کیونکہ عصر حاضر کا قاری ان کتب سے کما حقہ استفادہ کرنے سے قاصر ہے اور علماء وقت کی ذمہ داری ہے کہ قارئین تک یہ معلومات آسان انداز میں پہنچائیں۔

(6) اسی طرح سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لکھی جانے والی کتب میں سے منتخب سیرت مختلف عنوانات کے تحت پیش کی جائے تاکہ قاری کو اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سیرت طیبہ سے بھی آشنائی ہو۔

(7) اگر کسی بزرگ کی کوئی کتاب غیر مطبوعہ ہو لیکن عصر حاضر میں اس کی ضرورت ہو تو اس کو قسط وار پیش کیا جائے۔

(8) مسائل شرعیہ کے لیے ایک مضمون لازمی شامل ہونا چاہیے۔

درج بالا چند آراء آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں ظاہر ہے ان میں سے کسی سے آپ کو اتفاق ہو گا اور کسی سے اختلاف جو اتفاقی ہوں ان پہ عمل کیجیے جو اختلافی ہوں ان کو چھوڑ دیجیے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی تمام ٹیم کو اس نیک مقصد میں کامیاب فرمائے اور خالصتاً اپنی اور اپنے محبوب کی رضا کے لئے اخلاص کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سہ ماہی "سوئے طیبہ"

از: مولانا شاہد علی اشرفی فیضانی باسنی
(ناگور راجستھان انڈیا)

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ دور بڑا پر فتن اور شوشل میڈیا کا ہے' اس دور میں گناہوں بھری زندگی سے بچنا اور دوسروں کو بچانا بہت ہی مشکل ترین امر ہے۔ اس لیے کہ آپ خود اپنی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں کہ آج ہر ایک شخص کے ہاتھ میں موبائل تھما ہوا ہے' ہر ایک صغیر و کبیر مرد و زن اس کا Miss use کر کے اپنی دنیا و آخرت کو تباہی و بربادی کے دہانے پر لگا رہے ہیں، الا ماشاء اللہ! بہت کم ایسے لوگ ہیں جو اس کا صحیح استعمال کر کے اس کے ذریعے سے امت مسلمہ کی اصلاح کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ جو بندے اس سوشل میڈیا کے ذریعہ سے قوم و ملت اور دین و سنیت کی خدمات انجام دے رہے ہیں ان میں سے ایک مردِ مومن عزیز مکرم مولانا بلال احمد شاہ ہاشمی (مقیم پاکستان) بھی ہیں جن کے سینے میں امت مسلمہ کی اصلاح کا ایک دھڑکتا ہوا دل ہے' یہی وجہ ہے کہ آپ نے سوشل میڈیا کے ذریعہ امت مسلمہ کی اصلاح کے لیے ایک سہ ماہی مجلہ بنام (سوئے طیبہ) اپنے چند احباب کے ساتھ مل کر جاری کیا، اللہ پاک ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ یقیناً یہ مجلہ اہلسنّت و جماعت اور مسلک اعلی حضرت کا سچا ترجمان ثابت ہوگا، اور آئندہ مستقبل میں اس کے اچھے نتائج و اثرات ثابت ہوں گے۔ شرط یہ ہے کہ احباب اہلسنّت اور بالخصوص علمائے کرام اس مجلے کا ہر طرح سے تعاون کرتے رہیں۔

فقیر راقم الحروف نے اس کے چند مضامین مطالعہ کیے ماشاء اللہ سارے ہی مضامین و مقالات لائق مطالعہ و اصلاح کن ہیں۔ میں اس رسالے کی اشاعت پر موصوف گرامی کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں، اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو قبولیتِ تامہ عطا فرمائے۔ اور اسی طرح ہمارے عزیزوں کو اس کے ذریعے اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔۔ فقط والسلام مع الخیر

سہ ماہی "سوئے طیبہ" سال نو کا بہترین تحفہ

از: سید اسرار عالم میاں
(مدیر سہ ماہی اناساگر دہلی شریف)

اسلامی نئے سال کے آغاز پر اہلسنت والجماعت کے لئے ایک بہترین تحفہ ثابت ہوگا۔ان شاء اللہ عزوجل

عالم اسلام کو اسلامی نیا سال بہت بہت مبارک ہو۔اس موقع پر ایک شاندار مجلہ بنام "سوئے طیبہ" کا اجراء عمل میں آنا یہ بہت ہی بہترین خراج ہے۔میں بلال احمد شاہ ہاشمی صاحب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے ایک بڑا ذمہ اپنے کاندھے پر لیا ہے۔یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس دور میں رسالے یا اخبار کا شائع کرنا لوہے کے چنے چبانے کے برابر ہیں۔کیونکہ دورِ حاضر میں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اردو کے رسالے یا اخبارات خرید کر کوئی پڑھنا نہیں چاہتا۔لیکن پھر بھی بلال صاحب نے بڑی ہمت کا کام کیا ہے کیونکہ میں بحیثیت مدیر وڈیزائنر اس کام کو بخوبی سمجھتا ہوں۔

"سوئے طیبہ" کا پی ڈی ایف سر سری نگاہ سے دیکھا،بالخصوص فہرست پر نظر جاکر رک گئی کیونکہ اس میں ملک ہندوستان کے کئی قلمکار حضرات موجود مثلاً حافظ افتخار احمد قادری پورن پور جو ہندوستان کے ہر اسلامی مجلہ میں نظر آتے ہیں۔تقریباً ہر دن ہی ہندوستان کے تمامی اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں۔مفتی نازش مدنی مرادآبادی بھی ایک بہترین قلمکار جو ہندوستان کے بڑے بڑے اسلامی مجلہ کی زینت بنتے رہتے ہیں،ان حضرات کے علاوہ بھی کئی مقالہ نگار موجود جو ہمارے سہ ماہی "اناساگر" میں اپنا قلمی تعاون پیش کرتے رہتے ہیں۔

"سوئے طیبہ"میں مضامین و مقالات کا انتخاب بہت ہی عمدہ ہے۔قارئین حضرات اس رسالے کو خوب سے خوب پڑھیں اور ادارہ کو اپنی نیک دعاؤں سے نوازیں ساتھ ہی اپنا قیمتی مشورہ بھی پیش کریں۔

بہر حال میں مؤقر رسالہ "سوئے طیبہ" کی خوبصورت اشاعت پر مدیر اعلیٰ مولانا بلال احمد شاہ ہاشمی صاحب اور ان کی ادارتی ٹیم کو بہت مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعاگوہوں کہ رب احد وصمد اپنے حبیب صاحبِ لولاک کے صدقہ و طفیل سے رسالے کو حاسدین کے حسد سے محفوظ رکھے اور موصوف کو مذہب وملت کی بے لوث خدمات کی مزید توفیق عطافرمائے۔